حنفیہ کا مسلک احتیاط پر ہے

اس میں اماموں کے لئے ضرورت کے 30 مسئلے ہیں

اور تمام پر آیت اور سات حدیثیں ہیں

دوسرے مسلک والوں کی بھی پانچ حدیثیں ہیں

مؤلف

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب، دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ ثمیر، مانچیسٹر، انگلینڈ

فون۔۔ 0044,7459131157

حق طباعت مصنف کے لئے محفوظ ہے

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔حنفیہ کا مسلک احتیاط پر ہے

نام مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔ثمیر الدین قاسمی، مانچیسٹر

تاریخ اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مارچ ۲۰۲۴ء

ادارہ اشاعت۔۔۔۔۔۔مکتبہ ثمیر، مانچیسٹر، انگلینڈ

فون۔0044,7459131157

ملنے کے پتے

حضرت مولانا ثمیرالدین قاسمی صاحب

Samiruddin qasmi ,

70 Stamford street, Old Trafford,

Manchester,

England , M16,9LL

0044,7459131157

	عنوان	صفحہ
	کتاب کی خصوصیات	7
	حنفیہ کا مسلک احتیاط پر ہے	8
	حنفی اماموں کے لئے انمول تحفہ	21
	[1]۔۔ نماز میں رفع یدین سنت ہے یا نہیں	30
	[2]۔۔ قرآت خلف الامام	39
	[3]۔۔ امین بالجہر سنت ہے یا نہیں	50
	[4]۔۔ نماز میں پاؤں پھیلا کر کھڑا ہونا	59
	[5]۔۔ تحریمہ کے وقت سینے پر ہاتھ رکھے یا ناف کے نیچے	69
	[6]۔۔ عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	78
	[7]۔۔ تحیات میں انگلی کا ایک بار اشارہ، سنت ہے یا بار بار	93
	[8]۔۔ کھلے سر نماز پڑھنا	99
	[9]۔۔ عورت اور مرد کی نماز میں فرق	107
	[10]۔۔ جمع بین الصلاتین	118
	[11]۔۔ سوتی موزے پر مسح کرنا کیسا ہے	131
	[12]۔۔ فجر کی جماعت ہو رہی ہو تو سنت پڑھیں یا نہیں	142

صفحہ	عنوان	
151	[13]۔۔تراویح بیس رکعت ہے یا آٹھ	
161	[14]۔۔فرض نماز کے بعد دعا کریں یا نہ کریں	
173	[15]۔۔جماعت ثانیہ مکروہ ہے	
182	[16]۔۔جمعہ کے خطبہ کے وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں	
190	[17]۔۔زوال کے وقت جمعہ کی نماز پڑھنا کیسا ہے	
197	[18]۔۔اوقات مکروۃ میں تحیۃ المسجد پڑھنا کیسا ہے	
203	[19]۔۔وتر تین رکعت یا ایک رکعت	
211	[20]۔۔مسافر کی نماز دو رکعت ہے یا چار رکعت	
220	[21]۔۔نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا	
227	[22]۔۔نماز جنازہ میں ایک سلام ہے یا دو	
230	[23]۔۔حنفیہ کے یہاں چار تکبیریں ہیں	
237	[24]۔۔نماز جنازہ مسجد میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں	
243	[25]۔۔ہمارا بھیجا ہوا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے یا نہیں	
264	[26]۔۔کسی آدمی کے وسیلے سے دعا مانگنا	
279	[27]۔۔قربانی تین دن یا چار دن	

،

	عنوان	صفحہ
	[28]۔۔قربانی کے جانور میں سات شریک ہو سکتے ہیں، یا دس	285
	[29]۔۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہیں، یا ایک	291
	[30]۔۔عورتوں کو مسجد کی جماعت میں لائیں یا نہیں	314
	تمت بالخیر	328

اس کتاب کی خصوصیات

1۔۔ صرف، آیت۔۔، حدیث۔۔، قول صحابی۔۔، قول تابعی۔۔ہی سے استدلال کئے ہیں علماء کی عبارتوں سے استدلال نہیں کیا تاکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے

2۔۔ ہر حدیث میں وضاحت کی ہے کہ کون آیت ہے، کون حدیث ہے، کون قول صحابی ہے، اور کون قول تابعی ہے

3۔۔ صرف اوپر کی بنیادی 12 کتابوں سے ہی حوالہ لیا ہے

4۔۔ دوسرے مسلک کے لئے اور حنفی مسلک دونوں کے لئے حدیثیں لائے ہیں

5۔۔ اہل حدیث کی پانچ حدیثیں لائے تو حنفیوں کے لئے بھی سات حدیثیں لائے اور اگر اہل حدیث کے لئے سات حدیثیں لائے تو حنفیوں کے لئے دس حدیثیں لائے ہیں

6۔۔ دونوں مسلکوں کے لئے حدیثیں اس لئے جمع کیا تاکہ دونوں فریقوں کو حدیث کی معلومات ہو جائے، اور اختلاف کم سے کم ہو

7۔۔ کتاب بہت آسان ہے، اور مبائل میں رکھنے کے قابل ہے

8۔۔ بہت سی جگہ مجبوری کی وجہ سے حدیث کا لفظ لایا ہوں، حال آنکہ وہاں قول صحابی، اور قول تابعی ہے، اس پر میں معذرت خواہ ہوں، ثمیر

حنفیہ کامسلک احتیاط پر ہے

از:۔۔ثمیر الدین قاسمی، غفرلہ

حنفیہ کامسلک واقعی احتیاط پر ہے،اس پر عمل کرنے سے تمام احادیث پر عمل ہو جاتا ہے،اور خشوع خضوع باقی رہتا ہے ،اس پر عمل کرنے سے آیت پر بھی عمل ہو جاتا ہے ،اور دل کو اطمینان ہوتا ہے

ا۔۔مثلا رفع یدین میں بار بار ہاتھ اٹھانے سے، وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ(بقرہ ۲ ،آیت ۲۳۸) آیت پر عمل نہیں ہوگا ،،اور نہ اٹھانے سے عمل ہو جائے گا،اور وہ بہت ساری حدیثیں جو ترک رفع یدین کی ہیں،ان پر بھی عمل ہوگا،جبکہ رفع یدین کریں تو، وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ،آیت پر کماحقہ عمل نہیں ہوتا۔

۲۔۔امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھیں تو، وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (اعراف،7::204،)آیت جب قرآن پڑھا جائے تو کان لگا سنو اور چپ رہو۔پر عمل نہیں ہوگا،جبکہ فاتحہ نہ پڑھیں تو آیت پر بھی عمل ہوگا،اور ان حدیثوں پر بھی عمل ہوگا جو ترک فاتحہ پر ہے،اور قول صحابی پر بھی عمل ہوگا

۳۔۔زور سے آمین کہیں تو،آیت پر عمل نہیں ہوگا جبکہ آہستہ آمین کہیں تو آہستہ آمین کہنے کی حدیث پر بھی عمل ہو گا۔ اور ، ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ،الأعراف ۷: ۵۵)،آیت پر بھی عمل ہو جاتا ہے کہ۔۔اللہ سے چپکے چپکے دعا

کرو۔ گویا کہ حنفیہ کا عمل آیت، حدیث، اور قول صحابی کا مجموعہ ہے۔ اور ہمارا مسلک واقعی احتیاط پر ہے کہ اس پر عمل کرنے سے آیت بھی نہیں چھوٹتی ہے، حدیث پر بھی عمل ہوتا ہے۔ اور قول صحابی پر بھی عمل ہو جاتا ہے۔۔۔۔ واہ رے مسلک حنفیہ احتیاط کا مرقع!

پوری ھدایہ اور قدوری پر تین تین احادیث سیٹ ہیں

اب کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ حنفیہ کے پاس حدیث نہیں ہے

خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کتاب میں صرف ۲۸ مسئلوں کے لئے حدیثیں لائی گئی ہیں جو روز پیش آتی ہیں۔ لیکن اثمار الھدایہ، اور شرح ثمیری علی القدوری میں تمام مسئلوں پر تین تین حدیثیں سیٹ کر دی گئی ہیں، اور وہاں بھی صرف انہیں ۱۲ کتابوں سے ہی احادیث لی گئی ہیں، جو بنیادی کتابیں ہیں۔ اس لئے اب کسی کو اشکال نہیں ہونا چاہئے کہ حنفیہ کے پاس مسئلے کے لئے حدیث نہیں ہے

حنفیہ کے مسئلے رائے اور قیاس پر ہیں، یہ تصور غلط ہے

حنفیہ کے مسائل کی احادیث لوگوں کے سامنے نہیں ہوتی ہے تو بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس حدیث ہی نہیں ہے، صرف قیاس، اور رائے سے مسئلہ بناتے ہیں، احادیث سے اس کوئی تعلق نہیں ہے، حال آنکہ کوئی بھی مسئلہ آیت یا حدیث سے ہی بنے گی، اس کی بنیاد پر حنفیت کے مسلک کو کمزور اور ضعیف قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اگر مخالف کے سامنے ہر ہر مسئلے کے لئے متعدد احادیث پیش کر دی جائے تو پھر حنفیت کے مسلک کو کمزور

قرار نہیں دے گا بلکہ اس پر اطمینان کا اظہار کرے گا، اور اس پر عمل کرنے والوں کو استحسان کی نظر سے دیکھے گا۔ اس کتاب میں یہی کوشش کی گئی ہے کہ ہر ہر مسئلے کے لئے کئی کئی حدیثیں پیش کر دی جائیں، اور اصلی اور بنیادی کتابوں سے پیش کر دی جائیں، تاکہ مخالف اس پر اعتراض نہ کر سکے، اور یہ نہ کہہ سکے کی حنفیہ کا مسلک قیاس اور رائے پر ہے ان کو حدیث سے مس نہیں ہے

صحابہ کے فتوے پر عمل کرنا بھی بڑی بات ہے

بعض مرتبہ یہ اشکال کرتے ہیں کہ حنفیہ کے پاس حدیث نہیں ہے صرف اقوال صحابہ ہیں۔ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں اور آپ قول صحابی، یا قول تابعی پر عمل کرتے ہیں اس لئے حنفیہ کا مسلک کمزور ہے۔ یہ اشکال کرتے ہیں

جواباً عرض ہے کہ اس کتاب اہم مسائل کے لئے کئی کئی حدیثیں ضرور پیش کی گئی ہیں، صرف اقوال صحابہ نہیں ہیں، ہاں کئی احادیث پیش کرنے کے بعد اقوال صحابہ بھی ذکر کر دئے گئے تاکہ حدیث کی تائید ہو جائے، ورنہ احادیث ہی اصل ہیں

اور اگر کہیں جزئیاتی مسائل میں صرف اقوال صحابہ سے استدلال کیا گیا ہے تو یہ بری بات نہیں ہے کہ کیونکہ صحابہ حضور کے پاس رہے ہیں وہ حضور ﷺ کے مزاج سے واقف ہیں، اس لئے وہ کوئی فتوی دیتے ہیں تو یہی سمجھا جائے گا کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سنا ہو گا، البتہ ادباً آپ کا نام ذکر نہیں کیا۔ یا صحابہ حضور ﷺ کے مزاج کو سمجھتے تھے اس کی روشنی میں یہ کہا ہو گا، یا اس پر عمل کیا ہو گا، اس لئے جزئیاتی مسائل میں جہاں حدیث نہیں ہے وہاں

صحابہ کا قول عمل کے قابل ہے۔۔اس لئے یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے، صحابہ کے قول کو چھوڑ کر آج کے لوگوں کی بات پر عمل کرنا کون سی اچھی بات ہو گی

تقلید کا مسئلہ حل ہو گیا

کچھ لوگ تاثر دیتے ہیں کہ احادیث کی اتباع کرو، اماموں کی تقلید مت کرو، کیونکہ ہم پر حضور ﷺ کی اتباع ضروری ہے، اماموں کی تقلید ضروری نہیں ہے، صحابہ کے زمانے میں یہ سب امام کہاں تھے یہ تو بہت بعد کی پیداوار ہیں۔

لیکن جب ہر ہر مسئلے کے لئے حدیث پیش کر کے یہ بتایا جائے کہ تمام مسائل حدیث ہی کے نچوڑ ہیں، اور حدیث سے ہی بنے ہیں، البتہ حدیث بعض مرتبہ حکم کی حثیت بیان کی جاتی ہے کہ یہ فرض ہے، یا واجب ہے،، یا سنت ہے، یا مستحب ہے، تو ائمہ کرام اپنے اپنے انداز میں حدیث کی حیثیت بیان کر دیتے ہیں، جس سے مسئلے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے، بس اتنا ہی کام ائمہ کرام کا ہے، باقی اندر خانے وہ حدیث پر ہی عمل ہے، اور اگر آج کا عوام یہ کام کرے گا تو افراط اور تفریط کا شکار ہو گا، اور بے پناہ انتشار ہو جائے گا، اس لئے تقلید کا انکار کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ تقلید ہی کرنے میں عافیت ہے، چاہے، امام شافعیؒ کی تقلید کرے، امام مالکؒ کی کرے یا احمد بن حنبل کی کرے، یا امام ابو حنیفہؒ کی کرے، لیکن کرے ضرور، اگر ائمہ کی اقتدا نہیں کرے گا تو یا تو اپنی رائے سے مسئلہ بنائے گا، یا بہت بعد کے لوگوں کی رائے پر چلے گا، اور یہ دونوں خطرناک ہیں۔اس لئے تقلید ضرور کرے

والسلام۔۔۔ثمیر الدین قاسمی، غفرلہ

اہل حدیث کی پانچ حدیثیں تو حنفی کی سات حدیثیں پیش کیں ہیں

از:۔ ثمیر الدین قاسمی، غفرلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

اس کتاب میں اس کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ اگر اہل حدیث کی پانچ حدیثیں لکھی تو حنفی مستدل کی سات حدیثیں لکھی ہیں، اور اگر انکی سات حدیثیں ذکر کیں تو حنفیوں کے لئے دس حدیثیں پیش کیں ہیں، عموما ایسا ہی کیا ہے، کہیں کہیں کم اور زیادہ بھی ہے

ایسا اس لئے کیا تاکہ حنفیوں کو اعتماد ہو جائے کہ ہمارے پاس بھی حدیثوں کی بھرمار ہے، ہم اس بارے میں خالی ہاتھ اور یتیم نہیں ہیں۔ اور سامنے والوں کو بھی پتہ لگ جائے کہ ان کے پاس بھی حدیثوں کا ذخیرہ ہے، ان کا مسئلہ ناقص، اور ضعیف نہیں ہے، بلکہ یہ حضرات احتیاط پر عمل کرتے ہیں، اس میں خشوع خضوع ہے، اور اس کی پشت پر آیت کا اشارۃ النص ہے

اس روش سے تلخی ترشی کم ہو گی، اور دونوں فریقوں کو غور کرنے اور سوچنے کا موقع ملے گا

صرف 12 کتابوں ہی سے پوری کتاب تیار کی ہے

اس کتاب میں نیچے کی کتابوں سے حوالہ نہیں لیا گیا ہے، صرف ۱۲ کتابوں سے کتاب تیار کی گئی ہے، اور یہ وہی کتابیں ہیں جن سے سبھی ائمہ حوالہ لیتے ہیں، یہ بنیادی کتابیں ہیں، ان سے حوالہ لینے سے کسی کو اشکال نہیں ہو گا، اس لئے میں نے انہیں کا انتخاب کیا ہے

12 کتابیں یہ ہیں

ا۔بخاری	۲۔ مسلم	۳۔ ترمذی	۴۔ابوداود	۵۔ابن ماجہ	٦۔نسائی

یہ صحاح ستہ سب کے نزدیک مسلم کتابیں ہیں۔زیادہ تر میں نے انہیں کا حوالہ لیا ہے

۷۔ مصنف ابن ابی شیبۃ		۸۔ مصنف عبد الرزاق

یہ دو کتابیں بہت اہم ہیں اور سب سے زیادہ قدیم ہیں ۔۔ یہ بخاری کے استاد ہیں بخاریؒ نے انہیں کتابوں سے اپنی بخاری شریف لکھی ہے، پھر تمام صحاح ستہ والوں نے ان سے استفادہ کیا ہے۔اس لئے میں نے صحاح ستہ کے بعد انہیں دو کتابوں سے حوالہ لیا ہے

۹۔ مسند احمد	۱۰۔ طبرانی کبیر	۱۱۔ مستدرک للحاکم	۱۲۔ مسند البزار

کہیں کہیں میں نے ان چار کتابوں سے بھی حوالہ لیا ہے

ان کتابوں سے نیچے کا حوالہ نہیں لیا ہے تا کہ لوگوں کو ان امہات کی کتابوں سے استدلال کرنے میں آسانی ہو

تمام احادیث کا حکم بیان کر دیا ہے

کون حدیث ہے، کون قول صحابی ہے،اور کون قول تابعی ہے،اس کی وضاحت کی اس میں اس کا التزام کیا گیا ہے کہ اگر حدیث ہے تو صاف لکھا گیا ہے کہ، حدیث میں ہے۔ اور اگر قول صحابی ہے، یا قول تابعی ہے، تو وضاحت کی گئی ہے، کہ قول صحابی میں ہے، یا قول تابعی میں ہے۔تا کہ دلائل کی قوت و ضعف کا پتہ ہو جائے، کیونکہ آیت کا درجہ سب سے

اونچاہے،اس کے بعد حدیث کادرجہ ہے،اس کے بعد قول صحابی کادرجہ ہے،اوراس کے بعد قول تابعی کادرجہ ہے۔یہ خصوصی درجہ بندی کردی گئی ہے۔

اس سے زیادہ حکم میں نہیں لگاسکا، کیونکہ ان کتابوں میں اتناہی حکم لکھاہواہے

اس سے زیادہ سندی ابحاث نیچے کی کتابوں میں درج ہے، جو میں نہیں لے پارہاہوں، اس سے کتاب بہت لمبی ہو جائے گی

عبارۃ العلماسے استدلال نہیں کیا گیا ہے

علماء کافتوی،اور بڑے حضرات کی رائے میرے نزدیک بہت بڑی چیز ہے،اور بہت اہمیت کا حامل ہے، لیکن اس وقت میراموضوع ہے دونوں مسلکوں کے لئے احادیث کاذخیرہ جمع کرنا ،تاکہ ہر مسلک والوں کی نظر،آیت،احادیث، قول صحابی،اور قول تابعی پر ہواوراس کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں،اس لئے اس کتاب میں کسی کافتوی،اور کسی کی رائے ذکر نہیں کی گئی ہے

دوسری بات یہ ہے کہ ہر مسلک والوں کے پاس فقہی عبارت، اور فتوے ہیں سب کو ذکر کرنے سے کتاب لمبی ہو جائے گی۔ صرف حنفیہ کے مسئلے کو بتلانے کے لئے کہ یہ مسئلہ کہاں پر درج ہے، ھدایہ، یا مبسوط للشیبانی، یانورالایضاح کاحوالہ ہے

اور تیسری بات یہ ہے کہ میں مفتی نہیں ہوں، اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے فتوی کادرک بھی نہیں ہے۔ میراکام تولکھے ہوئے مسئلے پر احادیث جمع کرناہے، مسئلہ بنانامیراکام نہیں ہے،اور نہ میں اس کااہل ہوں واس لئے بھی کسی کی رائے، یاکوئی فتوی ذکر نہیں کیاہوں

ہم حنفی قول صحابی اور قول تابعی سے بھی استدلال کرتے ہیں

حنفیوں کا طریقہ یہ ہے کہ عقیدہ کے لئے نص قطعی چاہئے ، یعنی آیت اور حدیث سے ہی عقیدہ ثابت ہوگا، قول صحابی، اور قول تابعی سے نہیں، اس لئے عقیدہ بیان کرنا ہو تو صرف آیت صراحت النص، لاتے ہیں، یا حدیث صراحت النص لاتے ہیں، قول صحابی، یا قول تابعی نہیں لاتے ہیں۔ کیونکہ یہ نص قطعی نہیں ہیں۔ لیکن اگر مسئلہ بیان کرنا ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں، بڑے مسئلے کے لئے حدیث ہوتی ہے، لیکن چھوٹے مسئلے کے لئے حدیث بھی ہوتی ہے، اور قول صحابی، اور قول تابعی سے ثابت کرتے ہیں، خاص طور پر اگر کسی مسئلے پر خلفاء راشدین کا عمل یا خلفاء راشدین کا قول ہو تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں، اور اس سے مسئلہ ثابت کرتے ہیں، مثلا تراویح کی بیس رکعت پر خلفائے راشدین کا قول ہے اس لئے ہم بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں۔ ایسے موقع پر صرف حدیث مانگنا ہمارے یہاں صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ خلفائے راشدین کی اتباع کرو، تو خلفائے کی بات عمل کرنا گویا کہ حدیث پر ہی عمل کرنا ہے، یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے

حدیث یہ ہے

عَنْ العِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ ------فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا

بِالنَّوَاجِذِ(ترمذی ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ البِدَعِ ،نمبر 2676)

ترجمہ:۔(حدیث میں ہے۔۔ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں، کہ حضورﷺ نے ہمیں ایک دن نصیحت کی ۔۔۔۔جو لوگ ایسے فتنے کا زمانہ پائے تو پر میری سنت، میرے خلفائے راشدین کی سنت م جو ہدایت یافتہ ہیں پکڑنا لازم ہے، خلفائے راشدین کی سنت کو سختی سے پکڑے رہنا۔۔

نوٹ:۔۔۔اس حدیث میں تاکید کرکے کہا کہ خلفاء راشدین کی سنت کو سختی سے پکڑے رہنا۔۔اس لئے ہم حنفیہ بہت سے مسئلے میں خلفاء راشدین کے قول پر عمل کرتے ہیں

اس حدیث میں ہے کہ حضورﷺ کا زمانہ، پھر آپ کے بعد صحابی کا زمانہ،اور اس کے بعد تابعی کا زمانہ خیر کا زمانہ ہے،اس لئے ہم حنفیہ جزئیاتی مسئلے میں قول صحابی،اور قول تابعی پر بھی عمل کرتے ہیں

حدیث یہ ہے

سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (بخاری،بَابٌ: لاَ يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ، نمبر 2651)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ میرا زمانہ بہترین زمانہ ہے،اس کے بعد جو متصل ہو،اور اس کے بعد جو متصل ہو

نوٹ :۔۔۔اس حدیث کی بنا پر قول صحابی ، اور قول تابعی سے جزئیاتی مسئلے میں ہم عمل کرتے ہیں، تو گویا کہ حدیث کی روشنی ہی میں عمل کرتے ہیں

نوٹ :۔۔۔جو حضرات زیادہ اعتراض کرتے ہیں وہ حضرات بھی بہت سے مسائل میں قول صحابی، اور قول تابعی پر عمل کرتے ہیں، بلکہ بہت بعد کے لوگوں کے فتوی پر عمل کرتے ہیں، جیسا کہ ان کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے، اس لئے قول صحابی، یا قول تابعی پر عمل کرنے سے ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے

اس کتاب میں کسی پر طنز، یا، رد نہیں ہے
صرف دونوں مسلکوں کی احادیث ہیں،

اس کتاب میں نہ کسی کا نام لیکر رد لکھا گیا ہے، نہ طنز و مزاح ہے، نہ کسی مسلک کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ ان کا مسئلہ باطل محض ہے۔۔ بس یہ کوشش کی گئی ہے کہ دونوں مسلکوں کے دلائل بھرپور آجائیں، ان کے احادیث آجائیں، ان کے قول صحابی، اور قول تابعی آجائیں، اور صرف اوپر کی ۱۲ کتابوں ہی سے آئیں۔۔ تاکہ دونوں مسلک کے علما اپنے اپنے دلائل دیکھ سکیں، مطالعہ کر سکیں، اور بھرپور استفادہ کر سکیں، اور چونکہ تمام احادیث میں حوالہ موجود ہیں، اس لئے ضرورت پڑنے پر مکتبہ شاملہ میں جا کر اصل احادیث بھی تلاش کر سکیں، گویا کہ یہ کتاب دونوں مسلکوں کے لئے انسائکلو پیڈیا ہے، جس میں دونوں کے دلائل بھرپور انداز میں ہے

یہ سلگتے ہوئے 30 مسائل ہیں جنکی سخت ضرورت پڑتی ہے

اس کتاب میں صرف ۳۰ مسئلے پر بحث کی گئی ہے، انہیں کے لئے احادیث لائی گئی ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کی ضرورت اماموں کو بار بار پڑتی ہے، اور ہر مرتبہ ان کو پریشانی ہوتی ہے، اور خیال آتا ہے کہ ان کی احادیث کیا ہیں، پھر اس بارے میں حدیث ہے، یا قول صحابی، یا قول تابعی ہیں، اور ہے تو کہاں ہیں۔ اسی لئے انہیں مسائل کو لائے گئے ہیں، اور انہیں پر احادیث کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے

جماعت اہل حدیث سے بہت ہی معذرت خواہ ہوں

اس کتاب میں ہر مسئلے میں ایک عنوان آرہا ہے۔۔، اہل حدیث کی حدیثیں۔۔اس جملے سے وہ تمام مسلک والے ہیں، جو حنفیہ کے خلاف مسئلہ رکھتے ہیں، چاہے شافعی ہوں، یا حنبلی ہوں، یا مالکی ہوں۔ یا اہل حدیث ہوں،، صرف اہل حدیث مراد نہیں ہیں، لیکن اپنے لوگوں کو دوسرے کا مسلک سمجھانا تھا، اور ان کی احادیث پیش کرنی تھی، اور مجھے کوئی اچھا سا مختصر جملہ نہیں مل رہا تھا۔ اس لئے ہر جگہ ایک عنوان بنا لیا گیا کہ، اہل حدیث کی حدیثیں، اور اسی عنوان سے دوسرے تمام مسلک والوں کی حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ صرف اہل حدیث حضرات کو نشانہ نہیں بنا گیا ہے۔ اس لئے اگر کہیں ان کا یہ مسلک نہ ہو جو میں نے بیان کیا ہے۔ یا ان کی مستدل وہ حدیثیں نہ ہوں جو میں نے لکھی ہیں، تو مجھے دل سے معاف کر دیں، کیونکہ آپ مراد ہی نہیں ہیں، جن کا یہ مسلک ہے، یا جنکی یہ احادیث ہیں وہ مراد ہیں۔ کیونکہ

میں کسی سے دل شکنی کر کے دنیا سے نہیں جانا چاہتا ہوں، آپ بھی میرے دینی بھائی ہیں۔ میرا مقصد تو صرف اتنا ہے کہ دونوں فریقوں کے سامنے دونوں قسم کی احادیث آجائیں۔

میں مفتی نہیں ہوں، اس لئے کسی مسئلے پر فتوی نہیں دیا

اس کتاب میں 30 مسئلے ہیں، ان سب میں یہ کیا کہ دونوں فریقوں کے لئے احادیث جمع کر دئے گئے ہیں، اور ہر ایک مسلک کے لئے پوری پوری احادیث، قول صحابی، اور قول تابعی جمع کی ہیں، کسی کے لئے کوئی کمی نہیں کی، اور دونوں فریقوں کی احادیث اوپر کی صرف ۱۲ کتابوں ہی سے جمع کی ہیں، تاکہ علماء دونوں فریقوں کے لئے دلائل کا مطالعہ کریں، پھر خود فیصلہ کریں، یا اپنے اپنے مسلک کے مطابق دلائل محفوظ رکھ لیں۔۔۔

البتہ میں چونکہ مفتی نہیں ہوں، اس لئے کوئی فتوی نہیں دیا، کیونکہ یہ کام مفتیان کرام کا ہے ، اس پر میں معذرت خواہ ہوں۔

۔البتہ میں چونکہ حنفی ہوں اس لئے میرا رجحان یہ ہے کہ حنفی کا مسلک احتیاط پر ہے، اس پر عمل کرنے سے احتیاط پر عمل ہو جائے گا۔۔ والعلم عند اللہ

علماء کرام کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش

یہ سب مسائل بہت مختلف فیہ ہیں، زمانے سے ان میں اختلاف آرہا ہے، ہر ایک کے پاس دلائل کے انبار ہیں، ایسے میں کیسے دعوی کر سکتا ہوں کہ میں نے جو لکھا ہے وہ حرف آخر ہے، اس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں، کسی کو رد کرنے کا حق نہیں ہے، یہ تو بحر ناپیدا کنار ہے، اس لئے اس میں اتمام کا دعوی کرنا غلط ہی نہیں بہت غلط ہے، اس میں بہت کمی کوتاہی ہو سکتی ہے، اس لئے کوئی کمی کوتاہی نظر آئے تو مجھے اطلاع دیں میں اس کو اپنی کتاب میں شامل کروں گا اور شکر گزار بھی ہوں۔ البتہ اتنا خیال رکھیں کہ حوالہ صرف انہیں بارہ کتابوں سے دیں جن کا میں نے انتخاب کیا ہے۔ ان کے علاوہ سے دیں گے تو میری کتاب لمبی ہو جائے گی، طلبا اور علما کی یہ حقیر خدمت ہے، اللہ تعالی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

احقر ثمیر الدین قاسمی، مانچسٹر،

17-1-2024

حنفی اماموں کے لئے ایک انمول تحفہ

از:۔ ساجد غفرلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔امابعد

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی دامت برکاتہم،اس دور کے ایک عظیم شخصیت ہیں،ان کا دل اساتذہ اور طلبا کے لئے ابلتا رہتا ہے، یہ کمپیوٹر پر بیٹھ کر سوچتے رہتے ہیں کہ ان کی اس وقت کی ضرورت کیا ہے،اور کہاں کہاں سے ان کی اصلی اور بنیادی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے اسی ضرورت کے لئے یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے

احتیاط کا یہ عالم!

جب سے میں نے یہ سنا کہ حضرت نے صرف ۱۲ کتابوں ہی سے اتنی اہم کتاب تیار کی ہے تو میں حیران ہو گیا۔لوگ اقوال ائمہ سے کتاب کی ضخامت بڑھادیتے ہیں، لیکن حضرت نے صرف بارہ کتابیں جو شروع کی ہیں، اور بنیادی ہیں انہیں سے اپنی کتاب تیار کی ہے، یہ بڑا التزام، اور احتیاط ہے، بلکہ حدیث کے معاملے میں انتہادرجے کا تشدد ہے جو حضرت اختیار کئے ہوئے ہیں،اس سے معترض کا منہ بند ہو جائے گا

صرف چار ہی اصول سے استدلال کرتے ہیں

یہی کیا کم احتیاط تھی کہ صرف ۱۲ کتابوں سے حوالہ لیا پھر اس پر مزید یہ کہ حضرت مولانا اقوال علما سے استدلال نہیں کرتے، صرف چار ہی اصول سے استدلال کرتے ہیں

۱۔آیت سے	۲۔حدیث سے	۳۔قول صحابی سے	۴۔قول تابعی سے

حضرت کسی بھی کتاب میں ان چار سے نیچے نہیں اترتے ہیں، اور اس کتاب میں بھی ایسا ہی کئے ہیں۔تا کہ استدلال انتہائی مضبوط ہو، اور مسائل کے استنباط کرنے میں اطمینان بخش ہو

اماموں کے لئے احادیث کا خزانہ

کچھ اماموں نے شکایت کی کہ دوسرے مذہب والے اپنے مسلک کے لئے حدیث سناتے چلے جاتے ہیں، اور ہمیں چپ کر دیتے ہیں، ہمارا جی چاہتا ہے کہ میرے جیب کے نہاخانے میں کالی پرچی (مبائل) میں دونوں مسالک کے تمام احادیث درج ہوں، اور میں بھی فرفران کو پڑھتا چلا جاوں، اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کروں، لیکن ذخرہ احادیث موجود نہ ہونے کی وجہ سے تشنہ لبی کا شکار ہوں، اور دل میں ایک کڑھن سی محسوس کرتا ہوں۔

۔تو مولانا نے ایسی کتاب تیار کر دی کہ اپنی احادیث تو ہو گی ہی، کبھی دوسرے مذہب والے بھول جائیں تو ان کو بھی یاد دلا سکے گا، کہ حضرت آپ کی حدیثیں یہ ہیں ۔۔اور یہ ہیں ہماری احادیث جن پر ہم پورے وثوق کے ساتھ عمل کرتے ہیں

واقعی حنفی اماموں کے لئے حضرت مولانا کا یہ علمی تحفہ عجیب ہے، برسوں سے اس کی تمنا تھی

،اس کی سخت ضرورت تھی، جوآج حضرت نے پوری کی

میرا یقین ہے کہ اس سے صرف امام ہی استفادہ نہیں کریں گے، بلکہ درسگاہ کی بھی زینت ہو گی، اور اساتذہ، اور طلبا اپنے اپنے ذوق کے مطابق گھن گرج کی محفل سجائیں گے، اور اپنے مسلک کی پختگی پر رشک کریں گے

فقہ حنفی کی اہم کتابوں پر احادیث جمع کر دی ہیں

طلبا کو اس بات کی ضرورت پڑی کہ ہر ہر مسئلے کے لئے حدیث ہوں تو حضرت نے پوری ھدایہ، پوری قدوری، اور پوری نور الایضاح پر حدیث سیٹ کر دی، ہر ہر مسئلے کے لئے تین تین حدیثیں لائے، اور اہل دنیا کا جو اعتراض تھا کہ حنفیہ کے پاس حدیثیں نہیں ہیں، قیامت تک کے لئے ان کا منہ بند کر دیا۔ ان کتابوں میں بھی حضرت نے صرف ۱۲ کتابوں ہی سے حدیث، اور قول صحابی، اور قول تابعی لائے ہیں، تیرہویں کو ٹچ نہیں کیا

عقیدے پر عمدہ ترین کتاب

طلبا کو عقیدے کی ضرورت پڑی تو، ثمرۃ العقائد، جیسی عظیم کتاب لکھ دی، جس میں صرف ۷ کتابوں کا حوالہ ہے، صحاح ستہ، اور قرآن کریم۔ اس کے علاوہ کا حوالہ نہیں لائے

کیا کمال ہے حضرت کا، اتنا تشدد، اتنی احتیاط، اتنا سخت التزام کہ صرف ۷ کتاب ہی سے حوالہ ہو دوسرے سے نہیں۔ میں نے دوسرے مذہب والوں میں بھی اتنا تشدد کرتے نہیں دیکھا جو حضرت کر گئے۔۔ف للہ الحمد

ابھی، ھدایہ مع احادیثھا واصولھا، لکھی اور پوری دنیامیں دھوم مچادی

حضرت نے پہلے ھدایہ کی شرح اثمار الھدایہ پندرہ جلدوں میں لکھی تھی، جس میں ھدایہ کا ترجمہ بھی تھااور تشریح بھی تھی،اور ہر ہر مسئلے کے لئے حدیث بھی تھی، لیکن یہ طویل ہو گئی تھی،اس لئے علما کے لئے اس کا اختصار کیا،اور ھدایہ کا ترجمہ اور تشریح کاٹ دی،اور صرف حدیث سیٹ کر دی ،اس میں اس بات کاالتزام کیاکہ ہر ہر مسئلے کے لئے تین تین حدیثیں آجائیں،اور صرف ۱۲ کتابوں ہی سے آئیں، پھر دوسرا کام یہ کیاکہ ھدایہ کا ہر قال الگ اصول پر ہے،اس پر کسی نے توجہ نہیں دی تھی، حضرت نے ہر ہر قال کے لئے الگ الگ اصول سیٹ کیا،اصول اتناآسان لکھاکہ ہر طالب علم اس کو سمجھ جائے،اس سے مسئلہ سمجھنا بھی آسان ہو جائےاور اصول بھی یاد ہو جائے، یہ کام بڑاالبیلا تھااس لئے پوری دنیامیں اس کی پذیرائی ہوئی،لوگوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا،اور بہت پسند کیا

دوسرے مسلک والوں کاخیال تھاکہ حنفیہ کے پاس حدیث نہیں ہے صرف قیاس سے مسئلہ بتاتے ہیں، لیکن پوری ھدایہ پر حدیث سیٹ ہونے کے بعد لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں،اور اہل علم حیران ہو گئے ،اور اس وقت کا عالم یہ ہے کہ دوسرے مسلک والوں سے دوگنی حدیث سیٹ ہو گئی ہیں، پھر اس میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ یہ حدیث ہے، یہ قول صحابی ہے،اور یہ قول تابعی ہے،اور یہ فلاں کتاب میں موجود ہے

واقعہ یہ ہے کہ اس عظیم التزام کے ساتھ اب تک کسی کتاب میں کام نہیں ہوا تھا، جو حضرت کے ہاتھوں سے ہوا، یہ بھی حضرت کا بہت بڑا کارنامہ ہے، جس کے لئے حضرت داد کے مستحق ہیں

قدوری مع احادیثہ واصولہ، پر بھی حدیث سیٹ ہو گئی

ہر ہر مسئلے کے لئے حدیث لانا یہ کام قدوری پر بھی، قدوری مع احادیثہ واصولہ، کے نام سے دو جلدوں میں ہو گیا، اور، نور الایضاح، پر بھی، نور الایضاح مع احادیثہ واصولہ، کے نام پر ہوئی ہے، گویا کہ حنفیہ کے یہاں پڑھائی جانے والی اکثر کتابوں پر احادیث سیٹ ہو گئی

فلکیات پر نادر تحقیق

فلکیات کی ضرورت پڑی تو پوری کتاب، ثمرۃ الفلکیات، تصنیف کر دی، اور صرف انٹرنیٹ سے اصلی حوالہ سے کتاب لکھی، کسی اور چیزوں کا حوالہ نہیں دیا، اور اتنا آسان لکھا کہ ہر کس و ناکس سمجھ جائے

چاند کے جھگڑوں سے نجات دی

اہل دنیا چاند کے بارے میں جھوٹی گواہی لیکر لڑنے لگے، تو چاند کا نیا محاذ کھولا، اور پوری دنی اکے لئے ویڈیو بنا کر رہنمائی کی، عرب کی دنیا جو غلط اور جھوٹی گواہی پر کرتی ہے، اور ایک دن مقدم کیلنڈر بنایا ہے، اس کی پوری کان کھچائی کی

حضور ﷺ کی زندگی پر نایاب کیلنڈر

اب تک کسی کو ہمت نہیں ہوئی تھی کہ حضور ﷺ کی پیدائش سے لیکر ان کے وصال تک کا کیلنڈر تیار کرے،اور چودہ سال پہلے کے ہر ماہ میں چاند کی عمر کیا ہے،اس کی اونچائی کیا ہے اس کو بتائے،اور مہینہ کب شروع ہوگا پوری اصلی تاریخ لائے،یہ کسی نے نہیں کیا تھا،کیونکہ کسی کے پاس یہ سوفٹ ویر نہیں تھا،لیکن حضرت مولانا نے حضور ﷺ کی زندگی پر تیر سٹھ سالہ کیلنڈر تیار کر کے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا

حضرت کے مختلف قسم کے کارنامے کو دیکھ کر میں بہت حیراں ہوں، کہ اس بوڑھاپے میں کیسے کیسے در نایاب جمع کرتے ہیں،اور تشنگان علوم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

میں حضرت کے لئے دعا گو ہوں، کہ اللہ تعالیٰ ان کے کارنامے کو قبول فرمائے،اور آخرت میں اس کا بھرپور بدلہ عطا فرمائے۔۔۔آمین یارب العالمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

احقر،ساجد غفرلہ

28-11-2025

مسلک اعتدال

از:۔ حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی، صاحب، مہتمم، و شیخ الحدیث دار العلوم، دیوبند

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی زید مجدہم کی کتاب، حنفیہ کا مسلک احتیاط پر ہے، پیش نظر ہے۔ کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ احناف کا اہل حدیث جماعت کے ساتھ نماز وغیرہ کے جن مسائل میں علمی اختلاف ہے وہ تمام مسائل آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ نیز اثار صحابہ میں صراحتا موجود ہیں، یا ان سے مستنبط ہیں

اگر دوسروں کے پاس کسی مسئلے میں پانچ روایات ہیں تو احناف کے پاس اپنے مسلک کی مستدل سات روایات موجود ہیں۔۔ یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ عمل بالحدیث کے سلسلہ میں احناف کا مسلک مبنی بر احتیاط ہوتا ہے۔ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ تمام روایات پر عمل ہو جائے۔ کسی حدیث کو بالکلیہ چھوڑنا نہ پڑے

اس طرح اس معاندانہ الزام کا جواب بھی سامنے آجاتا ہے کہ احناف تارک حدیث ہیں، یا محض قیاس پر عمل کرتے ہیں۔۔ مجموعی طور پر یہ کتاب منصف مزاج انسان کے لئے مسلک احناف کے سلسلے میں صحیح منہج تک رسائی میں معاون ثابت ہوگی

اللہ تعالی حضرت مولانا کی دیگر تصانیف کی طرح اس کتاب کو بھی قبول عام عطا فرمائے، اور ملت کو استفادہ کی توفیق بخشے۔

(حضرت مولانا) ابوالقاسم نعمانی غفرلہ۔۔۔ مہتمم، و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

۱۳۔۷۔۱۴۴۵ھ مطابق ۲۵۔۱۔۲۰۲۴ء

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی

دار العلوم دیوبند کے جامع کمالات سپوت ہیں

از:۔ حضرت مولانا منیر الدین عثمانی صاحب

استاد حدیث دار العلوم، دیوبند

دار العلوم دیوبند کی تابناک تاریخ پر نظر رکھنے والے کسی آدمی سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ دار العلوم کے طلبہ اپنے اساتذہ کرام سے محض علمی معلومات ہی حاصل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخلاص واحتساب، ورع و تقوی، زہد و صلاح، جذبہ اصلاح دین کی تڑپ، دعوت پیغام محمدی کا درد، مسلمانوں کی حالت زار کا غم، اسلام کے حوض صافی کو گدلا کرنے کی کوشش کی سوچنے والے کے خلاف ننگی تلوار بنجانے کا حوصلہ، ساری توانائیوں، صلاحیتوں، اور حاصل شدہ وسائل کو خدمت دین اسلام کے لئے وقف کر دینے کی عزیمت کا بادہ تیز و تند پی کر بھی مست ہو جایا کرتے تھے، دار العلوم کا کوئی فاضل محض حامل علم، یا خشک عالم، یا بے نتیجہ رسمی سند یافتہ نہیں ہوتا،، یا درا ہم معدودہ کی تلاش میں صرف دربدر ٹھوکریں کھانے کی نہیں سوچتا، کیونکہ اس نے یہ سبق ہی نہیں پڑھا تھا، وہ تو یہاں سے علم کے ساتھ عشق کی تیغ جگر دار، و تلوار بے نیام لے کر نکلتا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتا تھا

روح پدرم شاد، کہ استاد مرا گفت		کہ فرزند مرا عشق بیاموزو دیگر ہیچ

مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب بھی مادر علمی کے وہی جامع صفات و کمالات سپوت ہیں، جو مختلف میدانوں میں سر گرم کار داعی۔اور مسلمانوں کی حالت زار کا فکر کرنے والے، دین حنیف کے حوض صافی کو گدلا کرنے والوں کے خلاف ننگی تلوار بنجانے کا حوصلہ رکھتے ہیں، اور سارے حاصل شدہ وسائل کو دین حنیف کے لئے وقف کرنے کی عزیمت کا بادہ تیز و تند پی کر مست ہو جانے والے فرزند فرید ہیں

موجودہ وقت میں جب اہل حدیث حضرات نے مسلک حنفیت کے خلاف سر اٹھایااور شدت اختیار کی تو موصوف علمی استدلال سے لیس ہو کر میدان عمل میں سر گرم ہو گئے، اور ایک وقیع اور قیمتی مجموعہ تیار کر کے امت کے سامنے پیش کر دیا، یہ وہی قیمتی مجموعہ ہے، حنفیہ کا مسلک احتیاط پر ہے، جو آپ کے ہاتھوں میں ہے

اس میں مولانا موصوف نے اہل حدیث کے مشہور ۲۸ مسائل ذکر کئے ہیں، اور اہل حدیث کا بھر پور جائزہ لیا ہے صحاح ستہ اور مصنف ابن ابی شیبۃ، اور مصنف عبد الرزاق، کے احادیث، واثار سے خوب خوب تعاقب کیا ہے، اور قرآنی آیات سے مزین کیا ہے، فجزاکم اللہ خیر الجزائ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس تالیف کو بھی دیگر تالیفات کی طرح قبولیت عام نصیب فرمائے ۔آمین یارب العالمین

(حضرت مولانا) منیر الدین (عثمانی صاحب)

خادم تدریس حدیث و ناظم اعلی دار الا قامۃ دار العلوم دیوبند

۱۳۔۷۔۱۴۴۵ھ مطابق ۲۴ جنوری ۲۰۲۴ء

[1]۔۔ نماز میں رفع یدین سنت ہے یا نہیں

حنفیہ کی احادیث اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 8 حدیثوں اور 2 آیتوں۔(مجموعہ 10)سے حنفیہ اس بات کے قائل ہوئے کہ نماز میں رکوع میں جاتے وقت ،اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا افضل نہیں ہے، بلکہ ترک افضل ہے۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 3 تین حدیثوں۔(مجموعہ 3)سے ثابت ہوا کہ رکوع میں جاتے،اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے

کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ تکبیر افتتاح کے علاوہ جب رکوع میں جائے تب بھی ہاتھ اٹھائے، اور رکوع سے اٹھے تب بھی ہاتھ آٹھائے۔۔۔ جبکہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے،اس کے بعد رکوع میں جاتے وقت، یا رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا سنت نہیں ہے، لیکن اگر کوئی اٹھالے تو نماز فاسد نہیں ہوگی،

مبسوط للشیبانی کی عبارت یہ ہے

قال: لا يرفع يديه في شيء من ذلك إلا في التكبيرة التي يفتتح بها الصلاة.(الأصل ، المبسوط للشيبانى،باب افتتاح الصلاة وما يصنع الإمام ،جلد ١،ص ١٥)

ترجمہ: فرمایا: اس میں سے کسی میں ہاتھ نہیں اٹھاتا سوائے اس تکبیر کے جس سے وہ نماز شروع کرتا ہے۔

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

ولا يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى(الهداية ، باب صفة الصلوة ، ص ٧٦)

ترجمہ: صرف تکبیر اولی کے وقت ہاتھ اٹھائے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ رکوع میں جاتے وقت، اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھائے گا،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1} عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلاَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ، وَيَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَيَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلاَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ(بخارى، بَابُ رَفْعِ

الیَدَیْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ ، نمبر 73)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ، میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو مونڈھے تک ہاتھ اٹھاتے، اور جب رکوع کی تکبیر کہتے تب بھی یہی کرتے (یعنی رفع یدین کرتے)، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی یہی کرتے (یعنی رفع یدین کرتے)، اور سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، کہتے، اور سجدے میں ایسا نہیں کرتے ،

{2}عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ " إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلاَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ "، وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(بخاری، بَابُ رَفْعِ اليَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ، نمبر739)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن عمر جب نماز میں داخل ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، اور جب رکوع میں جاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، اور جب، سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ،کہتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، اور جب دونوں رکعتوں سے اٹھتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، اس بات کو حضرت عبداللہ بن عمر نے حضور ﷺ کی طرف منسوب کی ہے (یعنی حضور ﷺ بھی ایسا کرتے تھے)

{3}أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ لِلصَّلَاة

رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ(مسلم ، بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ، وَالرُّكُوعِ، وَفِي الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ، وَأَنَّهُ لَا يَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ،نمبر **390**)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا، کہ حضور ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو مونڈھے تک اٹھاتے، پھر تکبیر کہتے، پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو بھی ایسا ہی کرتے (یعنی دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے)، لیکن جب سجدے س ے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہیں کرتے تھے

ان 3 تین حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رکوع میں جاتے، اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو اٹھانا ہے، رکوع میں جاتے وقت، یا رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ کو اٹھانا نہیں ہے، لیکن چونکہ حدیث سے رفع یدین ثابت ہے اس لئے کسی نے اٹھا لیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی

حنفیہ کی حدیثیں یہ ہیں

{1}حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (سورت البقرة ٢، ایت238)

ترجمہ: آیت میں ہے۔۔۔ تمام نمازوں کا پورا پورا خیال رکھو، اور خاص طور پر بیچ کی نماز کا، اور اللہ کے سامنے باادب باادب فرماں بردار بن کر کھڑے ہوا کرو۔

بار بار ہاتھ اٹھانا بے ادبی سا لگتا ہے، اس لئے آیت کے اشارۃ النص کی وجہ سے ہم رفع یدین افضل نہیں سمجھتے ہیں

{2}عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ رَافِعُوا أَيْدِيهِمْ – قَالَ زُهَيْرٌ: أُرَاهُ قَالَ – فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ(ابو داود، بَابٌ فِي السَّلَامِ ، نمبر 1000)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے سامنے آئے، اس حال میں کہ لوگ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے، حضرت فرماتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں بھاگنے والے گھوڑے کی دم کی طرح اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں، نماز میں سکون سے رہو

{3}عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ: «مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ(مسلم ،بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ،نمبر **430**

ترجمہ: حدیث میں ہے ۔۔۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے سامنے آے ۔۔، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ، یہ کیا بات ہے کہ میں بھاگنے والے گھوڑے کی دم کی طرح اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں، نماز میں سکون سے رہو

{4}عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعِو أَيْدِينَا فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابن ابی شیبة, مَنْ كَرِهَ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ، نمبر **8447**)

ترجمہ: حدیث میں ہے ۔۔۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے سامنے آے ۔۔، اور ہم نماز میں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ، یہ کیا بات ہے کہ میں بھاگنے والے گھوڑے کی دم کی طرح اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں، نماز میں سکون سے رہو

نوٹ: رفع یدین نہ کرنے کی حنفیہ کے یہاں یہ بڑی بڑی حدیثیں ہیں

{5}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ: «أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً(نسائی ، بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ

الْمَنْكِبَيْنِ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ ،نمبر1058) (داود،،بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ،نمبر748)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں حضور ﷺ کی نماز پڑھ کرنہ دکھلاوں؟، پھر انہوں نے نماز پڑھی اور صرف ایک ہی مرتبہ (تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھایا

{6}قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: «أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ». وَفِي البَابِ عَنْ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الكُوفَةِ(ترمذی،بَابُ رَفْعِ اليَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ، نمبر 257)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگوں کو حضور ﷺ کی نماز پڑھا کر دکھاوں؟، پھر انہوں نے نماز پڑھائی اور صرف ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھایا

اس باب میں حضرت برائیؓ بن عازبؓ کی بھی حدیث ہے،اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث حسن ہے۔ حضور ﷺ کے بہت سارے اُصحاب،اور تابعین کا مسلک بھی یہی ہے(کہ ایک ہی مرتبہ ہاتھ اٹھائے)، حضرت سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا قول بھی یہی ہے

{7}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ» وَقَدْ قَالَ مُحَمَّدٌ: فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ بَعْدَالتَّكْبِيرَةِالْأُولَى(مسند ابی یعلی، مسند عبد اللہ بن مسعود، نمبر 5039)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ، میں نے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر، اور حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے، وہ حضرات صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔۔ محمدؒ نے فرمایا کہ تکبیر اولی کے بعد وہ ہاتھ نہیں اٹھا کرتے تھے

{8}عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَا يَعُودُ (ابوداود،،بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ،نمبر 749)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت برائ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے، پھر نہیں اٹھاتے

{9}عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتَّى يَفْرُغَ(مصنف ابن ابی شیبة ، باب مَنْ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ، نمبر 2440)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت برائ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ اٹھاتے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہیں اٹھاتے

{10}قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (سورت المومنون ۲۳، آیت ۲)

ترجمہ: آیت میں ہے۔۔ان ایمان والوں نے یقینا فلاح پالی ہے، جو اپنی نماز میں دل سے جھکنے والے ہیں

نوٹ:۔۔۔ بار بار ہاتھ اٹھانے سے خشوع خضوع میں خلل آسکتا ہے، اس لئے بھی رفع یدین نہیں کرنا چاہئے،

حنفیہ کی احادیث اتنی ہیں اوپر کی۔ان 8 حدیثوں اور 2 آیتوں۔(مجموعہ 10) سے حنفیہ اس بات کے قائل ہوئے کہ نماز میں رکوع میں جاتے وقت، اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا افضل نہیں ہے، بلکہ ترک افضل ہے۔
اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 3 تین حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رکوع میں جاتے، اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے

[2]۔۔قرآت خلف الامام

(امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا)

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔اس ایک آیت، 8 حدیث، 5 قول صحابی۔(مجموعہ 14) سے ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا ٹھیک نہیں ہے، وہ صرف کان لگا کر سنے، اور چپ رہے، کیونکہ اس کے امام نے اس کے لئے سورہ فاتحہ پڑھ لی، اور سورت بھی ملا لی ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ 5 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ مقتدی کو بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے

کچھ حضرات کے یہاں جہری نماز ہو یا سری نماز ہو دونوں میں مقتدی سورت فاتحہ پڑھے

کچھ حضرات کے یہاں یہ ہے کہ جہری نماز میں تو مقتدی سورت فاتحہ نہیں پڑھے گا، لیکن سری نماز میں سورت فاتحہ پڑھے گا۔

لیکن حنفیہ کے یہاں ہے کہ چاہے جہری نماز ہو یعنی امام آواز سے قرآت کرتا ہو یا آہستہ قرآت کرتا ہو مقتدی خاموش رہے گا اور سورت فاتحہ نہیں پڑھے گا، یہی بہتر ہے،

ہدایہ کی عبارت یہ ہے

ولا يقرأ المؤتم خلف الإمام(الهداية ، باب صفة الصلوة، فصل فى القرآت ، ص ٨٢)

ترجمہ: امام کے پیچھے مقتدی قرآت نہیں کرے گا

اہل حدیث کی حدیثیں

اہل حدیث کے یہاں قرآت خلف الامام ضروری ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1} عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ(بخارى ، بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، نمبر 756)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ہی نہیں ہے

{2}عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْتَرِئْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ(مسلم ، بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، نمبر 394)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ام القرآن یعنی سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ہی نہیں ہے

{3} عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ» ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ. فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: «اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ(مسلم ، بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، نمبر394)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ، فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن، یعنی سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ ناقص ہے یہ تمام نہیں ہے، یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔۔ راوی نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ، ہم امام کے پیچھے ہوں تب بھی فاتحہ پڑھیں؟، تو حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ دل دل میں پڑھو

{4}عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ(ابن ماجة، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، نمبر 840)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ فرماتیں ہیں، حضور ﷺ سے کہتے ہوئے سنا ہے، جس نماز میں فاتحہ نہ پڑھے وہ ناقص ہے

{5}عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَءُونَ وَرَاءَ إِمَامِكُمْ»، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِي وَاللَّهِ، قَالَ: «لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا(ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

، نمبر 311)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، توآپؐ پر قرآت کرنا مشکل ہوا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم لوگ امام کے پیچھے قرآت کرتے ہو، ہم نے کہا ہاں یا اللہ کے رسول، ضرور کرتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کرو، مگر ام القرآن، یعنی سورت فاتحہ پڑھو، اس لئے کہ جو اس کو نہیں پڑھتا ہے، اس کی نماز ہی نہیں ہوتی ہے

5 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ مقتدی کو بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ فرماتے ہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری تو ہے، لیکن امام نے سورہ فاتحہ پڑھ لی ہے، مقتدی کے لئے بھی یہی کافی ہے، کیونکہ یہ ان کا امام ہے، مقتدی کے لئے سورت فاتحہ پڑھنا ٹھیک نہیں ہے

{1} وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ(سورت الاعراف ۷، آیت ۲۰۴)

ترجمہ: آیت میں ہے۔۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو، اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت ہو

حنفیہ کا عمل بس اسی آیت پر ہے، کیونکہ قرآن پڑھتے وقت چپ رہنے کا حکم ہے

{2}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (نسائی،تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ}، نمبر921)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ، امام کو اس کی اقتدائ کرنے کے لئے بنایا گیا ہے ،اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو،اور جب وہ قرآت کریں تو تم چپ رہو،اور جب وہ، سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ،کہے تو تم : اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، کہو

{3}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا، وَإِذَا قَالَ: {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] ، فَقُولُوا: آمِينَ(ابن ماجة،بَابُ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا ، نمبر 846)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ، امام کو اس کی اقتدائ کرنے کے لئے بنایا گیا ہے ،اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو،اور جب وہ قرآت کریں تو تم چپ رہو،اور جب وہ، {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} کہے تو تم آمین کہو۔

{4}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ

جَهَرَ فِيهَا بِالقِرَاءَةِ، فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟»، فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ القُرْآنَ؟»، قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ القِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلَوَاتِ بِالقِرَاءَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،(ترمذی ،بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ القِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ إِذَا جَهَرَ الإِمَامُ بِالقِرَاءَةِ، نمبر 312)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی میرے ساتھ قرآت کی ہے، تو ایک آدمی نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہؐ (میں نے کی ہے)، تو حضور ﷺ نے فرمایا، اسی لئے میں کہہ رہا تھا کہ قرآن میں مجھ سے کون جھگڑ رہا ہے، اس کے بعد جن نمازوں میں جہری قرآت ہوتی تھی ان میں حضور ﷺ کے ساتھ قرآت کرنے سے لوگ رک گئے، جب حضور ﷺ سے یہ بات سنی۔

{5}أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ القُرْآنِ، فَهِيَ خِدَاجٌ، هِيَ خِدَاجٌ، غَيْرُ تَمَامٍ»، فَقَالَ لَهُ حَامِلُ الحَدِيثِ: إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الإِمَامِ، قَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ،(ترمذی ،بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ القِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ إِذَا جَهَرَ الإِمَامُ بِالقِرَاءَةِ ، نمبر 312)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ، فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن، یعنی سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ ناقص ہے یہ تمام نہیں۔ حدیث لینے والے

نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا کہ، ہم کبھی امام کے پیچھے ہوتے ہیں، تو کیا؟، تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ دل دل میں پڑھو

{6}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنَادِيَ أَنْ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ»، " وَاخْتَارَ أَكْثَرُ أَصْحَابِ الحَدِيثِ أَنْ لَا يَقْرَأَ الرَّجُلُ إِذَا جَهَرَ الإِمَامُ بِالقِرَاءَةِ، وَقَالُوا: يَتَّبِعُ سَكَتَاتِ الإِمَامِ،(ترمذی ،بَابُ مَا جَاءَ فِي القِرَاءَةِ خَلْفَ الإِمَامِ ، نمبر313)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ، میں اعلان کروں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اصحاب حدیث کے اکثر لوگوں نے یہ اختیار کیا کہ امام جہری قرآت کرے تو مقتدی سورہ فاتحہ نہ پڑھے، وہ فرماتے ہیں کہ امام کے سکتوں کی اتباع کرے

نوٹ: کچھ حضرات کہتے ہیں کہ جہری قرآت میں تو مقتدی چپ رہے، البتہ سری قرآت میں سورہ فاتحہ پڑھے

{7} ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ(ابن ماجة ، بَابُ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا ، نمبر 850) (دار قطنی،بَابُ ذِكْرِ قَوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ، نمبر 1233)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا

امام ہو تو امام کی قرآت اس کی قرآت ہو جائے گی (اس مقتدی کو قرآت کرنے کی ضرورت نہیں ہے)

{8}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الإِمَامُ ضَامِنٌ، وَالمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ(ترمذی ، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الإِمَامَ ضَامِنٌ، وَالمُؤَذِّنَ مُؤْتَمَنٌ ، نمبر 207)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ امام مقتدیوں کا ضامن ہے، اور موذن امانت دار ہے

{9}عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ» قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَشْيَاخُنَا أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: «مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ ، نمبر 2810)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت اسلمؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے امام کے پیچھے قرآت کرنے سے منع کیا ہے۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے، کہ جس نے امام کے پیچھے قرآت کی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی

{10}عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، «أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ،نمبر 2805)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت بن ابی لیلی فرماتے ہیں کہ، حضرت علیؓ امام کے پیچھے قرآت کرنے سے منع کیا کرتے تھے

{11}عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «مَنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ» قَالَ: وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: «مُلِئَ فُوهُ تُرَابًا» قَالَ: وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: «وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ حَجَرٌ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ،نمبر2806)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت محمد بن عجلان فرماتے ہیں کہ، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جس نے امام کے ساتھ قرآت پڑھی وہ فطرت پر نہیں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔۔اور حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قرآت کرتا ہے اس کے منہ میں پتھر ڈال دوں

{12}عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فَاهُ تُرَابًا(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ،نمبر2807)(

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت اسودؒ سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ، میرا جی یہ چاہتا ہے کہ، جو امام کے پیچھے قرآت کرے اس کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔

{13}سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ: أَتَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: «لَا(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ،نمبر2819)(

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ میں نے جابر بن عبد اللہؓ سے پوچھا کہ ، کیاآپ ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے کچھ پڑھتے ہیں ؟،انہوں نے فرمایا، نہیں۔

{14}عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: «سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، 2774)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر سے میں نے سنا ہے کہ انہوں نے ظہر اور عصر کی نماز میں امام کے پیچھے قرآت کی ہے

اس قول صحابی سے بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ سری نماز میں مقتدی سورت فاتحہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔اس ایک آیت،8 حدیث،5 قول صحابی۔(مجموعہ 14) سے ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا ٹھیک نہیں ہے،وہ صرف کان لگا کر سنے،اور چپ رہے،کیونکہ اس کے امام نے اس کے لئے سورہ فاتحہ پڑھ لی،اور سورت بھی ملالی ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ 5 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ مقتدی کو بھی سورہ فاتحہ پڑھنی چاہئے

[3]۔۔امین بالجہر سنت ہے یا نہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔دو آیتیں، 5 حدیثیں، اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 9) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ آمین آہستہ کہی جائے گی، زور سے نہیں، لیکن کسی نے زور سے کہہ دی تو نماز فاسد نہیں ہو گی

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔اہل حدیث ۔ان 6 چھ احادیث سے ثابت کرتے ہیں کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے گی

آمین کہنا حنفیہ کے یہاں بھی سنت ہے، لیکن ان کے یہاں آمین آہستہ ہے، یا اتنی زور سے کہے کہ قریب والا سن لے، زور سے کہنا سنت نہیں ہے، لیکن کوئی کہہ لے تو نماز فاسد نہیں ہو گی اور دوسرے حضرات کے یہاں آمین زور سے کہنا سنت ہے۔

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

وإذا قال الإمام ولا الضالين قال آمين ويقولها المؤتم ----قال: " ويخفونها(هداية ، باب صفة الصلوة ، ص ۷۲)

ترجمہ: جب امام، ولا الضالين ،کہے تو، آمين ،بھی کہے،اور مقتدی بھی آمین کہے، لیکن آہستہ کہے

مبسوط کی عبارت یہ ہے

قلت: وينبغي له إذا فرغ من فاتحة القرآن أن يقول: آمين؟ قال: نعم. قلت وينبغي لمن خلفه أن يقولوها ويخفوها؟ قال: نعم.(مبسوط للشيبانى ، باب الدخول فى الصلاة ، جلد ۱، ص ۱۳)

ترجمہ: میں نے پوچھا کہ امام جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہو جائے تو وہ آمین کہے، فرمایا کہ ہاں، پھر میں نے پوچھا کہ جو امام کے پیچھے ہیں وہ بھی آمین کہے،اور آہستہ کہے، فرمایاہاں

نوٹ: ان دونوں عبارتوں میں ہے کہ مقتدی بھی آمین کہے گا لیکن آہستہ کہے گا

اہل حدیث کی حدیثیں

جن حضرات کے یہاں آمین زور سے کہنا سنت ہے ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ – وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ – وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: آمِينَ(بخاری ، بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ، نمبر 780)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ جب امام امین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لئے کہ جس کی آمین فرشتے کی آمین کے ساتھ موافقت کر گئی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو کر دئے جائیں گے۔۔ حضرت ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ آمین کہتے تھے

{2} عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا قَالَ الإِمَامُ: {غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] فَقُولُوا: آمِينَ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ المَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ(بخاری ، بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ، نمبر 782)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ جب امام {غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ} کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لئے کہ جس کی آمین فرشتے کی آمین کے ساتھ موافقت کر گئی تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو کر دئے جائیں گے۔

{3}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ: " {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة1: 7] ، قَالَ: «آمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ(ابن ماجة ،بَابُ الْجَهْرِ بِآمِينَ،نمبر 853)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ،حال آنکہ حضور ﷺ کا حال یہ تھا کہ {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} کہتے تو آپ بھی اتنی زور سے آمین کہتے تھے پہلی صف والے سن لیتے تھے، اور اس آواز سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔

{4}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ , وَقَالَ: آمِينَ ". هَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ (دار قطنی،بَابُ التَّأْمِينِ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْجَهْرِ بِهَا، نمبر 1274)(ابن حبان ، باب ذكر الخبر المدحض ،نمبر 1806)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو آمین زور سے کہتے، یہ صحیح سند سے ثابت ہے

{5}عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ

{وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7]، قَالَ: «آمِينَ»، وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ(أبو داود ، بَابُ التَّأْمِينِ وَرَاءَ الْإِمَامِ ، نمبر 932)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب ولا الضالین، پڑھتے تو آمین، کہتے، اور بلند آواز سے پڑھتے

{6}عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ: {وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] فَقَالَ: «آمِينَ» يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ(مصنف ابن ابی شيبة، مَا ذَكَرُوا فِي آمِينَ، وَمَنْ كَانَ يَقُولُهَا ،نمبر 7960)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سنا کہ حضور ﷺ نے ولا الضالین، پڑھی اور آمین کہا، اور زور سے کہا

اہل حدیث ان 6 چھ احادیث سے ثابت کرتے ہیں کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے گی

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں آمین آہستہ کہے گا ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ

الْغَافِلِينَ(سورت الأعراف ۷، آیت ۲۰۵)

ترجمہ:آیت میں ہے۔۔اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو،اور خاموش رہو، تا کہ تم پر رحم ہو،اور اپنے رب کا صبح شام ذکر کیا کرو،اپنے دل میں بھی عاجزی اور خوف کے جذبات کے ساتھ،اور زبان سے بھی،اور آواز بہت بلند کئے بغیر،اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

{2}ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (سورت الأعراف ۷، آیت ۵۵)

ترجمہ:آیت میں ہے۔۔تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو،یقیناوہ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

{3}وَقَالَ عَطَاءٌ: «آمِينَ دُعَاءٌ(بخاری ، بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ، نمبر 780)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔حضرت عطاؒ نے فرمایا کہ آمین دعا ہے

حضرت عطاؒ نے فرمایا کہ آمین دعا ہے،اور اوپر آیت میں فرمایا کہ دعا آہستہ مانگے،اسی لئے حنفیہ آمین آہستہ،کہنے کے قائل ہیں

{4}عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ , قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ قَالَ: " {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] "

, قَالَ: «آمِينَ» وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ(دار قطنی،بَابُ التَّأْمِينِ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْجَهْرِ بِهَا، نمبر1270)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو جب {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} پڑھی تو آمین کہا،اور آہستہ کہا

{5}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ: " {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة1: 7] ، قَالَ: «آمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ(ابن ماجة ،بَابُ الْجَهْرِ بِآمِينَ،نمبر 853)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے، کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ،حال آنکہ حضور ﷺ کا حال یہ تھا کہ {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} کہتے تو آپ بھی اتنی زور سے آمین کہتے تھے پہلی صف والے سن لیتے تھے، اور اس آواز سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔

اس حدیث میں خود راوی کہتے ہیں کہ صحابہ نے زور سے آمین کہنا چھوڑ دیا تھا،اسی پر حنفیہ کا عمل ہے

{6}عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ " صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ: «غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ، وَلَا الضَّالِّينَ» قَالَ: آمِينَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ(

طبرانی کبیر،حجر بن العنبس ،جلد ۲۲ ، نمبر 3)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت وائل بن حجرؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو جب

حضورؐ نے«غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ، وَلَا الضَّالِّينَ» کہا تو آپ نے آمین کہا، اور آہستہ کہا۔

{7}سَمِعَهُ حُجْرٌ، مِنْ وَائِلٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَرَأَ: {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] قَالَ: " آمِينَ " وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ،(مسند احمد ، حديث وائل بن حجر ، نمبر 18854)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت وائل بن حجرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر جب{غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} پڑھی تو آہستہ سے آمین کہی

{8}عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: «كَانَ عَلِيٌّ، وَابْنُ مَسْعُودٍ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَلَا بِالتَّعَوُّذِ، وَلَا بِآمِينَ (طبرانی کبیر ، نمبر 9304)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابو وائل فرماتے ہیں، کہ حضرت علیؓ، اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اور، اعوذ باللہ، اور، آمِينَ، بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے

{9}عَنْ إِبْرَاهِيمَ: «أَنَّهُ كَانَ يُسِرُّ آمِينَ(مصنف عبد الرزاق،بَابُ آمِينَ، نمبر 2635)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ آمین آہستہ کہتے تھے

نوٹ:۔۔۔ان احادیث،اور قول صحابی سے ثابت ہوا کہ آمین آہستہ کہنا افضل ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔دو آیتیں، 5 حدیثیں،اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 9) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ آمین آہستہ کہی جائے گی، زور سے نہیں، لیکن کسی نے زور سے کہہ دی تو نماز فاسد نہیں ہو گی

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔اہل حدیث۔ان 6 چھ احادیث سے ثابت کرتے ہیں کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے گی

[4]۔۔نماز میں پاؤں پھیلا کر کھڑا ہونا

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 3 حدیثوں،اور 6 قول صحابی۔(مجموعہ 9)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ آدمی نور مل کھڑا ہو،چوڑے ہو کر کھڑا نہ ہو،البتہ مل کر کھڑا ہو،اور صف بالکل سیدھی ہو یہ سنت ہے۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔۔ان 3 حدیثوں سے ثابت کرتے ہیں کہ پاؤں کو چوڑے کر کے کھڑا ہونا افضل ہے

صف کھڑی کرنے میں دو چیزیں ضروری ہیں

ا۔۔ایک یہ ہے کہ صف ٹیڑھی نہ ہو، پاؤں کو ایک لائن میں رکھیں گے تو صف سیدھی ہو جائے گی، پاؤں آگے پیچھے رکھیں گے،اور مسجد میں کوئی لکیر نہ ہو تو صف ٹیڑھی ہو جائے گی، اسی صف سیدھی کرنے کی حدیث میں بہت تاکید ہے اس کو، تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ ،کہتے ہیں

۲۔۔۔اور دوسرا ہے، کندھے کو کندھے سے ملانا،اور مل کر کھڑا ہونا ضروری ہے، جسکو، تراصُّوا الصُفُوفَ ،کہتے ہیں، یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ آدمی بہت دور دور میں کھڑا نہ ہو

۔ حدیث میں اس کی بھی بہت تاکید ہے

۳۔۔ اپنے پاؤں کو دوسرے کے پاؤں میں ملانا، بلکہ انگلی کو دوسرے کی انگلی پر چڑھا دینا، یہ حدیث میں نہیں ہے۔ حدیث کی وجہ سے بعض صحابہ کا اپنا ذاتی عمل ہے

۴۔۔ جب آپ کندھے کو کندھے سے ملائیں گے، تو پاؤں کو دوسرے کے پاؤں میں ملانا دشوار ہوگا۔۔ اور گھٹنے کو دوسرے کے گھٹنے سے ملانا تو اور بھی دشوار ہے۔۔ آپ ملا کر دیکھ لیں جبکہ بعض صحابہ کا عمل یہ بھی ہے کہ وہ گھٹنے کو دوسرے کے گھٹنے میں ملاتے تھے

بعض دوسرے حضرات کے یہاں چوڑا ہو کر کھڑا ہونا، اور پاؤں کو دوسرے کے پاؤں سے ملانا سنت ہے

در مختار کی عبارت یہ ہے

وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ أَرْبَعِ أَصَابِعِ الْيَدِ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إلَى الْخُشُوعِ(الدر المختار، مطلب قدر يطلق الفرض ، باب صفة الصلوة جلد اول ،نمبر**444**)

ترجمہ: دونوں پاؤں کے درمیان تقریباً چار انگلیوں کا فاصلہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ خشوع خضوع کے زیادہ قریب ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ آدمی نماز میں نورمل کھڑا ہو، نہ پاؤں سکیڑ کر اور نہ چوڑا ہو کر

اہل حدیث کی حدیثیں

جنکے یہاں پاؤں سے پاؤں ملانا سنت ہے ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: « سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلاَةِ(بخاری،بَابٌ: إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاَةِ ، نمبر723)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں،آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی کرو۔اس لئے کہ صف سیدھا کرنا نماز قائم کرنے کا حصہ ہے۔

{2}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ(بخاری،بَابُ إِلْزَاقِ المَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالقَدَمِ بِالقَدَمِ فِي الصَّفِّ ، نمبر725)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں،آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفیں درست کرو۔اس لئے کہ میں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں(یہ حضورؐ کا معجزہ تھا)،اس حکم کا اثر یہ ہوا کہ ہم میں سے کچھ لوگ اپنے مونڈھے کو ساتھی کے مونڈھے سے چپکا دیا کرتے تھے،اور اپنے قدم کو ساتھی کے قدم سے چپکا دیا کرتے تھے

نوٹ: مونڈھے سے مونڈھا چپکائیں گے تو قدم سے قدم نہیں چپکتا ہے،اس لئے یہ راوی کا حسن ظن ہے)

{3}سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا، «وَاللَّهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ» قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ(ابو داود، بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، نمبر **662**)
(مسند البزار، مسند النعمان بن بشير ، نمبر **3285**)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت نعمان بن بشیر سے میں نے سنا، وہ فرماتے تھے کہ، حضور ﷺ لوگوں کے پاس سامنے سے تشریف لائے، اور تین مرتبہ فرمایا، اپنی صفیں درست کرو، خدا کی قسم یا تو تم اپنی صفیں سیدھی کرو ورنہ اللہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دیں گے، تو میں نے صحابہ کو دیکھا اپنے مونڈھے کو ساتھی کے مونڈھے سے چپکا لیتے تھے، اور گھٹنے کو گھٹنے سے، اور ٹخنے کو ٹخنے سے چپکا لیتے تھے

نوٹ: مونڈھے سے مونڈھا چپکائیں گے تو قدم سے قدم نہیں چپکتا ہے، اور گھٹنا تو بالکل ہی نہیں ملتا ہے، آپ مونڈھا ملا کر پھر گھٹنا ملا کر دیکھیں، اس لئے یہ راوی کا حسن ظن ہے)

ان 3 حدیثوں سے ثابت کرتے ہیں کہ پاؤں کو چوڑے کر کے کھڑا ہونا افضل ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں کندھے سے کندھا ملانا ضروری ہے، پاؤں سے پاؤں ملانا ضروری نہیں۔ البتہ تمام مقتدیوں کا پاؤں ایک لائن میں ہو تو صف سیدھی ہو گی، یہ ضروری ہے
، اس کے لئے یہ حدیثیں ہیں

{1}وَسَأَلْتُ عَطَاءً عَنْ ضَمِّ الْمَرْءِ قَدَمَيْهِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «أَمَّا هَكَذَا حَتَّى تُمَاسَّ بَيْنَهُمَا فَلَا، وَلَكِنْ وَسَطًا مِنْ ذَلِكَ» فَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَلَقَدْ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَا يُفَرْسِخُ بَيْنَهُمَا كَانَ ، وَلَا يُمِسُّ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى " قَالَ: «بَيْنَ ذَلِكَ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ التَّحْرِيكِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 3300

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عطاؒ سے نماز میں دونوں قدموں کو ملا کر کھڑے ہونے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ،اس طرح اپنے دونوں قدموں کو ملا کر کھڑا ہو تو یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کے بیچ بیچ میں صحیح ہے،(بہت ملائے بھی نہیں اور بہت کشادہ بھی نہ رکھے)، پھر حضرت ابن جریجؒ نے فرمایا کہ حضرت نافع نے مجھے خبر دی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر دونوں قدموں کو کشادہ بھی نہیں رکھتے، اور دونوں کو ملا کر بھی نہیں رکھتے، بلکہ دونوں کے درمیان میں رکھتے

بس دونوں قدموں کو اسی درمیان پر رکھنے پر حنفیہ کا عمل ہے

{2}عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: «إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يُقِلَّ التَّحَرُّكَ فِي الصَّلَاةِ، وَأَنْ يَعْتَدِلَ قَائِمًا عَلَى قَدَمَيْهِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ إِنْسَانًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ(مصنف عبد الرزاق بَابُ التَّحْرِيكِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 3301)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت عطاؒ نے فرمایا کہ ، نماز میں کم سے کم حرکت ہو مجھے یہ پسند ہے،اور دونوں قدم پر سیدھا کھڑا ہو، ہاں انسان بہت بوڑھا ہو،اور ایسا نہیں کر سکتا ہو تو اس کی گنجائش ہے، کہ سیدھا کھڑا نہ ہو

نوٹ:۔۔۔اگر دونوں پاوں کو پھیلا کر کھڑا ہوں گے، تو پھر حرکت زیادہ ہو گی، اور ناچنے کی شکل بنتی ہے، قیام میں چوڑا کھڑا ہوتا ہے، پھر رکوع میں جاتے وقت پاؤں کو سکیڑنا پڑتا ہے، پھر دوسری رکعت میں قیام کے وقت پاوں کو چوڑا کرنا پڑتا ہے، اور بار بار ایسا کرنے سے ناچنے کی شکل بن جاتی ہے، اورآیت ،قوموا لله قانتین،، ترجمہ: نماز میں ادب کے ساتھ کھڑے ہونے کی شکل باقی نہیں رہتی ہے۔آپ خود دیکھ لیں

{3}عَنْ مُجَاهِدٍ، «أَنَّ أَبَا بَكْرٍ، وَابْنَ الزُّبَيْرِ، كَانَ إِذَا صَلَّى كَأَنَّهُ عَمُودٌ(مصنف عبد الرزاق بَابُ التَّحْرِيكِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 3302)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر، اور حضرت زبیرؓ اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ گویا کہ ستون ہو

نوٹ: چوڑے ہو کر کھڑے ہونے سے بار بار پاوں سکیڑنے کی ضرورت پڑے گی، اور ستون کی طرح کھڑا نہیں ہو سکیں گے

{4}عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «قَارُّوا الصَّلَاةَ» يَقُولُ: «اسْكُنُوا، اطْمَئِنُّوا((مصنف عبد الرزاق ،بَابُ التَّحْرِيكِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 3305)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا نماز میں ثابت قدم رہو، سکون سے رہو، اور اطمینان سے رہو

نوٹ: چوڑے ہو کو کھڑے ہونے سے آدمی سکون سے نہیں رہ سکتا ہے

{5}عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ(أبو داود،بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ ، نمبر667) (نسائی، كَمْ مَرَّةً يَقُولُ اسْتَوُوا ، نمبر 815)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صف میں مل مل کر کھڑے رہو، اور قریب قریب رہو، گردنوں کو مقابل میں رکھو، جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ، میں دیکھ رہاں ہوں کہ شیطان صفوں کے درمیان بھیڑ کے بچے کی طرح داخل ہو جاتا ہے

نوٹ:۔۔ گردن اور کندھے کو ملا ملا کر کھڑا ہونا اس پر حنفیہ کا عمل ہے، اور اسی پر زور ہے

{6}سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ، حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فَقَالَ: «عِبَادَ اللهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ»(مسلم ،بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، وَإِقَامَتِهَا، نمبر 436)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں، حضور ﷺ ہمارے صفوں کو سیدھی کرتے تھے، جیسے لوگ تیر کو سیدھا کرتے ہیں، یہاں تک حضور ﷺ نے دیکھا

کہ ہم اس بات کو سمجھ گئے، پھر ایک دن نماز کے لئے نکلے، قریب تھا کی تکبیر کہی جاتی، ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ، اللہ کے بندو صف کو سیدھی کرو، ورنہ اللہ تمہارے چہروں کو بدل دیں گے

نوٹ: اس حدیث میں صف سیدھی کرنے پر زیادہ زور ہے، قدم کو قدم کے ساتھ ملانے پر نہیں

{7}عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصُّفُوفَ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا وَصُدُورَنَا وَيَقُولُ: «لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ (نسائی، كَيْفَ يُقَوِّمُ الْإِمَامُ الصُّفُوفَ، نمبر 811)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت برائ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف جاتے، اور ہمارے مونڈھے کو اور سینے کو چھوتے، اور یوں فرماتے کہ، صفوں میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا

نوٹ: اس حدیث میں صف کو برابر کرنے پر توجہ دی، پاوں سے پاوں ملانے پر نہیں

{8}عَنْ بِلَالٍ، قَالَ: «كَانَ يُسَوِّي مَنَاكِبَنَا وَأَقْدَامَنَا فِي الصَّلَاةِ((مصنف ابن ابی شیبۃ، مَا قَالُوا فِي إِقَامَةِ الصَّفِّ ، نمبر 3534)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ وہ نماز میں ہمارے مونڈھوں

کواور ہمارے قدموں کو بالکل برابر کرتے تھے

{9}عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ تَعَاهُدًا لِلصَّفِّ مِنْ عُمَرَ، أَنْ كَانَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ، حَتَّى إِذَا قُلْنَا قَدْ كَبَّرَ الْتَفَتَ فَنَظَرَ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَالْأَقْدَامِ، وَإِنْ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يَطْرُدُونَ النَّاسَ حَتَّى يُلْحِقُوهُمْ بِالصُّفُوفِ الصَّلَاةِ((مصنف ابن ابی شیبة،مَا قَالُوا فِي إِقَامَةِ الصَّفِّ ، نمبر 3537)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابی عثمانؓ سے روایت ہے کہ صف کے خیال کرنے میں حضرت عمرؓ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ایسا بھی ہوتا کہ وہ قبلہ منہ کھڑا ہوتے، یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب تکبیر کہیں گے، تولوگوں کے مونڈھے اور قدموں پر نظر ڈالتے،اور ایسا بھی ہوتا کہ کسی آدمی کو بھیجتے،(کہ کوئی آدمی آگے بڑھ گیا ہو تو)اس کو دھکیل کر نماز کی صفوں میں ملادیتے(تاکہ صف پوری سیدھی ہو جائے)

نوٹ:۔۔اس قول صحابی میں یہ کیا گیا کہ تمام مقتدی کے قدم کو ایک لائن میں رکھنے کی کوشش کی گئی،تاکہ صف سیدھی ہو جائے۔البتہ قدم کو قدم کے ساتھ ملانے کو شش نہیں کی گئی ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 حدیثوں،اور 6 قول صحابی۔(مجموعہ 9) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ آدمی نورمل کھڑا ہو، چوڑے ہو کر کھڑا نہ ہو، البتہ مل کر کھڑا ہو، اور صف بالکل سیدھی ہو یہ سنت ہے۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 حدیثوں سے ثابت کرتے ہیں کہ پاؤں کو چوڑے کر کے کھڑا ہونا افضل ہے

[5]۔۔ تحریمہ کے وقت سینے پر ہاتھ رکھے یا ناف کے نیچے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 3 حدیثوں ،اور ،4، قول صحابی ،اور 1 قول تابعی ۔(مجموعہ 8)سے ثابت کرتے ہیں کہ ناف کے نیچے تحریمہ باندھنا زیادہ بہتر ہے۔۔، اللہ کے حضور میں ہاتھ باند کر کھڑا ہونے کا یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے، البتہ حدیث کی وجہ سے گنجائش سبھی کی ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 2 حدیث، اور ایک قول صحابی۔(مجموعہ 3)سے ثابت کرتے ہیں کہ سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے

حنفیہ کے یہاں تحریمہ میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے
کچھ حضرات کے یہاں یہ بھی ہے کہ ناف کے اوپر، اور سینے کے نیچے رکھے
جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں سینے کے اوپر رکھنا سنت ہے۔

۔ھدایہ میں عبارت یہ ہے
قال: " ویعتمد بیدہ الیمنی علی الیسری تحت السرۃ(ھدایۃ ، باب صفة

الصلاۃ ، ص49)

ترجمہ:۔اپنادایاں ہاتھ ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر رکھے۔

اہل حدیث کی حدیثیں

ہاتھ سینے پر رکھے ان کی دلیلیں یہ حدیثیں ہیں

{1} (عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ(أبو داود،بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ، ، نمبر759)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔اس منقطع حدیث میں ہے کہ۔ حضور ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے تھے، پھران دونوں کو نماز میں سینے پر باندھ دیتے تھے

حضرت طاوسؒ تابعی ہیں وہ حضور ﷺ نے نقل کررہے ہیں،اس لئے درمیان سے ایک صحابی غائب ہیں،اور حدیث کمزور ہے

{2}عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ كَذَا قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} [الكوثر108: 2] قَالَ: " وَضْعُ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى وَسَطِ يَدِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى صَدْرِهِ(بيهقى كبرى ، بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ فِي الصَّلَاةِ مِنَ السُّنَّةِ، نمبر 2337)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت علیؓ آیت،، کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کو بائیں

ہاتھ کے وسط پر رکھے، پھر اس کو اپنے سینے پر رکھے

نوٹ :اسی قول صحابی کی وجہ سے ،اور اوپر کی حدیث منقطع کی وجہ سے کچھ حضرات تحریمہ میں سینے پر ہاتھ رکھتے ہیں

{3}عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: " رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، وَرَأَيْتُهُ، قَالَ، يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ " وَصَفَّ يَحْيَى: الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمِفْصَلِ(مسند احمد، حديث هلب الطائی نمبر 21967)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت ہلبؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ دائیں،اور بائیں جانب گھومتے تھے،اور یہ بھی دیکھا کہ اس کو اپنے سینے پر رکھتے تھے، حضرت یحیٰؒ نے اس کی یہ وضاحت کی،دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھتے تھے

ان 2 حدیث،اور ایک قول صحابی سے ثابت کرتے ہیں کہ سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے

غالبا امام مالکؒ کے یہاں یہ ہے کہ نماز میں ارسال کرے،یعنی تحریمہ میں دونوں ہاتھ چھوڑ دے

ان کی دلیل یہ ہیں

{1}سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ قَالَ: «كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، إِذَا صَلَّى يُرْسِلُ

يَدَيْهِ(مصنف ابن ابی شيبة ، مَنْ كَانَ يُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر **3950**)

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب نماز پڑھتے تو قیام میں دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیتے

{2}عَنِ الْحَسَنِ، وَمُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، «أَنَّهُمَا كَانَا يُرْسِلَانِ أَيْدِيَهُمَا فِي الصَّلَاةِ(مصنف ابن ابی شيبة ، مَنْ كَانَ يُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر**3949**)

ترجمہ :۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ حضرت حسن اور حضرت مغیرہؓ نماز میں دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیتے

{3}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: «مَا رَأَيْتُ ابْنَ الْمُسَيِّبِ، قَابِضًا يَمِينَهُ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ يُرْسِلُهَا(مصنف ابن ابی شيبة ، مَنْ كَانَ يُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر**3952**)

ترجمہ :۔ حضرت عبداللہ بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسیب کو نماز میں کبھی بھی ہاتھ باندھے ہوئے نہیں دیکھا، وہ دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیتے تھے، یعنی ارسال کرتے تھے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں تحریمہ میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا سنت ہے--اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

{1}أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي

الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ(أبو داود،بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ، ، نمبر756)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ، سنت طریقہ یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھے

{2}عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: " إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكُفِّ، عَلَى الْأَكُفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ(مسند احمد ،مسند علی ابن ابی طالب ، نمبر 875)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ، نماز میں سنت یہ ہے کہ ناف کے نیچے ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھے

{3}عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ(أبو داود،بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ، ، نمبر758)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نماز میں ناف کے نیچے ہتھیلی کو ہتھیلی پر پکڑنا ہے

{4}عَنِ ابْنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «رَأَيْتُ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ(أبو داود،بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى

الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ، ، نمبر 757)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابن جریر ضبیؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ، دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑے ہوئے تھے ناف کے اوپر

نوٹ: اس قول صحابی سے بعض حضرات ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا سنت قرار دیتے ہیں

{5}عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ(مصنف ابن ابی شیبة،وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ ، نمبر 3939)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں نماز میں ناف کے نیچے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے

نوٹ: ان قول صحابی، اور قول تابعی سے ثابت ہوتا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے

{6}حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ قَائِمًا فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ(نسائی ،وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 887)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ وائل ابن حجر فرماتے ہیں کہ، میں حضور ﷺ کو دیکھا جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا

{7}عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا، فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ((ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ اليَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ،نمبر 252)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت قبیصہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں، کہ حضور ﷺ ہماری امامت کرواتے تھے، تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے

نوٹ:،ان دونوں حدیثوں میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ آپ نے ہاتھ کہاں رکھا، ناف کے نیچے یا سینے پر۔۔ لیکن اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑے، اور ناف کے نیچے رکھیں گے تب پکڑنا ہوگا، اور سینے کے اوپر رکھیں گے، تو پکڑنا نہیں بلکہ رکھنا ہوتا ہے، اس لئے حدیث کے اشارے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھا ہے۔

{8} عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّهُ " رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ، - وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ - ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى(مسلم،، بَابُ وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ نمبر401)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت وائل بن حجرؓ نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ، جب نماز میں داخل ہوئے تو ہاتھ اٹھایا، اور تکبیر کہی،، حضرت ہمام نے فرمایا کہ کان تک ہاتھ اٹھایا،، پھر چادر اڑھ لئے، پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا

نوٹ: اس حدیث میں ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا، اس سے یہ بھی اشارہ ہوتا ہے کہ ناف کے نیچے رکھا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ سینے پر رکھا، کیونکہ دونوں جگہ رکھنا ہوتا ہے

وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يَضَعَهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ: أَنْ يَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ، وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ(ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي وَضْعِ اليَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 252)

ترجمہ: حضور ﷺ کے صحابہ، اور تابعین، اور ان کے بعد والوں کا اسی پر عمل ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے، پھر بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ ناف کے اوپر ہاتھ رکھے، اور بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ ناف کے نیچے رکھے، ان حضرات کے یہاں ان سبھی باتوں کی گنجائش ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 حدیثوں ،اور ،4، قول صحابی ،اور 1 قول تابعی ۔(مجموعہ 8)سے ثابت کرتے ہیں کہ ناف کے نیچے تحریمہ باندھنا زیادہ بہتر ہے۔۔، اللہ کے حضور میں ہاتھ باند کر کھڑا ہونے کا یہ طریقہ زیادہ بہتر ہے،البتہ حدیث کی وجہ سے گنجائش سبھی کی ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 2 حدیث،اور ایک قول صحابی۔(مجموعہ 3)سے ثابت کرتے ہیں کہ سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے

[6]۔۔ عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 2آیت،6حدیث،3قول صحابی،اور3قول تابعی۔(مجموعہ 14)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ کھایا،یاپیا،بات کی،عمل کثیر کیاتواس سے نماز فاسد ہو جائے گی،نماز دوبارہ پڑھے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 6حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اصلاح کے لئے ، یا بھول سے عمل کثیر ہو جائے تواس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے

حنفیہ کے یہاں عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔۔ مثلا نماز میں کھالیا،پی لی،بات کرلی،یا ایساکام بار بار کیا جسکو دور سے دیکھنے والا سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں ہے،جس کو عمل کثیر کہتے ہیں،توان سب چیزوں سے نماز فاسد ہو جائے گی،نماز دوبارہ پڑھے

جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں یہ ہے کہ بھول سے بات کرلی،یا عمل کثیر کرلیاتواس سے نماز فاسد نہیں ہو گی،صرف سجدہ سہولازم ہوگا

نوٹ: عمل کثیر: دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں ہے،اس کو عمل کثیر،کہتے

ہیں,

نوٹ: عمل کثیر سے نماز فاسد ہوتی ہو،اس کے لئے حدیث، یا قول، یا قول تابعی نہیں ملتی ہے ،البتہ بہت سی احادیث کو دیکھ کر حنفیہ نے یہ اصول بنایا ہے کہ عمل کثیر سے نماز فاسد ہوتی ہے۔

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

ولا يأكل ولا يشرب " لأنه ليس من أعمال الصلاة " فإن أكل أو شرب عامدا أو ناسيا فسدت صلاته " لأنه عمل كثير وحالة الصلاة مذكرة(هداية،فصل: ويكره للمصلي إلخ ، ص64)

ترجمہ: نماز میں نہ کھائے اور نہ پیئے،اس لئے کہ یہ نماز کے اعمال میں سے نہیں ہیں، لیکن اگر جان کر یا بھول کر کھالیا، یا پی لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی،اس لئے کہ عمل کثیر ہے، اور نماز کی حالت یاد دلانے والی ہے (تب بھی اس نے بھول کر کیسے کھالیا یا پی لیا،اس لئے بھول کر کھانے، یا پینے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی)

اہل حدیث کی حدیثیں

کچھ حضرات کے یہاں اصلاح کے لئے کلام کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی ہے سجدہ سہو سے کام چل جائے گا،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ – الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ –، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهِمَا إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ ، ثُمَّ خَرَجَ سَرْعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وَفِي النَّاسِ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «لَمْ أَنْسَ، وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ»، قَالَ: بَلْ، نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ»، فَأَوْمَئُوا: أَيْ نَعَمْ، فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَقَامِهِ، فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ، أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ(أبو داود،بَابُ السَّهْوِ فِي السَّجْدَتَيْنِ ، نمبر **1008**) (بخاری،بَابٌ: هَلْ يَأْخُذُ الإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ؟ ، نمبر **714**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت اُبو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ نے شام کی کوئی نماز، ظہر کی یا عصر کی پڑھائی،، اُبو ہریرہ نے فرمایا کہ ہمیں دو ہی رکعت نماز پڑھائی، اور سلام پھیر دیا، پھر مسجد کے اگلے حصے میں جو لکڑی تھی حضور ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے، وہاں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھے ہوئے تھے،آپ کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔، پھر لوگ جلدی سے وہاں سے چلے گئے۔لوگ کہنے لگے: نماز قصر کر دی گئی، نماز قصر کر دی گئی، لوگوں میں ابو بکر اور عمر بھی تھے، تو وہ ان سے بات کرنے سے ڈرتے تھے، پھر ایک شخص

جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالدین کہتے تھے وہ، کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نماز بھول گئے یا قصر کر گئے؟ اس نے کہا: میں نہیں بھولا اور نماز قصر نہیں کی گئی، اس نے کہا: "لگتا ہے آپ بھول گئے ہیں" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا: کیا ذوالیدین سچ کہہ رہا ہے۔ انہوں نے سر ہلایا، ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ اور باقی دو رکعتیں پڑھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا، پھر اللہ اکبر کہا اور اپنے سجدے کی طرح سجدہ کیا یا اس سے زیادہ طویل سجدہ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہا، پھر اللہ اکبر کہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی طرح سجدہ کیا، یا اس سے زیادہ طویل سجدہ کیا

نوٹ: اس حدیث میں حضور نے بات بھی کی ہے، چلے بھی ہیں، پھر بھی نماز فاسد نہیں ہوئی، اسی نماز پر بنا کی، اور سجدہ کر کے نماز پوری کی، جس سے معلوم ہوا کہ بھول کر بات کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے

{2}عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ إِبْرَاهِيمُ: زَادَ أَوْ نَقَصَ – فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَثَنَى رِجْلَيْهِ، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي، وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيُتِمَّ

عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ(مسلم،بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ وَالسُّجُودِ لَهُ، نمبر 572)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی-ابراہیم نے کہا: کم یا زیادہ-اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا تو آپ سے کہا گیا: یارسول اللہ، نماز میں کچھ ہوا؟ اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے فلاں فلاں نماز پڑھی (یعنی کم رکعت پڑھی)، راوی فرماتے ہیں: پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ٹانگیں جھکائیں، قبلہ کی طرف رخ کیا، اور دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا، پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا: "بے شک، اگر نماز میں کچھ ہوا ہوتا۔ میں آپ کو اس کے بارے میں بتاتا، لیکن میں صرف انسان ہوں اور میں اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح آپ بھول جاتے ہیں، اس لیے اگر میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دو، اور اگر تم میں سے کسی کو شک ہوا ہو تو اس کو صحیح تلاش کرنی چاہئے۔ وہ اسے پورا کرے، پھر دو سجدے کرے۔

نوٹ: اس حدیث میں بات کرنے کے بعد دو سجدے کئے، اور نماز پوری کی، جس سے معلوم ہوا کہ تصحیح کرنے کے لئے بات کرے، تو نماز فاسد نہیں ہوتی

{3}عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ(ابن ماجة ،بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي، نمبر 2043)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت اَبوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

در حقیقت، خدا نے میری قوم کی غلطیوں، بھولپن، اور کسی چیز کے کرنے پر مجبور کیا ہو، اس کو معاف کر دیا ہے

نوٹ: جب بھول اور غلطی معاف کر دی گئی ہے تو بھول میں نماز میں بول جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہو گی

{4}عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي العَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا(بخاری، بَابُ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلاَةِ ، نمبر **516**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامہ بنت زینب بنت رسول کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھتے تھے، جو، اور ابی العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی بیٹی تھی، جب آپ سجدہ کرتے تو امامہ کو نیچے رکھ دیتے، اور جب کھڑا ہوتے تو اسے اٹھا لیتے تھے

نوٹ: اس حدیث میں بیٹی کو نماز میں اٹھانا اور رکھنا ہے، جو عمل کثیر ہے، پھر بھی حضور کی نماز فاسد نہیں ہوئی

{5}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ، وَالْعَقْرَبَ(ابو داود، بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر **921**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔بوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں دو شیروں کو مارو: سانپ اور بچھو کو''

نوٹ: سانپ اور بچھو کو مارنے میں عمل کثیر ہو گا، پھر بھی مارنے کا حکم ہے، جس سے معلوم ہوا کہ عمل کثیر سے نماز فاسد نہیں ہو گی

{6}عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ – قَالَ أَحْمَدُ: – فَمَشَى فَفَتَحَ لِي، ثُمَّ إِلَى مُصَلَّاهُ، وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ(ابو داود، بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر 922)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور دروازہ ان پر بند تھا، تو میں نے دروازہ کھولنے کے، کہا حضور چل کر دروازے تک آئے،اور میرے لئے کھول دیا، پھر اپنے مصلی کی طرف واپس ہو گئے،روای ذکر کرتے ہیں کہ دروازہ قبلے کی طرف تھا(اس لئے حضور ﷺ آگے آئے

نوٹ: یہاں نماز میں چلنا پھرنا ہوا، عمل کثیر مفسد نماز ہوتا تو حضور کیوں دروازے تک آتے

ان 6 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اصلاح کے لئے، یا بھول سے عمل کثیر ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کہتے ہیں کہ عمل کثیر سے، یا نماز میں کھانے پینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ (سورت البقرة ۲، ایت238

ترجمہ: آیت میں ہے۔۔۔ تمام نمازوں کا پورا پورا خیال رکھو، اور خاص طور پر بیچ کی نماز کا، اور اللہ کے سامنے باادب اادب فرماں بردار بن کر کھڑے ہوا کرو۔

عمل کثیر کرنا بے ادبی سا لگتا ہے، اس لئے آیت کے اشارۃ النص کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ عمل کثیر کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی

{2}قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ، الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (سورت المومنون ۲۳، آیت ۲)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔ان ایمان والوں نے یقینا فلاح پالی ہے جو اپنی نماز میں دل سے جھکنے والے ہیں

نوٹ: نماز میں عمل کثیر کرے گا خشوع خضوع پیدا نہیں ہو گا جو نماز کی روح ہے، اس لئے حنفیہ کے یہاں عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

{3}عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ:: " كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى نَزَلَتْ {وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ} [البقرة2: 238] فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ، وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ(مسلم ،بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ، نمبر 539)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ ہم نماز میں باتیں کیا کرتے تھے، نماز میں ساتھ والے آدمی سے بات کرتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی، وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ، کہ اللہ کے سامنے اطاعت کے ساتھ کھڑے رہو۔ چنانچہ ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیااور بولنے سے منع کر دیا گیا۔

نوٹ : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع اسلام میں نماز میں بات کرنا جائز تھا بعد میں منسوخ ہو گیا،اب بات کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی

{4}عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ...... ، قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ(مسلم ، بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ، نمبر 537)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ معاویہ بن الحکم السلمیؓ فرماتے ہیں کہ : میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس نماز کلام الناس مناسب نہیں ہے، بلکہ یہ تسبیح، تکبیر اور

تلاوت قرآن کرنے کی چیز ہے۔

نوٹ : اس حدیث سے پتہ چلا کر نماز میں بات کرنا جائز نہیں ہے، صرف تسبیح، تکبیر، اور تلاوت قرآن کرنے کی جگہ ہے

{5}عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ، سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلَاةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا، فَقَالَ: «إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا(مسلم ، بَابُ تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ، نمبر538) (نسائی ،الْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر 1221)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرتعبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نماز میں ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے، پھر جب ہم نجاشیؒ کے پاس سے واپس آئے ، تو میں نے سلام کیا تو حضور ﷺ جواب نہیں دیا، تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، ہم نماز میں آپ کو سلام کیا کرتے تھے اور آپ ہمیں جواب دیا کرتے تھے، آپؐ نے کہا: بے شک نماز میں اور مشغولیت ہے۔ یعنی اب نماز میں سلام کرنا اور اس کا جواب دینا منسوخ ہو گیا ہے، اور منع ہو گیا، اب نماز میں تسبیح، تلاوت قرآن وغیرہ کی مشغولیت ہو گئی ہے

{6}عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: " كَانَ الرَّجُلُ يُكَلِّمُ صَاحِبَهُ فِي الصَّلَاةِ بِالْحَاجَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {حَافِظُوا

عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ} [البقرة: 238]، فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ(نسائی،،الْكَلَامُ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر 1219)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز میں اپنے ساتھی سے کسی ضرورت کے بارے میں بات کرتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی، حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔ نماز اور درمیانی نماز کی پابندی کرو اور خدا کے سامنے اطاعت کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ،،اس لیے ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

{7}عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَامَ تُومِئُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ، وَشِمَالِهِ(مسلم ، بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاةِ ،نمبر 431)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔جابر بن سمرہؓ نے کہا: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے: تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو، تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو، اور ہاتھ سے دونوں طرف اشارہ بھی کرتے ، تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں سے ایسا اشارہ کیوں کر رہے ہو جیسے بھاگنے والے گھوڑوں کی دم ہوں ؟، تم میں سے کسی کے

لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر اپنے بھائی کو دائیں بائیں سلام کرے۔(اور ہاتھ کو نہ ہلائے)

نوٹ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرنا بھی جائز نہیں ہے ۔اسی سے ثابت کیا کہ عمل کثیر مفسد نماز ہے

{8}عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الحَصَى، فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ(ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ مَسْحِ الحَصَى فِي الصَّلَاةِ ، نمبر 379)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو سجدے میں کنکریاں نہ چھوئے،اس لئے کہ اللہ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہے

نوٹ: بار بار کنکریاں ہٹانے سے عمل کثیر ہو گا،اس لئے حضور ﷺ نے اس کو منع فرمایا

{9}عَلِيٍّ قَالَ: «يُكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْبَثَ بِالْحَصَى وَهُوَ يُصَلِّي(مصنف عبد الرزاق ،بَابُ الْعَبَثِ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر 3311)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:” نماز پڑھتے ہوئے کنکری سے کھیلنا مکروہ ہے۔

نوٹ: نماز میں کنکری سے کھیلنا عمل کثیر ہے،اس لئے یہ مکروہ ہے

{10}عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عَلِيُّ، لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ(ابو داود ،بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 928)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی نماز میں امام لقمہ مت دو

نوٹ: امام نماز میں بھول جائے تو دوسری حدیث کی وجہ سے لقمہ دے سکتا ہے، لیکن بلا ضرورت لقمہ نہ دے، کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا کلام ہے

{11}الْحَارِثِ، أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: «لَا يَفْتَحُ عَلَى الْإِمَامِ قَوْمٌ وَهُوَ يَقْرَأُ فَإِنَّهُ كَلَامٌ(مصنف عبد الرزاق،بَابُ تَلْقِينَةِ الْإِمَامِ، نمبر 2821)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حارث سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: امام کی قرأت کے وقت کوئی شخص اس کو لقمہ نہ دے، اس لئے کہ یہ بھی کلام کرنا

نوٹ: جب لقمہ نہ دینے کی اتنی تاکید ہے تو بات کرنا کیسے جائز ہو گا

{12}عَنِ الْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ، وَحَمَّادٍ قَالُوا فِي رَجُلٍ سَهَا فِي صَلَاتِهِ فَتَكَلَّمَ قَالُوا: «يُعِيدُ صَلَاتَهُ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ ،نمبر 3573)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حسن نے، حضرت قتادہ اور حمادؒ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ، کوئی بھول کر نماز میں بات کی تو نماز کو لوٹائے گا

نوٹ: اسی قول تابعی سے حنفیہ کہتے ہیں کہ عمل کثیر کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی

{13}عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَمَّنْ سَمِعَ عَطَاءً قَالَ: «لَا يَأْكُلْ وَلَا يَشْرَبْ وَهُوَ يُصَلِّي، فَإِنْ فَعَلَ أَعَادَ(مصنف عبد الرزاق،بَابُ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر 3579)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ ثوری نے ایک سند سے حضرت عطا سے سنا: "نماز کی حالت میں نہ کھائے،اور نہ پیئے،اور اگر ایسا کیا تو نماز کو دوبارہ پڑھے۔"

نوٹ: اسی قول تابعی سے حنفیہ کہتے ہیں کہ عمل کثیر کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی

{14}عَنْ رَجُلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ فِي الصَّلَاةِ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ (مصنف ابن ابی شيبة،الرَّجُلُ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ فِي الصَّلَاةِ ، نمبر 8358)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعی سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: "اگر نماز میں کچھ کھایا، یا پیا تو نماز دوبارہ پڑھے

نوٹ: اسی قول تابعی سے حنفیہ کہتے ہیں کہ عمل کثیر کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس کو دوبارہ پڑھے۔

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ ان 2 آیت، 6 حدیث، 3 قول صحابی، اور 3 قول تابعی۔ (مجموعہ 14) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ کھایا، یا پیا، بات کی، عمل کثیر کیا تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی، نماز دوبارہ پڑھے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ ان 6 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اصلاح کے لئے، یا بھول سے عمل کثیر ہو جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے

[7]۔۔ تحیات میں انگلی کا ایک بار اشارہ، سنت ہے یا بار بار

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 2 حدیثوں، اور 2 قول تابعی۔(مجموعہ 4) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 2 حدیثوں سے کچھ حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تحیات میں انگلی سے بار بار اشارہ کرے

تحیات میں بیٹھ کر لا الہ اللہ، پر انگلی کا اشارہ کرتے ہیں، اس وقت حنفیہ کے یہاں ایک ہی مرتبہ انگلی کا اشارہ کرنا سنت ہے، بار بار انگلی کو ہلانا سنت نہیں ہے
جبکہ بعض حضرات کے یہاں بار بار ہلانا بہتر سمجھا جاتا ہے

نور الایضاح کی عبارت یہ ہے
:وأشار بالمسبحة في الشهادة يرفعها عند النفي ويضعها عند الإثبات(نور الايضاح ، باب صفة الصلوة، ص61)

ترجمہ : لا الہ کے وقت شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے ، نفی ، یعنی ،،لا، کے وقت انگلی اٹھائے ،اور اثبات ،یعنی الا اللہ ، کے وقت نیچے کر دے ,

اہل حدیث کی حدیثیں

کچھ حضرات نے ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ ، سے بار بار اشارہ کرنا مراد لیا ہے ،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ، جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ، وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ(مسلم ،بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ، نمبر 579)

ترجمہ : حدیث میں ہے ۔۔، عبد اللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب نماز میں بیٹھتے

،تو بائیں قدم کو ران اور پنڈلی کے درمیان کر دیتے ،اور دائیں قدم کو بچھا دیتے ،اور بائیں ہاتھ کو بائیں زانو پر رکھتے ،اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے ،اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے

{2}عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ

الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ(مسلم ،بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخْذَيْنِ، نمبر 579)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ جب بیٹھتے تو دعا فرماتے، اور دائیں ہاتھ کو دائیں زانو پر رکھتے، اور بائیں ہاتھ کو بائیں زانو پر رکھتے، اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے، اور انگوٹھے کی انگلی، اور وسطی انگلی پر رکھ کر حلقہ بناتے، اور بائیں ہتھیلی کو گھٹنے کی طرف جھکا دیتے

نوٹ: ان دونوں حدیثوں میں، أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ، سے کچھ حضرات نے استدلال کیا ہے کہ بار بار اشارہ کرتے تھے، لیکن کچھ حضرات نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اشارہ کرتے تھے، کیونکہ یہ دعا ہے اور دعا میں ایک مرتبہ اشارہ کرنا ثابت ہے

ان دو حدیثوں سے کچھ حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تحیات میں انگلی سے بار بار اشارہ کرے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں یہ ہے کہ۔ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنائے، اور شہادت کی انگلی سے ایک مرتبہ اشارہ کرے۔ نور الایضاح کی عبارت یہ ہے

حنفیہ کے یہاں تحیات میں انگلی سے اشارہ کرنا ایک قسم سے دعا پر آمین کہنا ہے، اور آگے حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے دعا میں ایک مرتبہ ہی انگلی سے اشارہ کیا، اس لئے اوپر کی حدیث میں اشارہ سے ایک مرتبہ اشارہ کرنا سنت ہوگا

{1}عَنِ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا(مسلم ،بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلَاةِ، وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ، نمبر580)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھتے، اور انگوٹھے کے پاس جو دائیں انگلی ہے، (شہادت کی انگلی) اس کو اٹھاتے اور اس سے دعا کرتے، اور حضور ﷺ کا بائیں ہاتھ بائیں زانو پر پھیلا ہوتا۔

نوٹ: اس حدیث میں ہے کہ تحیات میں یہ اشارہ دعا ہے، اور دعا میں ایک مرتبہ انگلی اٹھائی جاتی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ انگلی اٹھائی، بار بار نہیں

{2}عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا لَا يُحَرِّكُهَا (مصنف عبد الرزاق،بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ، نمبر 3242) (طبرانی کبیر، ذکر سن عبد اللہ بن زبیر، جلد ۱۳، نمبر 238)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ جب

دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے، لیکن اس کو بار بار حرکت نہیں دیتے (ایک ہی مرتبہ اشارہ کرتے تھے

{3}عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: «تَحْرِيكُ الرَّجُلِ إِصْبَعَهُ فِي الصَّلَاةِ مِقْمَعَةٌ لِلشَّيْطَانِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ ،3245)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں انگلی کو حرکت دینا شیطان کو غصہ دلاتا ہے

نوٹ: یہاں حرکت دینے سے ایک مرتبہ حرکت دینا ہے، بار بار نہیں۔۔ بعض حضرات نے اس قول تابعی سے بار بار حرکت دینے پر استدلال کیا ہے

{4}عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: «وَأَكْرَهُ أَنْ يُكْثِرَ التَّحَرُّكَ»، قُلْتُ: فَفَعَلْتُ شَيْئًا مِمَّا قُلْتُ لَكَ أَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ؟ قَالَ: «لَا(مصنف عبد الرزاق،بَابُ التَّحْرِيكِ فِي الصَّلَاةِ، نمبر 3297)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔۔ حضرت عطاؒس نے فرمایا کہ نماز میں بار بار حرکت دینا میں مکروہ سمجھتا ہوں، میں نے پوچھا کہ اس سے سجدہ سہو لازم ہوگا؟، فرمایا نہیں

اس قول تابعی میں ہے کہ بار بار حرکت نہیں دینی چاہئے، اس لئے بھی تحیات میں بار بار انگلی کا اشارہ کرنا حنفیہ کے نزدیک اچھا نہیں ہے، حدیث کی بنا پر ایک بار انگلی کا اشارہ کرنا کافی ہے

نوٹ:۔یوں بھی یہ نماز ہے،اس میں خشوع ہونی چاہئے،اور انگلی کو بار بار ہلانے سے، خشوع باقی نہیں رہے گی،اور بھدا سا لگتا ہے۔اس لئے ایک ہی بار اشارہ کرنا کافی ہوگا

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 2 حدیثوں،اور 2 قول تابعی۔(مجموعہ 4) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 2 حدیثوں سے کچھ حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تحیات میں انگلی سے بار بار اشارہ کرے

[8]۔۔کھلے سر نماز پڑھنا

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ایک آیت،3 حدیث،2 قول صحابی،اور 6 قول تابعی۔(مجموعہ 12)سے ثابت کیا کہ حنفیہ کے یہاں عام حالت میں ٹوپی پہننا سنت ہے،اور ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا بھی سنت ہے۔۔اگرچہ مرد اتنا کپڑا پہنے کہ ستر ڈھک جائے تو اس میں نماز ہو جائے گی۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 3 حدیثوں سے بعض حضرات ثابت کرتے ہیں کہ بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے

بعض حضرات نیچے کی کچھ حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں کہ ،بغیر ٹوپی کے بھی نماز ہو جاتی ہے،اس لئے ٹوپی پہننا سنت نہیں ہے،اور وہ ہمیشہ کھلے سر نماز پڑھنے کے عادی ہو جاتے ہیں ،بلکہ ٹوپی پہننے میں شرم آتی ہے۔

۔ان کے لئے یہ احادیث پیش کی جا رہی ہے کہ نماز میں ٹوپی پہننا سنت ہے،اور زینت کی چیز ہے،اس کو نہیں چھوڑنی چاہئے۔۔تاہم بغیر ٹوپی کے کھلے سر مرد نماز پڑھ لے گا تو نماز ہو جائے گی،

اہل حدیث کی حدیثیں

کھلے سر نماز پڑھنے والوں کی مستدل حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ(بخاری ،بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ، نمبر 354)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عمر بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی، چادر کو دونوں طرف سے چپوتا مارے ہوئے تھے (لپیٹے ہوئے تھے)

{2}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلاَةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ(بخاری بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ ،نمبر 358)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت أبو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ،ایک آدمی نے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا، کیا ہر آدمی کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں ؟یعنی ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے

{3}عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: «صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى المِشْجَبِ»، قَالَ لَهُ قَائِلٌ: تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ؟، فَقَالَ: «إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(بخاری ،بَابُ عَقْدِ الإِزَارِ عَلَى القَفَا فِي الصَّلاَةِ، نمبر 352)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ ،کہ حضرت جابرؓ نے ایک ہی لنگی میں نماز پڑھی،اس لنگی کو گدی کی جانب سے باندھے ہوئے تھے،اوران کا کپڑا اٹنگنی پر لٹکا ہوا تھا، تو پوچھنے والے نے پوچھا، کہ ایک ہی کپڑے میں آپ نماز پڑھ رہے ہیں ؟،تو حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ تم جیسے احمق مجھے دیکھے،(کہ ایک کپڑے میں بھی نماز ہو جاتی ہے) پھر حضور ﷺ کے زمانے میں کسی کے پاس دو کپڑے کہاں ہوتے تھے

ان 3 حدیثوں سے بعض حضرات ثابت کرتے ہیں کہ بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں نماز کے وقت ٹوپی، یا پگڑی پہننا سنت ہے، کیونکہ سر پر کپڑا رکھنا زینت کی چیز ہے۔،اگرچہ اس کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے،اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

{1}يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (سورت الأعراف ۷،ایت ۳۱)

ترجمہ: آیت میں ہے۔۔اے آدم کے بیٹو،اور بیٹیو، جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوش نمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ۔

نوٹ؛۔۔۔اس آیت میں ہے کہ نماز کے وقت زینت ہو،اور سر پر ٹوپی گویا بادشاہ کے سامنے تعظیم کے طور زینت اختیار کرنا ہے،

{2}عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ، " أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ – وَقَالَ قُتَيْبَةُ: دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ – وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ(مسلم، بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ، نمبر 1358)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ مکہ مکرمہ داخل ہوئے۔۔ حضرت قتیبہؒ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ دن جب مکہ میں داخل ہوئے۔۔تو حضور ﷺ کے سر پر کالا عمامہ تھا،اور آپ احرام کی حالت میں نہیں تھے

{3}سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ(مسلم، بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ، نمبر1359)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عمر بن حریث فرماتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ حضور ﷺ کو میں منبر پر دیکھ رہا ہوں،اور آپ کا کالا عمامہ ہے اور اس کے دونوں کنارے کندھے کے درمیان لٹک رہے

نوٹ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عام حالت میں پگڑی پہننا سنت ہے، کیونکہ حضور نے پہنی ہے

{4}، عن إبراهيم التَّيْمي، عن ابن عمر، قال: كان رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بيضاءَ.(طبرانی کبیر، مسند عبد الله بن عمر ، نمبر 13920)

ترجمہ: حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے

نوٹ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عام حالت میں ٹوپی پہننا سنت ہے، کیونکہ حضورؐ نے پہنی ہے

{5}قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ «أَتَى الْخَلَاءَ، ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ مَزْرُورَةٌ ---قَالَ الثَّوْرِيُّ: «وَالْقَلَنْسُوَةُ بِمَنْزِلَةِ الْعِمَامَةِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْقَلَنْسُوَةِ ، نمبر 745)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ وہ بیت الخلائ گئے ، پھر وہاں سے نکلے تو ان پر نقش و نگار والی سفید ٹوپی تھی، حضرت ثوریؒ نے فرمایا کہ ٹوپی عمامے کے درجے میں ہے

{6}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ مِصْرِيَّةً(مصنف ابن ابی شیبة ،فِي لُبْسِ الْقَلَانِسِ، نمبر 24855)

ترجمہ: قول صحابی میں ہے۔۔ میں نے حضرت علی بن حسینؓ پر مصری سفید ٹوپی دیکھی

{7}عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ----- ، فَدَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِي: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى دَلِّهِ، فَإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ لَاطِئَةٌ ذَاتُ أُذُنَيْنِ، وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ، وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصًا فِي صَلَاتِهِ(ابوداود،بَابُ الرَّجُلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصًا، نمبر 948)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ ہلال بن یساف فرماتے ہیں کہ میں حضرت وابصہ کے پاس گیا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا، پہلے ہم ان کی علامت دیکھتے ہیں۔ میں دیکھا کہ ان پر دو کان والی چپکی ہوئی ٹوپی تھی۔۔اور مٹیالے رنگ کی ریشم کی ٹوپی تھی،اور وہ نماز میں لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے

{8}عَنِ الْحَكَمِ: «رَأَيْتُ شُرَيْحًا يُصَلِّي فِي بُرْنُسٍ (مسند ابن جعد ، الْحَكَمُ عَنْ شُرَيْحٍ، نمبر 167)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت حکمؒ فرماتے ہیں کہ،میں نے حضرت شریح کو دیکھا کہ برنس ٹوپی پہن کر نماز پڑھ رہے تھے۔۔۔ لمبی ٹوپی کو برنس، کہتے ہیں

{9}عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: «رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ، يُصَلِّي فِي بُرْنُسِ طَيَالِسَهِ يَسْجُدُ فِيهِ» وَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ، يُصَلِّي فِي بُرْنُسٍ شَامِيٍّ يَسْجُدُ فِيهِ(مصنف ابن ابی شيبة ، فِي الرَّجُلِ يَسْجُدُ وَيَدَاهُ فِي ثَوْبِهِ، نمبر 2732)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت عبید اللہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسودؒ کو دیکھا کہ طیالسی ٹوپی میں نماز پڑھ رہے تھے،اور اسی کو پہنے ہوئے سجدہ کر رہے تھے اور حضرت عبد

الرحمن ابن یزیدؒ کو دیکھا کہ شامی ٹوپی میں نماز پڑھ رہے اور اسی کو پہنے ہوئے سجدہ کر رہے تھے

{10}عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ «يَسْجُدُ فِي بُرْنُسٍ وَلَا يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْهُ(مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الرَّجُلِ يَسْجُدُ وَيَدَاهُ فِي ثَوْبِهِ، نمبر2731)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت اسودؒ کو دیکھا کہ وہ برنس، لمبی ٹوپی پہن کر سجدہ کر رہے تھے،اور اس سے ہاتھ بھی نہیں نکالتے تھے

{11}عَنْ مُوسَى بْنِ نَافِعٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يُصَلِّي فِي بُرْنُسٍ وَلَا يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْهُ((مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الرَّجُلِ يَسْجُدُ وَيَدَاهُ فِي ثَوْبِهِ، نمبر2736)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت سعید بن جبیرؒ کو دیکھا کہ وہ برنس، لمبی ٹوپی پہن نماز پڑھ رہے تھے،اور اس سے ہاتھ بھی نہیں نکالتے تھے

{12}عَنِ الْحَسَنِ، «أَنَّهُ كَانَ يَسْجُدُ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ((مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الرَّجُلِ يَسْجُدُ وَيَدَاهُ فِي ثَوْبِهِ، نمبر2749)

ترجمہ: قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ وہ پگڑی کے کنارے پر سجدہ کرتے تھے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ایک آیت، 3 حدیث، 2 قول صحابی، اور 6 قول تابعی۔(مجموعہ 12) سے ثابت کیا کہ حنفیہ کے یہاں عام حالت میں ٹوپی پہننا سنت ہے، اور ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا بھی سنت ہے۔۔اگرچہ مرد اتنا کپڑا پہنے کہ ستر ڈھک جائے تو اس میں نماز ہو جائے گی۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 حدیثوں سے بعض حضرات ثابت کرتے ہیں کہ بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے

[9]۔۔عورت اور مرد کی نماز میں فرق

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔،7 حدیث ،2 قول صحابی ،اور 8 قول تابعی۔(مجموعہ 17) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کی نماز میں سات فرق ہیں,

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ایک حدیث،اور ایک قول صحابی۔(مجموعہ 2) سے ثابت ہوا کہ عورت کی نماز مرد کی طرح ہے

اہل حدیث فرماتے ہیں کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے عورت مرد ہی کی طرح نماز پڑھے گی۔۔ جبکہ حنفیہ کے یہاں 7 باتوں میں عورت مرد سے مختلف ہو گی

اہل حدیث کی حدیثیں,

کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ عورت مرد کی طرح نماز پڑھے گی،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ،بن الحويرث، أَتَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ ------قَالَ: «ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ، فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ

وَمُرُوهُمْ – وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لاَ أَحْفَظُهَا – وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، (بخاری ،بَابُ مَنْ قَالَ: لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ ،نمبر 631)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت مالک بن حویرث فرماتے ہیں کہ ہم ہم سبھی تقریبا جوان تھے، ہم حضور ﷺ کے پاس آئے۔۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم لوگ اپنی فیملی میں، واپس جاو، وہاں رہو، ان کو دین کی باتیں سکھاو، ان کو حکم دو،، کچھ ایسی باتیں بھی حضور ﷺ نے بیان کی جو یادرہی، اور کچھ باتیں یاد نہیں رہیں۔۔ پھر فرمایا کہ جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھے ہو اسی طرح نماز پڑھنا۔۔

نوٹ یہاں، وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، میں مرد، اور عورت دونوں کو حکم ہے کہ حضور ﷺ کی طرح نماز پڑھے، اس لئے دونوں کی نمازیں ایک ہی طرح کی ہونی چاہئے

{2}وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ: «تَجْلِسُ فِي صَلاَتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيهَةً(بخاری ،بَابُ سُنَّةِ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ ،نمبر 826)

ترجمہ:۔ قول صحابیہ میں ہے۔۔ حضرت ام درداء مرد کی طرح جلسے میں بیٹھا کرتی تھیں، اور وہ فقیہ تھیں

ایک حدیث، اور ایک قول صحابی سے ثابت ہوا کہ عورت کی نماز مرد کی طرح ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں یہ ہے کہ عورت کے لئے ستر پوشی زیادہ بہتر ہے، اس لئے جہاں جہاں ممکن ہو ستر پوشی کا خیال رکھا جائے گا، اس لئے عورت کی نماز سات جگہ مرد سے تھوڑا مختلف ہو گی۔۔

انکے لئے حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ: " إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ "(بیهقی کبری ،بَابُ مَنْ ذَكَرَ صَلَاةً وَهُوَ فِي أُخْرَى ،نمبر 3201)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔یزید بن حبیب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے، وہ دونوں نماز پڑھ رہی تھیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگ سجدہ کیا کرو گوشت کے کچھ حصے کو زمین پر لگا دو، اس لئے کہ عورت اس بارے میں مرد کی طرح نہیں ہے

{2}قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: تُشِيرُ الْمَرْأَةُ بِيَدَيْهَا بِالتَّكْبِيرِ كَالرَّجُلِ؟ قَالَ: «لَا تَرْفَعْ بِذَلِكَ يَدَيْهَا كَالرَّجُلِ»، وَأَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا، وَجَمَعَهُمَا إِلَيْهِ جِدًّا، وَقَالَ: «إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ، وَإِنْ تَرَكَتْ ذَلِكَ فَلَا حَرَجَ(مصنف ابن ابی شیبة ،فِي الْمَرْأَةِ إِذَا افْتَتَحَتِ الصَّلَاةَ , إِلَى أَيْنَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا؟، نمبر 2474)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ میں نے حضرت عطائؒ سے پوچھا، کیا عورت تکبیر تحریمہ میں مرد کی طرح اشارہ کرے گی، ؟ فرمایا وہ تکبیر میں مرد کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے گی۔ پھر حضرت عطائؒ نے اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں کو بہت نیچے رکھا، اور دونوں ہاتھوں کو اپنی طرف زیادہ جمع کیا (یعنی مرد کی طرح کانوں تک نہیں اٹھایا، اور تحریمہ باندھ لیا)، پھر فرمایا کہ عورت کی ہیت مرد کی طرح نہیں ہے، اور عورت مرد کی ہیت کو چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

عورت سات باتوں میں مرد سے مختلف ہو گی

پہلا فرق۔۔ مرد تکبیر کے لئے ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا، اور عورت سینے تک اٹھائے گی

{3}عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَرْفَعُ إِبْهَامَيْهِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ» (بخاری، بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، نمبر 737)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ، میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ، نماز میں اپنے انگوٹھے کو کان کے نرمے تک اٹھاتے تھے

{4}فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا وَائِلُ بْنَ حُجْرٍ، إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ، وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا» (طبرانی کبیر جلد ۲۲، ام یحی بنت عبد الجبار ، نمبر 28)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے وائل جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھ کو کان کے برابر لے جاؤ۔اور عورت اپنے ہاتھ کو پستان کے برابر لے جائے گی

{5} , قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ: كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «حَذْوَ ثَدْيَيْهَا»(مصنف ابن ابی شیبة، فِي الْمَرْأَةِ إِذَا افْتَتَحَتِ الصَّلَاةَ , إِلَى أَيْنَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا؟،نمبر 2471)

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔میں نے حضرت عطائؒ سے سنا،عورت کے بارے میں ان سے پوچھا گیا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو نماز میں کس طرح اٹھائے گی؟تو فرمایا،پستان کے برابر(اٹھائے گی۔

دوسرا فرق۔۔۔مرد پھیل کرر کوع سجدہ کرے گا،جبکہ عورت سکڑ کرر کوع سجدہ کرے گی، کیونکہ یہ اس کے ستر کے عین مناسب ہے

{6}عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: تَجْتَمِعُ الْمَرْأَةُ إِذَا رَكَعَتْ تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى بَطْنِهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ، فَإِذَا سَجَدَتْ فَلْتَضُمَّ يَدَيْهَا إِلَيْهَا، وَتَضُمَّ بَطْنَهَا وَصَدْرَهَا إِلَى فَخِذَيْهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ(مصنف عبد الرزاق،بَابُ تَكْبِيرِ الْمَرْأَةِ بِيَدَيْهَا، وَقِيَامِ الْمَرْأَةِ وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا، نمبر 5069)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔حضرت ابن جریج نے حضرت عطائؒ سے روایت کی ہے۔ حضرت عطائؒ نے فرمایا،عورت جب رکوع کرے گی تو سکڑے گی،اور تکبیر کے لئے اپنے ہاتھوں کو پیٹ تک ہی اٹھائے گی۔،اور جتنا ہو سکے سکڑ کر نماز پڑھے گی،اور جب سجدے

میں جائے گی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو جسم کے ساتھ ملالے گی، اور اپنے پیٹ اور سینے کو ران کے ساتھ ملالے گی، اور جتنا ہو سکے سکڑ کر رہے گی

{7}عَنِ الْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ، قَالَا: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنَّهَا تَنْضَمُّ مَا اسْتَطَاعَتْ، وَلَا تَتَجَافَى لِكَيْ لَا تَرْفَعَ عَجِيزَتَهَا»(مصنف عبد الرزاق،بَابُ تَكْبِيرِ الْمَرْأَةِ بِيَدَيْهَا، وَقِيَامِ الْمَرْأَةِ وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا، نمبر **5068**)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت حسن اور حضرت قتادہؒ نے فرمایا، عورت جب سجدہ کرے گی تو جتنا ہو سکے وہ سکڑے گی، اور کھل کر سجدہ نہیں کرے گی تاکہ سجدے میں اس کی سرین اونچی نہ ہو جائے

تیسرا فرق۔۔ سجدے کے وقت اپنے ہاتھ کو اور پیٹ کو ران کے ساتھ ملالے گی، وہ مرد کی طرح کھلی کھلی نہیں رہے گی، جبکہ مرد تھوڑا کھلا رکھے گا

{8}، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «كَانَتْ تُؤْمَرُ الْمَرْأَةُ أَنْ تَضَعَ ذِرَاعَهَا وَبَطْنَهَا عَلَى فَخِذَيْهَا إِذَا سَجَدَتْ، وَلَا تَتَجَافَى كَمَا يَتَجَافَى الرَّجُلُ، لِكَيْ لَا تَرْفَعَ عَجِيزَتَهَا»»(مصنف عبد الرزاق،بَابُ تَكْبِيرِ الْمَرْأَةِ بِيَدَيْهَا، وَقِيَامِ الْمَرْأَةِ وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا، نمبر **5071**)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ، عورت کو حکم دیا جائے گا کہ جب سجدہ کرے تو اپنے بازو اور پیٹ کو اپنی ران پر رکھے، اور مرد کی طرح کشادہ نہ رہے، تاکہ اس کی سرین اونچی نہ ہو جائے۔

{9}عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ، وَلْتُلْصِقْ فَخِذَيْهَا بِبَطْنِهَا (مصنف عبد الرزاق،بَابُ تَكْبِيرِ الْمَرْأَةِ بِيَدَيْهَا، وَقِيَامِ الْمَرْأَةِ وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا، نمبر5072)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ،عورت جب سجدہ کرے تو سکڑ جائے،اور اپنی ران کو پیٹ کے ساتھ ملالے۔

چوتھا فرق۔۔۔دو سجدوں کے درمیان مرد دائیں پاوں کو کھڑا رکھے گا،اور بائیں پاوں پر بیٹھے گا۔ لیکن عورت دونوں پاوں کو دائیں طرف ڈال کر زمین پر سرین رکھ کر بیٹھے گی،یعنی تورک کرے گی،یہ اس کے لئے آسان ہے،خاص طور پر حمل کی حالت میں

{10}عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: «جُلُوسُ الْمَرْأَةِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ مُتَوَرِّكَةً عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ، وَجُلُوسُهَا لِلتَّشَهُّدِ مُتَرَبِّعَةً»(مصنف عبد الرزاق ،بَابُ جُلُوسِ الْمَرْأَةِ ، 507 5)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ عورت دونوں سجدوں کے درمیان تورک کر کے بیٹھے گی بائیں جانب۔اور تشہد کے لئے اس کا بیٹھنا پلتھی مار کر۔

{11}عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «تُؤْمَرُ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ فِي مَثْنًى أَنْ تَضُمَّ فَخِذَيْهَا مِنْ جَانِبٍ(مصنف عبد الرزاق ،بَابُ جُلُوسِ الْمَرْأَةِ ،نمبر 5077)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ عورت کو نماز میں حکم دیا جائے گا کہ مثنی بیٹھے، یعنی دونوں رانوں کو ملا کر ایک جانب کر کے بیٹھے

پانچواں فرق۔۔۔ مرد دو سے زیادہ ہوں تو اس کا امام آگے کھڑا ہو گا۔۔ جبکہ عورت اگر امام ہو تو وہ صف کے درمیان کھڑی ہو گی

{12}عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: «تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَاءَ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَخْرُجَ أَمَامَهُنَّ، وَلَكِنْ تُحَاذِي بِهِنَّ فِي الْمَكْتُوبَةِ، وَالتَّطَوُّعِ» قُلْتُ: وَإِنْ كَثُرْنَ حَتَّى يَكُنَّ صَفَّيْنِ أَوْ أَكْثَرَ؟ قَالَ: «وَأَنْ تَقُومَ وَسَطَهُنَّ(مصنف عبد الرزاق ،بَابُ جُلُوسِ الْمَرْأَةِ ،نمبر **5080**)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ، عورت عورتوں کی امامت اس طرح کرے گی کہ ان کی عورت امام صف سے باہر نہ ہو، لیکن فرض، اور نفل کی نماز میں برابر میں کھڑی ہو گی، میں نے پوچھا زیادہ عورتیں ہوں یہاں تک دو صف یا زیادہ ہوں تب بھی؟ فرمایا پھر بھی عورت امام صف کے درمیان کھڑی ہو گی۔

{13}عَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ، قَالَتْ: «أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ قَامَتْ بَيْنَنَا»(مصنف عبد الرزاق ،بَابُ جُلُوسِ الْمَرْأَةِ ،نمبر **5082**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت حجیرہ بنت حصین فرماتی ہیں حضرت ام سلمہؓ نے عصر کی نماز میں ہماری امامت کی، تو ہمارے درمیان میں ہی کھڑی ہوئی

چھٹا فرق۔۔ مرد کی صف آگے ہو گی،اور عورت کی صف بچوں سے بھی پیچھے ہو گی

{14}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا، وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا»(مسلم ،باب خير الصفوف، نمبر 440)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا،مرد کی بہترین صف پہلی صف ہے۔اوراس کی بری صف آخری صف ہے۔اور عورتوں کی بہترین صف آخری صف ہے،اوراس کی بری صف پہلی صف ہے

{15}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ، فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا»(بخاری ، بَابُ المراة وحدها تكون صفا، نمبر 727)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ،میں اپنے گھر میں ،میں اور یتیم نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی،اور میری ماں ام سلیم ہم سے بھی پیچھے کھڑی تھی

ساتواں فرق۔۔ مرد کے لئے فرض کے لئے جماعت ضروری ہے۔اور عورت کے لئے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے

{16}عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الصَّلَاةُ فِي جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً، فَإِذَا صَلَّاهَا فِي فَلَاةٍ فَأَتَمَّ

رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَغَتْ خَمْسِينَ صَلَاةً»(ابوداود ،بَابُ مَا جَاءَ فِيفَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ،نمبر 560)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پچیس نماز کے برابر ہے،پس اگر بیابان میں نماز پڑھی،اور رکوع اور سجدہ پورا کیا تو پچاس نماز کے برابر پہنچ گئی۔یعنی پچاس نماز کا ثواب ملے گا۔

{17}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا»(ابوداود ، بَابُ التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ ،نمبر 570)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبد ابن عمر حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔گھر میں عورت نماز پڑھے اس سے بھی بہتر ہے کہ وہ اپنے کمرے میں نماز پڑھے،،اور بڑے گھر سے بھی زیادہ بہتر ہے کہ عورت اپنی کوٹھری میں نماز پڑھے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔،7حدیث،2قول صحابی،اور8قول تابعی۔(مجموعہ 17)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کی نماز میں سات فرق ہیں,

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ایک حدیث،اور ایک قول صحابی۔(مجموعہ 2)سے ثابت ہوا کہ عورت کی نماز مرد کی طرح ہے

[10]۔۔جمع بین الصلاتین

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔2آیت،9حدیث،اور1قول صحابی۔(مجموعہ 12)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں سفر میں بھی جمع حقیقی ٹھیک نہیں ہے، البتہ جمع صوری کرے، البتہ حدیث کی بنا پر عرفات،اور مزدلفہ میں جمع حقیقی جائز ہے۔

۔اصل میں حنفیہ کا مسلک احتیاط پر ہے،اور کسی حال میں آیت کو چھوڑنا نہیں چاہتے ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 7 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ، ظہر اور عصر،اسی طرح مغرب اور عشاء میں جمع حقیقی جائز ہے۔

حنفیہ کے یہاں دو نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کرکے پڑھنا جائز نہیں ہے،، چاہے سفر میں ہو یا حضر میں ہو، صرف مزدلفہ میں اور عرفات میں چند شرطوں کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے

اور جن احادیث میں جمع کی صورت ہے،اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ مثلا ظہر کو اپنے آخری وقت تک موخر کیا،اور عصر کو اپنے اول وقت تک مقدم کیا،اور دونوں کو اپنے اپنے وقت ہی

میں پڑھی، صرف ظاہری طور پر جمع کرنا نظر آیا۔
جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں سفر میں جمع حقیقی کرنا جائز ہے، یعنی ظہر کو عصر کے وقت میں اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنا جائز ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں سفر میں حقیقی طور پر جمع کرنا جائز ہے ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ العَصْرِ، ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا، وَإِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ»(بخاری،بَابُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى العَصْرِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ، نمبر **1111**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ، حضور ﷺ سورج کے ڈھلنے سے پہلو کوچ کرتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک موخر کرتے، پھر دونوں نمازوں کو جمع کر لیتے،اور اگر سورج ڈھل چکا ہوتا(اور پھر سفر شروع کرتے)تو ظہر پڑھ لیتے، پھر سفر کے لئے سوار ہوتے

{2}عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى العَصْرِ فَيُصَلِّيَهُمَا

جَمِيعًا، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ العَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ، وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ المَغْرِبِ أَخَّرَ المَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ العِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ المَغْرِبِ عَجَّلَ العِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ المَغْرِبِ(ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، نمبر 553)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ ، حضور ﷺ غزو تبوک میں تھے ، سورج کے ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ عصر میں جمع کر لیتے ،اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھتے ،اور سورج کے ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے ، تو عصر کو ظہر کے وقت تک جلدی کرتے ،اور ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھتے ، پھر چلتے ،اور ایسا بھی ہوتا کہ مغرب سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ عشائ کے ساتھ پڑھتے ،اور اگر مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشائ کو جلدی کرتے اور عشائ کو مغرب کے ساتھ پڑھتے۔

{3}، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ «اسْتُغِيثَ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ، فَجَدَّ بِهِ السَّيْرُ، فَأَخَّرَ المَغْرِبَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا»، ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ(ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، نمبر 555)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو اپنی فیملی میں سے کسی ایک کے لئے بلایا گیا ، وہ جلدی سفر کر رہے تھے تو شفق کے غائب ہونے تک مؤخر کیا ، پھر نیچے اترے اور

عشاءاور مغرب کو جمع کیا، پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے سب کو بتایا کہ حضور ﷺ کو سفر کی جلدی ہوتی تو ایسے ہی جمع کرتے تھے

{4}عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالعَصْرِ، وَبَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ بِالمَدِينَةِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ»، قَالَ: فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا أَرَادَ بِذَلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ(ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، نمبر **187**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرمایا کہ حضور ﷺ نے مدینہ میں ظہر اور عصر کو جمع کیا، خوف بھی نہیں تھا اور بارش بھی نہیں تھی، حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا، حضور ﷺ نے اس سے کیا ارادہ کیا، تو فرمایا کہ تاکہ ان کی امت پر حرج نہ ہو۔

{5}عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ، أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا(مسلم ،بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ، نمبر **704**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ کرتے، تو ظہر کو اتنا موخر کرتے عصر کا اول وقت داخل ہو جاتا، پھر دونوں نمازوں کو جمع کرتے

{6}عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ(بخاری، بَابُ الجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ ، نمبر **1106**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت سالم اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ، حضور ﷺ کو سفر کی جلدی ہوتی تو مغرب اور عشائ کو جمع کرتے تھے

{7}سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا»، قُلْتُ: يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ، أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ، وَعَجَّلَ العَصْرَ، وَعَجَّلَ العِشَاءَ، وَأَخَّرَ المَغْرِبَ، قَالَ: وَأَنَا أَظُنُّهُ(بخاری ، بَابُ الجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ، نمبر **1106**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ، میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک ساتھ آٹھ رکعتیں پڑھیں (چار ظہر کی اور چار عصر کی)، اور سات رکعتیں پڑھیں (تین مغرب کی، اور چار عشائ کی)، میں نے کہا کہ ابو شعثائ (حضرت ابن عباس کی کنیت ہے)، میرا گمان یہ ہے کہ، ظہر کو موخر کیا اور عصر کو جلدی پڑھی، اسی طرح عشائ کو جلدی کی اور مغرب کو موخر کیا، تو عبد اللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی گمان یہی ہے۔

ان 7 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ، ظہر اور عصر، اسی طرح مغرب اور عشائ میں جمع حقیقی جائز ہے۔

حنفیہ کی حدیثیں

مبسوط کی اس عبارت میں دیکھئے کہ ۔۔ حنفیہ کے یہاں جمع صوری تو کر سکتے ہیں سفر میں جمع حقیقی نہیں کر سکتے، صرف عرفہ اور مزدلفہ میں حدیث کی وجہ سے جمع حقیقی جائز ہے

قلت: أرأيت هل يجمع بين الصلاتين إلا في عرفة وجَمْع ؟ قال: لا يجمع بين صلاتين في وقت واحد في حضر ولا سفر ما خلا عرفة والمزدلفة. قلت: أرأيت المسافر إذا صلى الظهر في آخر وقتها والعصر في أول وقتها هل يجزيه ذلك؟ قال: نعم. قلت: وكذلك المغرب والعشاء؟ قال: نعم.(مبسوط للشيبانى ، باب مواقيت الصلاة ، جلد اول ، ص **124**)

ترجمہ :۔ میں نے پوچھا کہ عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ میں جمع بین الصلاتین کر سکتے ہیں، تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ سفر میں ہو یا حضر میں ہو عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ ایک ہی وقت میں جمع بین الصلاتین نہ کرے، پھر میں پوچھا کہ مسافر آدمی ظہر کو آخیر وقت میں پڑھے اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھے تو کیا یہ جائز ہے ؟ تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہاں یہ جائز ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ مغرب اور عشائ کو بھی اسی طرح جمع کر سکتے ہیں، (یعنی مغرب کو آخیر وقت میں اور عشائ کو اول وقت میں پڑھے) تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہاں (ایسا کر سکتا ہے

فتاوی ہندیہ میں یہ ہے

وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ لَا فِي السَّفَرِ وَلَا فِي الْحَضَرِ بِعُذْرٍ مَا عَدَا عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةَ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ(فتاوى هندية ، باب ،الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي بَيَانِ الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ وَتُكْرَهُ فِيهَا، جلد اول ص 52)

ترجمہ:۔دونوں نمازوں کو عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ نہ سفر میں جمع کرنا جائز ہے،اور نہ حضر میں جمع کرنا جائز ہے چاہے عذر ہی کیوں نہ ہو،جیسا کہ کتاب، محیط میں مذکور ہے

حنفیہ کی حدیثیں یہ ہیں

{1}إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا (سورت النسائ **4**، ایت **103**)

ترجمہ:آیت میں ہے،بیشک نماز مسلمانوں کے ذمے ایک ایسا فرئضہ ہے جو وقت کا پابند ہے

{2}{الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ} [الماعون۱۰۷:ایت 5]

ترجمہ: آیت میں ہے۔۔پھر بڑی خرابی ہے ان نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں

نوٹ:حنفیہ ان دو آیتوں پر بہت کاربند ہیں اسی لئے جمع بین الصلوتین نہیں کرتے

{3}عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: " مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا، إِلَّا صَلَاتَيْنِ: صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا(مسلم، بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيسِ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ، نمبر **1289**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ۔۔میں نے کبھی بھی حضور ﷺ کو وقت کے علاوہ میں نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے،سوائے دو نمازوں کے

، مغرب اور عشائ کو مزدلفہ میں (جمع کر کے پڑھی) اور اس دن فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی (یعنی فجر کے وقت ہی میں پڑھی، لیکن روزانہ اسفار کے بجائے غلس میں پڑھی)

{4}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: «مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِوَقْتِهَا إِلَّا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَإِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الْمَغْرِب وَالْعِشَاءِ، وَصَلَّى الصُّبْحَ يَوْمَئِذٍ فِي غَيْرِ وَقْتِهَا» وَقَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي فِي غَيْرِ وَقْتِهَا الَّذِي كَانَ يُصَلِّيهَا فِيهِ قَبْلَ ذَلِكَ(مسند الحميدى ، احاديث عبد اللة بن مسعود، نمبر 114)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ۔۔ میں نے کبھی بھی حضور ﷺ کو وقت کے علاوہ میں نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، سوائے مزدلفہ کے، اس لئے کہ دو نمازوں، یعنی مغرب اور عشائ کو جمع کیا، اور اس دن فجر کی نماز بے وقت پڑھی، حضرت سفیان فرماتے ہیں جس وقت میں پڑھتے تھے اس سے پہلے پڑھی، یعنی غلس میں

{5}عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ أَنْ تُؤَخِّرَ صَلَاةً حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرَى(ابو داود ،بَابٌ فِي مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا، نمبر 441)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سوتے ہوئے میں تفریط نہیں ہے، جگتے ہوئے میں تفریط ہے، کہ آدمی نماز کو اتنی موخر کرے کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔

{6}عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ أَتَى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الكَبَائِرِ (ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، نمبر188)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن عباس نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کیا تو وہ گناہ کبیرہ کے دروازے میں سے کسی ایک دروازہ پر آگیا

{7}عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ: «كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟ - أَوْ - يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا؟» قَالَ: قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ، فَصَلِّ، فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ(مسلم، بَابُ كَرَاهِيَةِ تَأْخِيرِ الصَّلَاةِ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ،نمبر 648)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا، جب تمہارے اوپر ایسے امیر مسلط ہوں گے جو وقت سے اپنی نماز موخر کریں گے ؟،۔ یا یوں فرمایا کہ وقت سے اپنی نماز کو ماردیں گے۔ میں پوچھا کہ پھر آپ کیا حکم دیتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نماز کو وقت پر پڑھ لینا، پھر امیروں کے ساتھ بھی نماز پایا، تو ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لینا، یہ نماز تمہارے لئے نفل نماز ہو جائے گی

نوٹ: اس حدیث میں دیکھیں نماز کو وقت ہی میں پڑھنے کا حکم دیا۔

{8}عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلَى

اللَّهِ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا(بخاری ،بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا، نمبر 527)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ،اللہ کو سب سے محبوب عمل کیا ہے ؟تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا(سب سے محبوب عمل ہے)

{9}عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَنَحْنُ سَبْعَةُ رَهْطٍ، أَرْبَعَةٌ مِنَ الْعَرَبِ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْمَوَالِي، فَجَلَسَ فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا قَالَ رَبُّكُمْ؟» ، قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا وَلَمْ يَذَرْهَا اسْتِخْفَافًا بِهَا لَقِيَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عِنْدِي عَهْدٌ أُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُصَلِّهَا لِوَقْتِهَا وَتَرَكَهَا اسْتِخْفَافًا بِهَا لَقِيَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ لَهُ عِنْدِي عَهْدٌ إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَإِنْ شِئْتُ غَفَرْتُ لَهُ(طبرانی کبیر، عامر الشعبی عن کعب بن عجرة، نمبر313)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں کہ مسجد میں ہمارے پاس حضور ﷺ تشریف لائے، ہم سات قبیلے سے تھے، چار عرب کے تھے اور تین موالی کے تھے، حضور ﷺ بیٹھے اور ارشاد فرمایا، کیا تم کو پتہ ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟، ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول جانتے ہیں۔، پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز کو وقت پر پڑھی، اور ہلکا سمجھتے ہوئے اس کو نہیں چھوڑا، تو قیامت کے دن مجھ سے ملے گا، اور اس کا میرے پاس یہ عہد ہو گا، کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں۔، اور جس نے نماز کو

اس کے وقت میں نہیں پڑھی، اور ہلکا سمجھتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا، تو مجھ سے قیامت میں اس حال میں ملے گا کہ اس کا میرے پاس کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر چاہوں تو اس کو عذاب دوں، اور چاہوں تو اس کو معاف کر دوں

نوٹ: اس حدیث میں وقت پر نماز پڑھنے کی کتنی سخت تاکید ہے

{10}عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتَ الْإِمَامَ يُصَلِّي بِهِمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَقَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ، وَإِلَّا فَهِيَ نَافِلَةٌ لَكَ(ابن ماجة، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا إِذَا أَخَّرُوا الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا،۱۲۵۶)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو وقت پڑھ لیا کرو۔ پھر امام کو دیکھو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ بھی پڑھ لو، اور تم نے اپنی نماز کو محفوظ کر لیا، ورنہ تو یہ بعد کی نماز تمہارے لئے نفل ہو گئی

{11}عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ، وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ، وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ، وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ فِي السَّفَرِ(مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ قَالَ: يَجْمَعُ الْمُسَافِرُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، نمبر 8238)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سفر میں ظہر کو موخر کرتے اور عصر کو جلدی کرتے (اور دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے) اور مغرب کو موخر کرتے، اور عشائ کو جلدی کرتے، (اور دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے)

{12}عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: «خَرَجْتُ أَنَا وَسَعْدٌ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، يُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ، وَيُعَجِّلُ مِنْ هَذِهِ، وَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ، وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ، ثُمَّ يُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ((مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ قَالَ: يَجْمَعُ الْمُسَافِرُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ، نمبر 8234)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابی عثمانؓ فرماتے ہیں کہ ، میں اور حضرت سعد مکہ مکرمہ کی طرف نکلے ، تو ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو جمع کرتے رہے ،اس طرح کہ اس کو اس کو موخر کرتے ،اوراس کو جلدی کرتے ،اور دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے۔اسی طرح مغرب کو موخر کرتے ،اور عشائ کو جلدی کرتے ،اور دونوں کو ملا کر پڑھ لیتے ،مکہ واپس آنے تک ہم نے ایسا ہی کیا۔

نوٹ :اس ایک حدیث ،اور ایک عمل صحابی میں ہے کہ ، ظہر کو عصر کے وقت میں نہیں پڑھتے تھے ، بلکہ ظہر کو موخر کر کے اپنے وقت میں ، اور عصر کو اپنے وقت ہی میں مقدم کر کے جمع صوری کرتے تھے ،حنفیہ اسی جمع صوری کے قائل ہیں ,

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔2آیت،9حدیث،اور1 قول صحابی۔(مجموعہ 12)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں سفر میں بھی جمع حقیقی ٹھیک نہیں ہے ، البتہ جمع صوری کرے ، البتہ حدیث کی بنا پر عرفات،اور مزدلفہ میں جمع حقیقی جائز ہے۔

۔اصل میں حنفیہ کا مسلک احتیاط پر ہے،اور کسی حال میں آیت کو چھوڑنا نہیں چاہتے ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان7 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ، ظہر اور عصر،اسی طرح مغرب اور عشاء میں جمع حقیقی جائز ہے۔

[11]۔۔سوتی موزے پر مسح کرنا کیسا ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 3 حدیثوں، 3 قول صحابی، اور 2 قول تابعی ۔(مجموعہ 8)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ صرف چمڑے کا موزہ، یا نعل لگا ہوا سوتی موزہ، یا مجلد سوتی موزے پر مسح کرنا جائز ہے۔پتلے موزے پر نہیں۔۔
۔البتہ صاحبینؒ کے یہاں موٹے سوتی موزہ پر مسح کرنا جائز ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔اس 2 حدیث، اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 4)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جورب، یعنی پتلے موزے پر بھی مسح کرنا جائز ہے
نوٹ: لیکن پتلے سوتی موزے پر مسح کرنے کے لئے کوئی حدیث، یا قول صحابی، یا قول تابعی، مجھے نہیں ملا۔۔۔موٹے موزے پر مسح کے لئے صرف ایک قول تابعی ملتا ہے

موزے کی پانچ قسمیں ہیں

1۔۔خف۔۔چمڑے کا موزہ جسکو خف، کہتے ہیں۔اس پر بالاتفاق مسح جائز ہے

2۔۔ مجلدین۔۔ موزہ سوت کا ہو، لیکن تلوے میں اور پاوں کے کنارے پر چمڑا لگا ہوا۔ جسکو مجلدین، کہتے ہیں۔اس پر بھی سب کے یہاں مسح جائز ہے

3۔۔ منعلین۔۔ موزہ سوت کا ہو، لیکن صرف تلوے میں چمڑا لگا ہوا۔ جسکو، منعلین، کہتے ہیں۔اس پر بھی سب کے یہاں مسح جائز ہے

4۔۔ ثخینین۔۔ موزہ صرف سوت کا ہو،اس پر چمڑا نہ ہو لیکن اتنا موٹا ہو کہ پانی نہ چھنے ،اور چمڑے پر بغیر باندھے ٹکا رہے، جسکو ثخینین، کہتے ہیں۔اس پر صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہے،امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے

5۔۔ سوت کا پتلا موزہ۔۔ موزہ صرف سوت کا ہو،اس پر چمڑا نہ ہو لیکن پتلا ہو۔اس پر نہ صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہے، اور نہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔۔البتہ بعض دوسرے حضرات کے یہاں مسح جائز ہے

اصول امام ابو حنیفہ۔۔امام ابو حنفیہؒ کا اصول یہ ہے کہ یا خالص چمڑے کا موزہ ہو یعنی خف ہو، یا سوتی موزہ ہو تو کسی حد تک چمڑا لگا ہوا ہو تب مسح جائز ہے،

اصول صاحبین۔۔اور صاحبین کا اصول یہ ہے کہ سوتی موزہ موٹا ہو کہ اس میں پانی نہ چھنتا ہو،اور پاوں پر خود بخود ٹک جاتا ہو تب بھی اس پر مسح جائز ہے

دوسرے حضرات کا اصول۔۔اور دوسرے حضرات کا اصول یہ ہے کہ جورب ہو، یعنی سوتی پتلا موزہ بھی ہو تب بھی اس پر مسح جائز ہے، وہ حضرات جورب کا ترجمہ مطلقا موزہ کرتے ہیں

لغت: جورب: کا ترجمہ ہے سوتی، اوراونی موزہ، پھراس کی دو قسمیں ہیں، چمڑہ لگا ہوا جورب، اور بغیر چمڑا لگا ہوا جورب۔

ھدایہ کی اس عبارت میں تفصیل ہے

ولا يجوز المسح على الجوربين عند أبي حنيفة إلا أن يكونا مجلدين أو منعلين وقالا يجوز إذا كانا ثخينين لا يشفان " لما روي أن النبي عليه الصلاة والسلام مسح على جوربيه ولأنه يمكنه المشي فيه إذا كان ثخينا وهو أن يستمسك على الساق من غير أن يربط بشيء فأشبه الخف وله أنه ليس في معنى الخف لأنه لا يمكن مواظبة المشي فيه إلا إذا كان منعلا وهو محمل الحديث وعنه أنه رجع إلى قولهما وعليه الفتوى (هداية، باب باب: المسح على الخفين، ص ٣٢)

ترجمہ: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سوتی اوراونی موزے پر مسح جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مجلد ہو (یعنی سوتی موزے کے تلوے میں اور پاوں کے چاروں طرف چمڑا لگا ہوا ہو)، یا منعل ہو،(یعنی سوتی موزے کے تلوے پر چمڑا لگا ہوا ہو) اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ سوتی کا موٹا موزہ ہو جس میں پانی نہ چھنتا ہو تب بھی اس پر مسح جائز ہے۔۔ کیونکہ حضور ﷺ نے جورب پر مسح کیا ہے (یعنی موٹے سوتی موزے پر)،۔۔اس کی دلیل عقلی یہ ہے کہ موٹا موزہ ہو گا تو اس کو پہن کر چلنا ممکن ہو گا۔ اور موٹے موزے کی تعریف یہ ہے کہ۔ بغیر باندھے پنڈلی پر ٹکا رہے، اس صورت میں یہ سوتی موزہ، خف، یعنی چمڑے کے موزے کی طرح ہو گیا۔

اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہے کہ موٹا سوتی موزہ، خف، چمڑے کے موزے کے معنی میں نہیں ہے، اس لئے کہ جب تک تلوے میں چمڑا نہ ہو تو اس موزے میں مسلسل چلنا ممکن نہیں ہے، اور جورب والی حدیث کا مطلب بھی یہی ہے (کہ منعل موزہ ہو)۔

۔امام ابو حنیفہؒ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر گئے تھے ،یعنی ثخینین، یعنی سوت کے موٹے موزے پر مسح کے قائل ہو گئے تھے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں جورب کی تینوں قسموں پر مسح کرنا جائز ہو گا، یعنی، چمڑا لگا ہوا۔ بغیر چمڑے کے موٹے موزے، اور پتلے موزے، پر مسح جائز ہے۔۔ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: «الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ كَالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ((مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، نمبر 1994)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ۔جوربین پر مسح، خف، یعنی چمڑے کے موزے پر مسح کی طرح ہے

نوٹ: جورب میں پتلا سوتی موزہ بھی داخل ہے، اس لئے پتلے سوتی موزے پر بھی مسح جائز ہو گا

{2}عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: «بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ(ابوداود، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ، نمبر **146**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک جماعت کو بھیجا،ان کو ٹھنڈ لگ گئی، جب وہ حضور ﷺ کے پاس آئے توان کو حکم دیا کہ پٹی پر مسح کریں ،اور موزے پر مسح کریں۔۔التساخین، سخن سے ہے گرم کرنے کی چیز

{3}عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: «تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ»، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ(ترمذی، بَابٌ فِي المَسْحِ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ ، نمبر **99**)(ابوداود ، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ ، نمبر **159**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں، کہ حضور ﷺ نے وضو فرمایا،اور سوتی کے موزے پر مسح کیا،اور جوتے پر مسح کیا(یاایسا موزہ جس کے تلوے میں چمڑا لگا ہوا تھا)۔۔ نعل: جوتا، یاچمڑا لگا ہوا موزہ

نوٹ: صرف جوتے پر مسح کرنا کسی امام کے یہاں جائز نہیں ہے،اس لئے، وَالنَّعْلَيْنِ،کا ترجمہ کرتے ہیں جس موزے کے تلوے پر نعل لگا ہوا ہے،یعنی چمڑا لگا ہوا ہو)

{4}«أَنَّ أَبَا مَسْعُودٍ، كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ (مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ ،نمبر**1971**

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعود جورب، یعنی سوتی موزے پر مسح کیا کرتے تھے۔

اس 2 حدیث، اور 2 قول صحابی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جورب، یعنی پتلے موزے پر بھی مسح کرنا جائز ہے

نوٹ : لیکن پتلے سوتی موزے پر مسح کرنے کے لئے کوئی حدیث، یا قول صحابی، یا قول تابعی، مجھے نہیں ملا۔۔۔ موٹے موزے پر مسح کے لئے صرف ایک قول تابعی ملتا ہے

حنفیہ کی حدیثیں

امام ابو حنیفہؒ کے یہاں چمڑے کے موزے، یا منعلین، یا مجلدین پر مسح جائز ہے

اور صاحبین کے یہاں سوتی موزہ موٹا ہو تو اس پر مسح جائز ہے، پتلا موزہ ہو تو ان کے یہاں بھی جائز نہیں ہے۔۔، اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ «النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الخُفَّيْنِ(بخاری ،بَابُ المَسْحِ عَلَى الخُفَّيْنِ، نمبر 202)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چمڑے کے موزے پر مسح کیا

{2}عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: عَنْ «رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ (مسلم ، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، نمبر 274)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ حاجت کے لئے نکلے، حضرت مغیرہؓ ب بھی لوٹے میں پانی لیکر حضور ﷺ کے ساتھ رہے، جب حضور حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ پر پانی بہایا، آپ نے وضو کیا، اور چمڑے کے موزے پر مسح کیا

نوٹ: اصل میں پاوں دھونا ہے، لیکن کئی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے چمڑے کے موزے پر مسح کیا، اس لئے چمڑے کے موزے پر مسح جائز ہے، یا کم سے سوتی موزے پر کسی نہ کسی درجے میں چمڑا لگا ہوا ہو تب جائز ہو گا۔۔ جیسے منعلین، یا مجلدین موزہ ہو

{3}عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «الْجَوْرَبَانِ وَالنَّعْلَانِ بِمَنْزِلَةِ الْخُفَّيْنِ(مصنف ابن ابی شیبۃ ، فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، نمبر1975)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ مسح کرنے موزہ، منعلین موزہ چمڑے کے موزے کے درجے میں ہے

نوٹ: اس لئے کہ اس میں کسی نہ کسی درجے میں سوت پر چمڑا لگا ہوا ہے

{4}عَنْ كَعْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، «أَنَّ عَلِيًّا، بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ (مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، نمبر 1985)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت کعب بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا، اور منعلین موزے پر مسح کیا

{5}عَنْ زَيْدٍ، «أَنَّ عَلِيًّا، بَالَ وَمَسَحَ عَلَى النَّعْلَيْنِ((مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، نمبر 1995)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے ۔۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے پیشاب، اور جوتے پر مسح کیا۔۔ یا منعلین موزے پر مسح کیا

نوٹ: نعلین کا اصل ترجمہ ہے جوتے پر مسح کیا، لیکن صرف جوتے پر مسح کرنا کسی کے یہاں جائز نہیں ہے، اس لئے اس کا ترجمہ کیا، تلوے میں چمڑا لگا ہوا موزہ۔

نوٹ:۔۔۔ صاحبین کے نزدیک یہ ہے کہ سوتی کا موزہ موٹا ہو تو اس پر مسح کرنا جائز ہے۔ پتلا ہو تو نہیں۔۔ اگرچہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے

ھدایہ میں یہ عبارت ہے

ولا يجوز المسح على الجوربين عند أبي حنيفة إلا أن يكونا مجلدين أو منعلين وقالا يجوز إذا كانا ثخينين لا يشفان " لما روي أن النبي عليه الصلاة والسلام مسح على جوربيه(**الهدايه** ، باب المسح على الخفىن ، ص36)

ترجمہ :۔ حضرت امام أبو حنیفہؒ کے نزدیک سوتی موزے پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ چمڑا چڑھا ہوا ہو یا نعل لگا ہوا ہو، اور صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر موزہ اتنا موٹا ہو کہ اس سے پانی چھنتا نہ ہو تو اس پر مسح جائز ہے، کیونکہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سوتی موزے پر مسح فرمایا ہے۔۔

صاحبین کی دلیل یہ حدیث ہے

{1}عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: «تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ»، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ(ترمذی، بَابٌ فِي المَسْحِ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ ، نمبر 99)(ابوداود ، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ ، نمبر 159)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں، کہ حضور ﷺ نے وضو فرمایا، اور سوتی کے موزے پر مسح کیا، اور جوتے پر مسح کیا(یا ایسا موزہ جس کے تلوے میں چمڑا لگا ہوا تھا)۔۔ نعل: جوتا، یا چمڑا لگا ہوا موزہ

نوٹ :۔۔۔اس حدیث کے بارے میں امام أبو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ منعلین سوتی موزے پر حضور ﷺ مسح کرتے تھے۔۔ یعنی جس سوتی موزے پر چمڑے کا نعل لگا ہوا ہو اور صاحبینؒ کی رائے یہ ہے کہ سوتی موٹا موزہ منعلین نہ ہو تب بھی اس پر اس حدیث کی بنا پر مسح کرنا جائز ہے

{2}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ قَالَ: " نَعَمْ، يَمْسَحُ عَلَيْهِمَا مِثْلَ الْخُفَّيْنِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ ،نمبر 779)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالک ؓفرماتے ہیں کہ وہ سوتی موزے پر مسح کیا کرتے تھے ،راوی کہتے ہیں کہ وہ چمڑے کے موزے کی طرح سوتی موزے پر مسح کیا کرتے تھے

{3}عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَالْحَسَنِ أَنَّهُمَا قَالَا: «يُمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا صَفِيقَيْنِ(مصنف ابن ابی شيبة ، فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ،نمبر 1976)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت سعید بن مسیب،اور حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ اگر سوتی موزہ موٹا ہو تو اس پر مسح کیا جا سکتا ہے

ان احادیث اور قول صحابی ،اور قول تابعی کی وجہ سے اہل حدیث ،اور صاحبینؒ سوتی کے موٹے موزے پر مسح کے جائز ہونے کے قائل ہوئے

۔امام أبو حنیفہؒ کے یہاں صرف اس ایک قول تابعی پر عمل نہیں کیا جائے گا،ہاں منعلین ، یا مجلدین ہو تو اس پر مسح جائز ہو گا، کیونکہ اس پر کئی حدیثیں موجود ہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 حدیثوں، 3 قول صحابی، اور 2 قول تابعی۔(مجموعہ 8) سے ثابت حنفیہ کرتے ہیں کہ صرف چمڑے کا موزہ، یا نعل لگا ہوا سوتی موزہ، یا مجلد سوتی موزے پر مسح کرنا جائز ہے۔پتلے موزے پر نہیں۔۔

۔البتہ صاحبینؒ کے یہاں موٹے سوتی موزہ پر مسح کرنا جائز ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔اس 2 حدیث، اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 4) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جورب، یعنی پتلے موزے پر بھی مسح کرنا جائز ہے

نوٹ: لیکن پتلے سوتی موزے پر مسح کرنے کے لئے کوئی حدیث، یا قول صحابی، یا قول تابعی، مجھے نہیں ملا۔۔۔موٹے موزے پر مسح کے لئے صرف ایک قول تابعی ملتا ہے

[12]۔۔ فجر کی جماعت ہو رہی ہو تو سنت پڑھیں یا نہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 5 حدیثوں، 1 قول صحابی، اور 3 قول تابعی۔(مجموعہ 9) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ فجر کی جماعت ہو رہی ہو، اور دوسری رکعت ملنے کی امید ہو تو مسجد کے ایک کنارے پر سنت پڑھ لے، کیونکہ حدیث میں اس کی بہت تاکید ہے۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 3 حدیث اور 1 قول تابعی۔(مجموعہ 4) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ فجر کی اقامت کے بعد فجر کی سنت نہیں پڑھنی چاہئے، جماعت میں شامل ہو جائے، وہ افضل ہے

جماعت کی نماز اہم ہے اس لئے جماعت ہو رہی ہو تو عام حالات میں جماعت میں مل جانا چاہئے ، لیکن فجر کی سنت کی اہمیت زیادہ ہے، اس لئے اگر یہ ممکن ہو کہ کم سے کم دوسری رکعت مل جائے گی تو فجر کی سنت مسجد میں نہیں بلکہ مسجد کے دروازے پر، یا کسی کونے میں پڑھ لے، اور پھر جماعت میں شامل ہو جائے، تاکہ جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا، اور سنت بھی مل جائے گی۔۔۔ لیکن ہمیشہ یہ عادت نہ بنائے، جماعت سے پہلے سنت پڑھ لیا کرے۔

دوسری سنتوں کی اہمیت اتنی نہیں ہے،اس لئے دوسری سنتوں میں یہی ہے کہ جماعت ہو رہی ہو تو سنت چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔۔

۔جبکہ دوسرے حضرات یہی فرماتے ہیں کہ فجر کی جماعت میں مل جائے سنت نہ پڑھے

هدایہ کی عبارت یہ ہے

ومن انتهى إلى الإمام في صلاة الفجر وهو لم يصل ركعتي الفجر إن خشي أن تفوته ركعة ويدرك الأخرى يصلي ركعتي الفجر عند باب المسجد ثم يدخل " لأنه أمكنه الجمع بين الفضيلتين " وإن خشي فوتهما دخل مع الإمام " لأن ثواب الجماعة أعظم والوعيد بالترك ألزم(هداية ، باب ادارک الفريضة، ص ٧١)

ترجمہ: فجر کی جماعت ہو رہی تھی کہ امام کے پاس پہنچا،اور اس نے فجر کی سنت نہیں پڑھی ہے،اور اس کو یہ گمان ہے کہ فرض کی پہلی رکعت تو نہیں ملے گی، لیکن دوسری رکعت مل جائے گی تو فجر کی سنت مسجد کے دروازے کے پاس پڑھ لے ، پھر جماعت میں داخل ہو جائے،اس لئے کہ اس کے لئے دونوں فضیلتیں جمع کرنا ممکن ہے،اور اگر فرض کی دونوں رکعتیں فوت ہونے کا ڈر ہو، تو امام کے ساتھ نماز میں داخل ہو جائے،اس لئے کہ جماعت کا ثواب سنت سے زیادہ ہے،اور جماعت چھوڑنے کی وعید بہت ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ جماعت کی دوسری رکعت ملنے کی امید ہو تب بھی فجر کی جماعت میں جائے اور فجر کی سنت چھوڑ دے۔۔ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ (مسلم ،بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرُوعِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ، نمبر 710)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب نماز کی اقامت ہو جائے، تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ہے

{2}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا المَكْتُوبَةُ(ترمذی ،بَابُ مَا جَاءَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا المَكْتُوبَةُ، نمبر 421)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جب نماز کی اقامت ہو جائے، تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ہے

{3}عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْقَوْمُ يُصَلُّونَ الْغَدَاةَ، قَالَ: «يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلَاتِهِمْ وَلَا يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، فَإِنَّهُ

مَا يَفُوتُهُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ أَعْظَمُ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ(مصنف ابن ابی شيبة، مَنْ قَالَ: صَلِّهِمَا قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ الْمَسْجِدَ ، نمبر 6422)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت محمد بن سیرینؒ اس آدمی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے جو مسجد میں داخل ہوا، اور لوگ صبح کی نماز جماعت سے پڑھ رہے ہوں، تو فرمایا کہ، قوم کے ساتھ ان کی نماز میں داخل ہو جائے، اور فجر کی دو سنتیں نہ پڑھے، اس لئے کہ فرض نماز کا جو ثواب فوت ہو گا، وہ دو رکعت سنت سے زیادہ ہے۔

{4}عَنِ ابْنِ نَجِيبَةَ، قَالَ: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ النَّاسُ حَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ: «أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا(مصنف ابن ابی شيبة، مَنْ قَالَ: صَلِّهِمَا قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ الْمَسْجِدَ ، نمبر6431)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابن نجیبہؓ فرماتے ہیں کہ صبح کی اقامت ہوئی، اور ایک آدمی کھڑا ہو کر دو رکعت سنت پڑھنے لگا، پھر جب حضور ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے، تو حضور ﷺ نے فرمایا فجر کی دو فرض پڑھو، کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو۔۔ یعنی اقامت کے بعد سنت پڑھنے پر نکیر فرمائی۔

ان 3 حدیث اور 1 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ فجر کی اقامت کے بعد فجر کی سنت نہیں پڑھنی چاہئے، جماعت میں شامل ہو جائے، وہ افضل ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں دوسری رکعت ملنے کی امید ہو تو مسجد کے دروازے پر، یا مسجد سے باہر سنت پڑھ لینے کی گنجائش ہے۔البتہ اس کی عادت نہ بنائے،اس کے لئے حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَدَعُوهُمَا، وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ(ابو داود، بَابٌ فِي تَخْفِيفِهِمَا،نمبر 1258)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت أبو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔فجر کی دونوں سنتوں کو نہ چھوڑنا،چاہے تمہیں گھوڑا کیوں نہ روند دے

{2}عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ(مسلم ،باب تعاهد ركعتي الفجر ، نمبر 724)(ابو داود ، بَابُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ،نمبر 1254)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ، حضور ﷺ کسی نوافل کی اتنی پابندی نہیں کرتے تھے جتنی صبح سے پہلے دو رکعت سنتوں کی کرتے تھے

{3}عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا(مسلم ، باب فضل ركعتي الفجر،نمبر 725)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ، فجر کی دو سنتیں،دنیا وما فیہا سے بہتر ہیں

{4}عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ(ابوداود ،بَابُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، نمبر 1253)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضور ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت ،اور صبح سے پہلے دو رکعت سنت نہیں چھوڑتے تھے

{5}عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ جَدِّهِ قَيْسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ، ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي، فَقَالَ: «مَهْلًا يَا قَيْسُ، أَصَلَاتَانِ مَعًا»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ، قَالَ: «فَلَا إِذَنْ(ترمذی،بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ تَفُوتُهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الفَجْرِ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ صَلَاةِ الفَجْرِ، نمبر 422)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور نماز کی اقامت کہی گئی ، میں نے حضور ﷺ کے ساتھ صبح کی فرض پڑھی ، پھر حضور ﷺ واپس لوٹے تو مجھے نماز پڑھتے دیکھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا، قیس ٹھہر جاؤ، کیا دو نمازیں ساتھ پڑھ رہے ہو ، میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھی، تو حضور ﷺ نے فرمایا، پھر تو ٹھیک ہے

نوٹ :ان احادیث میں دیکھیں کی فجر کی سنتوں کی کتنی اہمیت ہے ،اسی کو پانے کے لئے حنفیہ جماعت کھڑی ہوتے وقت بھی جلدی جلدی سنت پڑھ لینے کے قائل ہوئے ہیں

{6}عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَعْدَمَا أَضْحَى وَذُكِرَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْضِيَهُمَا(مصنف ابن ابی شیبة،مَسْأَلَةٌ فِي قَضَاءِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الْفَجْرِ ، نمبر 36376)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے فجر کی دو سنتیں سورج بلند ہونے کے بعد پڑھی۔۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت امام أبو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ،دونوں سنت چھوٹ جائے تو آدمی پر اس کی قضائی نہیں ہے۔۔ یعنی حضرت ابن عمرؓ نے نفلی طور پر فجر کی سنتیں چاشت کے وقت میں پڑھی۔

{7}حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَّجُلَ يَجِيءُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلَاتِهِمْ(مصنف ابن ابی شیبة فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فِي الْفَجْرِ ، نمبر6414)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت أبو عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں دیکھا کہ لوگ آرہے ہیں ،اور حضرت عمرؓ فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں،، تو لوگ مسجد کے ایک کنارے پر دو رکعت سنت پڑھتے، پھر قوم کے ساتھ اس کی فرض نماز میں داخل ہوتے

{8}عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: «إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَلَمْ تَرْكَعْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَارْكَعْهُمَا، وَإِنْ ظَنَنْتَ أَنَّ الرَّكْعَةَ الْأُولَى تَفُوتُكَ(مصنف ابن ابی شیبة ،فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فِي الْفَجْرِ،ص نمبر 6418)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ،اگر آپ مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ صبح کا فرض پڑھ رہے ہیں،اور آپ نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی ہے تو وہ سنتیں پڑھ لیں۔چاہے آپ کو اس بات کا خطرہ ہو کہ آپ کو فرض کی پہلی رکعت نہیں ملے گی۔

{9}عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ كَرِهَ إِذَا جَاءَ وَالْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ أَنْ يُصَلِّيَهُمَا فِي الْمَسْجِدِ، وَقَالَ: «يُصَلِّيهِمَا عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي نَاحِيَتِهِ(مصنف ابن ابی شیبۃ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فِي الْفَجْرِ ، نمبر **6420**)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔،امام فجر کی نماز میں ہو اور لوگ آئے،تو حضرت ابراہیم نخعیؒ اس بات کو مکروہ قرار دیتے تھے کہ ،وہ آدمی مسجد میں سنت پڑھے،اور فرماتے تھے کہ مسجد کے دروازے پر یا مسجد کے ایک کنارے میں سنت پڑھے۔۔تاکہ جماعت سے تھوڑی دوری رہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 5 حدیثوں، 1 قول صحابی، اور 3 قول تابعی۔(مجموعہ 9) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ فجر کی جماعت ہو رہی ہو، اور دوسری رکعت ملنے کی امید ہو تو مسجد کے ایک کنارے پر سنت پڑھ لے، کیونکہ حدیث میں اس کی بہت تاکید ہے۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 حدیث اور 1 قول تابعی۔(مجموعہ 4) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ فجر کی اقامت کے بعد فجر کی سنت نہیں پڑھنی چاہئے، جماعت میں شامل ہو جائے، وہ افضل ہے

[13]۔۔تراویح بیس رکعت ہے یاآٹھ

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 2 حدیثوں،6 قول صحابی ،۔(مجموعہ 8) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ رمضان میں بیس رکعت تراویح سنت ہے،اور ساتھ ہی تین رکعت وتر بھی پڑھے۔،اور یہ تراویح ہے،تہجد اس کے علاوہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان6حدیثوں،سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعت آٹھ ہیں،پھر تین رکعت وتر کی ہیں،البتہ اس سے زیادہ بھی کوئی پڑھ سکتا ہے۔۔اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رمضان میں انہیں رکعتوں کو قیام رمضان،کہتے ہیں،اور رمضان کے علاوہ میں انہیں رکعتوں کو تہجد،اور قیام اللیل،کہتے ہیں

حنفیہ کے یہاں بیس رکعت تراویح ہے،اور وہ سنت ہے۔

۔جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں آٹھ رکعت تراویح ہے، اور تین رکعت وتر ہے، کچھ حضرات دس رکعت تراویح پڑھتے ہیں،اور تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔۔ان حضرات کے

یہاں یہ بھی ہے کہ اصل تہجد کی آٹھ رکعت نماز ہے، اور دنوں میں اس کو، قیام اللیل، کہتے ہیں، اور رمضان میں اسی کو قیام رمضان، کہتے ہیں

ہدایہ کی عبارت یہ ہے

" يستحب أن يجتمع الناس في شهر رمضان بعد العشاء فيصلي بهم إمامهم خمس ترويحات كل ترويحة بتسليمتين ويجلس بين كل ترويحتين مقدار ترويحة ثم يوتر بهم، ذكر لفظ الاستحباب والأصح أنها سنة كذا روى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله (هداية، فصل في قيام شهر رمضان، نمبر ٧٠)

ترجمہ: رمضان کے مہینے میں مستحب یہ ہے کہ لوگ عشائ کے بعد جمع ہوں اور امام ان کو پانچ ترویحہ (یعنی بیس رکعت) پڑھائے، ہر ترویحہ دو سلام کے ساتھ ہو، اور ہر دو ترویحہ کے درمیان ایک ترویحہ کی مقدار بیٹھے، پھر سب کو وتر پڑھائے۔۔ مصنف نے تراویح کو مستحب کہا ہے۔۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ تراویح پڑھنا سنت ہے، امام حسن نے امام اُبو حنیفہؒ نے ایسا ہی روایت کی ہے کہ تراویح سنت ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں آٹھ رکعت تراویح، اور تین رکعت وتر ہے، اسی کو، رمضان میں قیام رمضان، اور اور دنوں میں قیام اللیل، کہتے ہیں، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَصَلَّى فِي المَسْجِدِ، وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلاَتِهِ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا، فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا، فَكَثُرَ أَهْلُ المَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَصَلَّوْا بِصَلاَتِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ المَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ، حَتَّى خَرَجَ لِصَلاَةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى الفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ، وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ، فَتَعْجِزُوا عَنْهَا»، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ(بخاری ، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ ، نمبر **2012**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ حضور ﷺ ایک رات کو تشریف لائے، اور مسجد میں نماز پڑھی اور کچھ لوگوں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی، صبح کو لوگوں نے باتیں کیں، تو لوگ دوسری رات کو اس سے زیادہ جمع ہو گئے، حضور ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، لوگ صبح باتیں کرنے لگے، تیسری رات کو لوگ زیادہ ہو گئے، پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد بھر گئی، یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لئے حضور ﷺ تشریف لائے، پس جب فجر کی نماز پڑھی تو لوگوں سے مخاطب ہوئے، تشہد پڑھی پھر فرمایا اما بعد، آپ لوگوں کی حالت مجھ پر مخفی نہیں ہے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم پر تراتح فرض نہ ہو جائے، اور تم اس کو ادا نہ کر سکو، پھر حضور ﷺ حضور ﷺ کا وصال ہوا اور معاملہ ایسا ہی رہا کہ (تراویح کی رکعت متعین نہیں ہو سکی)

نوٹ : اس حدیث سے کچھ حضرات استدلال کرتے ہیں کہ تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں حدیث میں یہ متعین نہیں ہے

{2}قَالَ: جَاءَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ فِي رَمَضَانَ، قَالَ: «وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ؟» قَالَ: نِسْوَةٌ فِي دَارِي قُلْنَ: إِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَنُصَلِّي بِصَلَاتِكَ، قَالَ: فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَوْتَرْتُ، قَالَ: فَكَانَ شِبْهُ الرِّضَا، وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا (مسند ابن حبان ،ذِكْرُ الْإِبَاحَةِ لِلْقَارِئِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَنْ يَؤُمَّ بِالنِّسَاءِ التَّرَاوِيحَ جَمَاعَةً ، نمبر 2549)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابی بن کعب حضور ﷺ کے پاس آئے، فرمایا یا رسول اللہ، رمضان کی آج رات میں مجھ سے ایک چیز ہو گئی ، حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہوا؟، حضرت ابیؓ نے کہا کہ میرے گھر کی کچھ عورتیں کہنے لگیں، ہم قرآن کریم نہیں پڑھ سکتے اس لئے ہم آپ کی اتباع میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں، حضرت ابیؓ نے فرمایا کہ میں ان عورتوں کو آٹھ رکعتیں پڑھائی پھر وتر بھی پڑھائی، ایسا لگا کہ حضور ﷺ راضی ہیں، اور کچھ نہیں بولے

نوٹ :اس حدیث سے کچھ حضرات آٹھ رکعت تراویح پر استدلال کئے ہیں

لیکن یہ عورتوں کو آٹھ رکعت پڑھائی ہے، اور انہیں ابی بن کعبؓ نے مردوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائی ہے۔آگے دیکھیں

{3}أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: «مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا(بخاری ،بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ، نمبر 1147) مسلم باب صلاۃ اللیل و عدد رکعاتھا،،738)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان میں حضور ﷺ کی نماز کیسی تھی؟تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ،رمضان یا غیر رمضان میں اگیارہ رکعت سے زیادہ نہیں کرتے تھے،پہلے چار پڑھتے تھے،اس کی حسن اور اس کی لمبائی کا کیا پوچھنا،پھر چار پڑھتے تھے،اس کی حسن اور اس کی لمبائی کا کیا پوچھنا،پھر تین رکعت پڑھتے تھے(وتر کی)

نوٹ:اس حدیث میں امام مسلم نے اگیارہ رکعت کو،قیام اللیل،اور تہجد،کہا ہے

{4}أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: «مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلاَ فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلاَ تَسَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاَثًا(بخاری ، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، نمبر 2013)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان میں حضور ﷺ کی نماز کیسی تھی؟تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ،رمضان یا غیر رمضان میں اگیارہ رکعت سے زیادہ

نہیں کرتے تھے، پہلے چار پڑھتے تھے، اس کی حسن اور اس کی لمبائی کا کیا پوچھنا، پھر چار پڑھتے تھے، اس کی حسن اور اس کی لمبائی کا کیا پوچھنا، پھر تین رکعت پڑھتے تھے (وتر کی)

نوٹ: اس حدیث میں امام بخاری نے اگیارہ رکعت کو، قیام رمضان، کہا ہے

{5}عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ العِشَاءَ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا، وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدَعْهُمَا أَبَدًا(بخاری ، بَابُ المُدَاوَمَةِ عَلَى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ ، نمبر **1159**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے عشائ کی نماز پڑھی، پھر آٹھ رکعت پڑھی، پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھی، پھر دو رکعت فجر کی آذان اور اقامت کے درمیان پڑھی، فجر کی ان دو سنتوں کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے

{6}عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ، وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ الْفَجْرِ، فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً(ابوداود ، بَابٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ، نمبر **1334**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ رات میں دس رکعت پڑھتے، اور ایک رکعت وتر پڑھتے، اور دو رکعت فجر کی سنت پڑھتے، یہ تیرہ رکعتیں ہو گئیں

ان 6 حدیثوں، سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعت آٹھ ہیں، پھر تین رکعت وتر کی ہیں، البتہ اس سے زیادہ بھی کوئی پڑھ سکتا ہے۔۔اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رمضان میں انہیں رکعتوں کو قیام رمضان، کہتے ہیں، اور رمضان کے علاوہ میں انہیں رکعتوں کو تہجد،اور قیام اللیل، کہتے ہیں

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ رمضان میں بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں،اور اس بات کی بھی قائل ہیں کہ تہجد کی نماز اور ہے،اور تراویح کی نماز مستقل الگ چیز ہے،جو صرف رمضان میں ہے
،انکی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (مصنف ابن ابی شیبة ، كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ،نمبر 7692)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ،رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے،اور وتر بھی پڑھتے تھے

{2}عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ (طبرانی کبیر ، عن مقسم عن ابن عباس -12102)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ،رسول اللہ ﷺ رمضان

میں بیس رکعت پڑھتے تھے،اور وتر بھی پڑھتے تھے

نوٹ: بیس رکعت تراویح کے لئے دو تو یہ حدیثیں ہیں

{3}عَنِ ابْنِ أَبِي الْحَسْنَاءِ، «أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً(مصنف ابن ابی شیبة ، كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ،نمبر **7681**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ابن ابی الحسائؑ فرماتے ہیں کہ ، حضرت علیؓ نے امام کو حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائیں

{4}عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، «أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً(مصنف ابن ابی شیبة ، كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ،نمبر **7682**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔یحی ابن سعید فرماتے ہیں کہ ، حضرت عمر بن الخطابؓ نے امام کو حکم دیا کہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائیں

{5}عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: «كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ(،((مصنف ابن ابی شیبة ، كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ،نمبر **7684**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عبد العزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ لوگوں کو رمضان میں مدینہ میں بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے،اور تین رکعت وتر بھی پڑھایا کرتے تھے

{6}عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: " كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً،((مصنف ابن ابی شيبة ، كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ، نمبر 7683)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت نافع بن عمر نے فرمایا کہ حضرت ابن ملیکہ ہم لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے

نوٹ: یہ چار بڑے بڑے صحابی، حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، اور حضرت ابن ابی ملیکہ بیس رکعتترواتح کے قائل ہیں، حنفیہ اسی پر عمل کرتے ہیں

{7}عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، «أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ(،((مصنف ابن ابی شيبة ، كَمْ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ، نمبر 7690)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت سعید بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ربیعہؓ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات پڑھاتے تھے، اور تین رکعت وتر بھی پڑھاتے تھے۔

{8}«كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ، فَإِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ صَلَّى سِتَّ تَرْوِيحَاتٍ(مصنف عبد الرزاق، باب قيام رمضان ، نمبر 7749)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت سعید بن زبیر رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرتے تھے، وہ دو قسم کی قرآت کرتے تھے، ایک رات حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرآت

کرتے تو وہ پانچ ترویحہ پڑھاتے تھے، یعنی بیس رکعت)، اور جب آخری عشرہ ہوتا تو چھ ترویحہ پڑھاتے، یعنی چوبیس رکعت پڑھاتے تھے۔

نوٹ :۔ان احادیث، اور قول صحابی، اور قول تابعی سے ثابت ہوا کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی ۔ان 2 حدیثوں ، 6 قول صحابی ،۔(مجموعہ 8) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ رمضان میں بیس رکعت تراویح سنت ہے، اور ساتھ ہی تین رکعت وتر بھی پڑھے۔، اور یہ تراویح ہے، تہجد اس کے علاوہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 6 حدیثوں، سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعت آٹھ ہیں، پھر تین رکعت وتر کی ہیں، البتہ اس سے زیادہ بھی کوئی پڑھ سکتا ہے۔۔اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رمضان میں انہیں رکعتوں کو قیام رمضان، کہتے ہیں، اور رمضان کے علاوہ میں انہیں رکعتوں کو تہجد، اور قیام اللیل، کہتے ہیں

[14]۔۔فرض نماز کے بعد دعا کریں یا نہ کریں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان ایک آیت اور 10 حدیثوں۔(مجموعہ 11) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرے،اور پھر ہاتھ کو منہ پر پھیر لے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 6 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز کے بعد ذکر ہے، دعا نہیں ہے،بلکہ نماز کے اندر دعا ہے

۔نماز اللہ کے حضور میں ادنی سا ایک تحفہ پیش کرنا ہے،اس کے بعد جی بھر کر اللہ سے مانگے، یہاں نہیں مانگے گا تو کب مانگے گا۔۔البتہ عاجزی سے اور دھیمی دھیمی آواز سے دعا کرے

حنفیہ کے یہاں فرض نماز کے بعد چار چیزیں کرنے کی گنجائش ہے

1۔۔۔۔دعا کرے۔

2۔۔۔۔اذکار کرے۔

3۔۔۔۔درود شریف پڑھے۔

4،۔۔۔ تسبیح پڑھے۔۔

،البتہ دعا کی خاص اہمیت ہے، یہ دعا نماز کا حصہ نہیں ہے صرف مستحب ہے،اور حدیث سے ثابت ہے۔۔البتہ تلاش کے باوجود اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں ملا۔

کچھ حضرات فرض نماز کے بعد ذکر کرتے ہیں، دعا نہیں کرتے، کہتے ہیں دعا کا ثبوت نہیں ہے

نور الایضاح کی عبارت یہ ہے

ثم يدعون لأنفسهم وللمسلمين رافعي أيديهم ثم يمسحون بها وجوههم في آخره(نور الايضاح ، باب فصل فيما يفعله المقتدي فراغ إمامه من واجب وغيره، ص67)

ترجمہ: سلام سے فارغ ہونے کے بعد اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرے ۔پھر اس ہاتھ کو آخیر میں اپنے چہرے پر پونچھ لے

نوٹ: اللھم، کے ساتھ جتنے اذکار ہیں، وہ دعا ہیں، وہ صرف اذکار نہیں ہیں،اور فرض نماز کے بعد اللھم کے ساتھ بہت سی دعائیں حدیث میں مذکور ہیں،اس لئے نماز کے بعد دعا تو ہے

کچھ ملکوں میں فرض نماز کے بعد دعا بالکل چھوڑ دی گئی ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

جو حضرات فرض نماز کے بعد دعا کے قائل نہیں ہیں،ان کی دلیل یہ ہے کہ سلام سے پہلے دعا پڑھے، سلام کے بعد نہیں،زیادہ سے زیادہ سلام کے بعد اذکار کر لے

{1}عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَعْدَ الصَّلَاةِ إِلَّا قَدْرَ مَا يَقُولُ: «اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجِلَالِ وَالْإِكْرَامِ(نسائی کبری ، مَا يَقُولُ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ، نمبر 9843)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نماز کے بعد صرف، اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ الخ ،پڑھنے کی مقدار بیٹھتے تھے

نوٹ: دوسرے حضرات یہ استدلال کرتے ہیں کہ ،اس سے معلوم ہوا کہ صرف ذکر کرتے تھے،دعا نہیں کرتے تھے

{2}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلاَةِ، قُلْنَا: السَّلاَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لاَ تَقُولُوا السَّلاَمُ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلاَمُ، وَلَكِنْ قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ، فَيَدْعُو(بخاری، بَابُ مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ ، نمبر 835)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ نماز میں ہوتے تو، السَّلاَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ، کہتے،تو آپ نے فرمایا،،مت کہو

لیکن، التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الخ، کہو، جب یہ کہو گے تو آسمان میں اور آسمان اور زمین کے درمیان جتنے بندے ہیں سب اس کا ثواب پہنچ جائے گا، اس کے بعد جو دعا اچھی لگے وہ دعا کرو۔

نوٹ: اس حدیث میں ہے کہ سلام سے پہلے دعا کرو۔ اس سے ثابت کرتے ہیں کہ سلام سے پہلے ہی دعا ہے، سلام کے بعد دعا نہیں ہے

{3}عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ: " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلاَةِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا، وَفِتْنَةِ المَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ المَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ(بخاری ، بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلاَمِ، نمبر 832)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضور ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ حضور ﷺ نماز میں یہ دعا کرتے تھے، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ ،الخ

{4}عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ «لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ» وَقَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ(مسلم ، بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ، نمبر594)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ سلام کے بعد حضور ﷺ یہ ذکر کرتے تھے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ الخ،

نوٹ:اس سے استدلال کرتے ہیں کہ نماز کے بعد ذکر ہے،دعا نہیں

{5}أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ: «أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ، بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ المَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ (بخاری ،بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلاَةِ، نمبر 841)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں فرض سے فارغ ہونے کے بعد ذکر کو بلند آواز سے کرتے، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب ہم ذکر کی آواز سنتے اس سے علم ہو جاتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں

{6}أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: «أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ، كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» وَأَنَّهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ، إِذَا سَمِعْتُهُ(مسلم، بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، نمبر 583)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں،جب فرض نماز سے فارغ

ہوتے تو لوگ بلند آواز سے حضور ﷺ کے زمانے میں ذکر کرتے۔ وہ یہ بھی فرماتے کہ جب ذکر کی آواز کو سنتا تو معلوم ہو جاتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں

نوٹ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد ذکر کرتے تھے، یعنی دعا نہیں کرتے تھے

نوٹ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بلند آواز سے اجتماعی ذکر نماز کے بعد جائز ہے

ان 6 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز کے بعد ذکر ہے، دعا نہیں ہے ، بلکہ نماز کے اندر دعا ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں نماز کے بعد دعا ہے، اور ذکر، تسبیح، اور درود شریف کے پڑھنے کی بھی ترغیب ہے۔۔

۔ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (سورت الاعراف ۷، آیت ۵۵)

ترجمہ :۔آیت میں ہے۔۔ تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو، یقیناوہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

نوٹ: نماز اللہ کے حضور میں ایک تحفہ پیش کرنا ہے، اس کے بعد اللہ سے نہیں مانگے گا تو کب مانگے گا

{2}عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ».: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ(ترمذی ،بَابٌ، (باب الذكر) نمبر **3499**) (نسائی کبری،مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الدُّعَاءِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، نمبر **9856**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت أبوامامہ سے روایت ہے، حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ ،دعا کب سب سے زیادہ سنی جاتی ہے؟،توآپ نے فرمایا کہ رات کے آخیر حصے میں،اور فرض نماز کے بعد

نوٹ: یہ حدیث بہت بڑی دلیل ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا کرے

{3}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ(ترمذی ،بَاب مِنْهُ، نمبر **3371**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا،دعا عبادت کی مغز ہے

نوٹ: چونکہ دعا عبادت کی مغز ہے،اس لئے نماز کے بعد دعا کرنی چاہئے

{4}عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ يَوْمًا ثُمَّ قَالَ: «يَا مُعَاذُ، وَاللهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ» فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، وَأَنَا وَاللهِ أُحِبُّكَ قَالَ: " أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ أَنْ تَقُولَ: اللهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَأَوْصَى بِذَلِكَ مُعَاذٌ

الصُّنَابِحِيِّ(نسائی کبری، الْحَثُّ عَلَى قَوْلِ: «رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» دُبُرَ الصَّلَوَاتِ ، نمبر 9857)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دن میرا ہاتھ پکڑا، پھر کہنے لگے اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں، تو حضرت معاذ نے بھی حضور ﷺ سے کہا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں بھی خدا قسم آپ سے محبت کرتا ہوں،، تو حضور ﷺ نے فرمایا، معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ کہنا نہیں چھوڑنا۔، اللهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ،

نوٹ یہاں بھی نماز کے بعد اللھم کے ساتھ دعا کا ذکر ہے

{5}عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ: «اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ» قَالَ الْوَلِيدُ: فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: " كَيْفَ الْاسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: تَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ(مسلم ، بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ، نمبر 591)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ، جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ،، کہتے، پھر، اللهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، سے دعا کرتے)

نوٹ، اس حدیث میں بھی اللھم کے ساتھ دعا کا ذکر ہے

{6}كَتَبَ الْمُغِيرَةُ، إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ إِذَا سَلَّمَ: «لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ، وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ(بخاری ، بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ، نمبر 6330)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت معاویہ بن سفیان فرماتے ہیں کہ ، حضور ﷺ جب سلام پھیرتے تو ہر نماز کے بعد، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ،الخ، کہتے

نوٹ،اس حدیث میں بھی اللہم کے ساتھ دعا کا ذکر ہے،اور ذکر بھی ہے

{7}عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ(أبو داود، بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ ، نمبر 1509)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت علی بن طالبؓ فرماتے ہیں کہ، حضور ﷺ جب سلام پھیرتے تو، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي،الخ، کہتے

نوٹ،اس حدیث میں بھی اللہم کے ساتھ دعا کا ذکر ہے

{8}عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، -----وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ

الْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ(ترمذی ، بَاب فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعَوُّذِهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، نمبر 3567)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت مصعب ابن سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ، نماز کے بعد ان کلمات سے تعوذ پڑھتے، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الجُبْنِ، الخ)

نوٹ،اس حدیث میں بھی اللھم کے ساتھ دعا کا ذکر ہے۔۔

اور صاحب مسلم نے نماز کے بعد دعا کا باب باندھا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد دعا ہے۔

{9}عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ(ابو داود، بَابُ الدُّعَاءِ،نمبر 1492)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت سائب بن یزید اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ،حضور ﷺ جب دعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرتے

نوٹ:اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دعا کرتے وقت ہاتھ بھی اٹھائے،اور اس کو اپنے چہرے پر بھی پھیرے

{10}عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ رَبَّكُمْ

تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ، أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا(ابوداود،بَابُ الدُّعَاءِ، نمبر 1488)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ، تمہارا رب کسی کا بہت شرم رکھتا ہے،اور سخی بھی ہے، بندہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو،ان کو اس بات کی شرم آتی ہے کہ خالی ہاتھ واپس کرے

نوٹ:۔۔۔اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھائے

{11}عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ.... وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ». وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ ». فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا(بخاری شریف،بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ،نمبر4323)مسلم شریف، باب فضائل ابی موسی، نمبر 2498)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔۔حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ ۔۔ ۔۔ حضور ﷺ کو حضرت ابو عامرؓ کی بات بھی بتائی، ت اور یہ بھی کہا کہ حضرت ابو عامر نے درخواست کی ہے کہ حضور ﷺ میرے لئے استغفار کریں،تو حضورؐ نے پانی منگوایا،اور وضو فرمایا، پھر ہاتھ اٹھایا پھر فرمایا، اے اللہ عبید ابی عامر کو معاف فرمادیں،اور حضور نے اتنا اونچا ہاتھ اٹھایا کہ حضور کے بغل کی سفیدی نظر آرہی تھی، پھر فرمایا«اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ الخ۔

نوٹ:۔۔۔اس حدیث میں ہے کہ حضور نے استغفار کی دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھایا

ایک خاص بات یہ ہے:۔ نماز ایک بہت بڑا تحفہ ہے جو اللہ کے حضور میں پیش کیا، تو یہ کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ یہ تحفہ پیش کر کے دن میں پانچ مرتبہ اللہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگ لے۔اس لئے فرض نماز کے بعد دعا نہ مانگنا بہت بڑی محرومی ہے، ضرور دعا مانگنی چاہئے۔۔اگر امام نہ مانگتا ہو تو اپنی انفرادی دعا مانگ لے۔

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان ایک آیت اور 10 حدیثوں۔(مجموعہ 11) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرے، اور پھر ہاتھ کو منہ پر پھیر لے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 6 حدیثوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز کے بعد ذکر ہے، دعا نہیں ہے، بلکہ نماز کے اندر دعا ہے

[15]۔۔جماعت ثانیہ مکروہ ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 1آیت،2حدیث،3قول صحابی،4قول تابعی۔(مجموعہ 10)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ محلے کی مسجد میں دوسری جماعت مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 2حدیث، 3قول صحابی، اور 1قول تابعی ۔(مجموعہ 6)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جماعت ثانیہ مکروہ نہیں ہے

محلے کی مسجد ہو جس میں امام راتب موجود ہو اس میں دوسری جماعت کرنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، کیونکہ دوسری جماعت سے پہلی جماعت کی اہمیت کم ہو جائے گی، اور اس میں لوگ بھی کم آنا شروع ہو جائیں گے۔۔ہاں بازار کی مسجد ہو، جس میں لوگ آآکر نماز پڑھتے ہیں وہاں دوسری جماعت کرنا مکروہ نہیں ہے۔۔

۔جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں محلے کی مسجد میں دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے

درمختار کی عبارت یہ ہے

وَيُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ فِي مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ لَا فِي مَسْجِدِ طَرِيقٍ أَوْ مَسْجِدٍ لَا إمَامَ لَهُ وَلَا مُؤَذِّنَ(در مختار ، باب الامامة ، جلد اول ,ص۵۵۲)

ترجمہ:۔ محلے والی مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے، لیکن لیکن راستے میں مسجد ہو اور وہاں امام اور موذن نہ ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

جن حضرات کے یہاں دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي وَحْدَهُ، فَقَالَ: أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ(أبو داود ،بَابٌ فِي الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ، نمبر 574)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اکیلے نماز پڑھ رہا تو آپ نے کہا، کوئی آدمی اس پر صدقہ کر سکتا ہے، کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے

{2}عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَيُّكُمْ يَتَّجِرُ عَلَى هَذَا؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلَّى مَعَهُ(ترمذی، بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ جَمَاعَةً فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي قَدْ جُمِعَ فِيهِ ، نمبر 1632))

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ، ایک آدمی آیا،

حالانکہ حضور ﷺ نے نماز پڑھ لی تھی، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کے ساتھ تجارت کون کرے گا؟، تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اور ان کے ساتھ نماز پڑھی

{3}وَجَاءَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: «إِلَى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ، فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى جَمَاعَةً»(بخاری ،(بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ الجَمَاعَةِ وَكَانَ الأَسْوَدُ: «إِذَا فَاتَتْهُ الجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلَى مَسْجِدٍ آخَرَ ، نمبر**645**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ ایک ایسی مسجد میں تشریف لائے جہاں نماز ہو چکی تھی، تو حضرت انسؓ نے آذان دی، اقامت کہی پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی

{4}عَنْ أَنَسٍ، «أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا، فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ(مصنف ابن ابی شیبة ،فِي الرَّجُلِ يَجِيءُ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا أَيُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ، نمبر**2298**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالک سے روایت کہ وہؓ ایک ایسی مسجد میں تشریف لائے جہاں نماز ہو چکی تھی، تو انہوں نے ایک آدمی کو حکم دیا، اس آدمی نے آزان دی اور اقامت کہی

{5}حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ الْيَشْكُرِيُّ، قَالَ: «مَرَّ بِنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَقَدْ صَلَّيْنَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ، وَمَعَهُ رَهْطٌ، فَأَمَرَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَذَّنَ، ثُمَّ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ، قَبْلَ

الْفَجْرِ»، قَالَ: «ثُمَّ أَمَرُوهُ، فَأَقَامَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ(مصنف ابن ابی شيبة ، فِي الْقَوْمِ يَجِيئُونَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ صُلِّيَ فِيهِ، مَنْ قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يَجْمَعُوا، نمبر 7094)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابو عثمان یشکری بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ہمارے سامنے سے گزرے، ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تھے، حضرت انس کے ساتھ ایک جماعت تھی، حضرت انس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ آذان دے، انہوں نے آذان دی، پھر فجر سے پہلے دو سنتیں پڑھیں، کہا پھر ان لوگوں کو حکم دیا، انہوں نے اقامت کہی، پھر اآگے بڑھ کر سب کو نماز پڑھائی

{6}عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، فِي الْقَوْمِ يَنْتَهُونَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ صُلِّيَ فِيهِ، قَالَ: «يُؤَذِّنُونَ وَيُقِيمُونَ(مصنف ابن ابی شيبة ، فِي الرَّجُلِ يَجِيءُ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا أَيُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ، نمبر 2301)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت سعید بن مسیب سے ایسے قوم کے بارے میں پوچھا، کہ وہ ایسی مسجد میں داخل ہوئے جس میں نماز ہو چکی ہے، تو حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا کہ آذان دیگا، اقامت کہے گا (اور نماز پڑھے گا)

ان 2 حدیث، 3 قول صحابی، اور 1 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جماعت ثانیہ مکروہ نہیں ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں محلے کی مسجد جہاں امام راتب متعین ہو دوسری جماعت مکروہ ہے، کیونکہ اس سے پہلی جماعت میں آدمی کم ہوں گے اور پہلی جماعت کی اہمیت کم ہو جائے گی

،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ، فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاَةِ، فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، (بخاری ،بَابُ وُجُوبِ صَلاَةِ الجَمَاعَةِ، نمبر 644)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ لکڑی جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں،اس کے لئے آذان دی جائے، پھر کسی کو لوگوں کی امامت کرنے کے لئے کہوں، پھر میں (گھر میں بیٹھے) لوگوں کے پاس جاوں اور ان کے گھروں کو جلادوں

نوٹ:اگر دوسری جماعت مکروہ نہ ہوتی تو گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگ کہہ سکتے تھے کہ میں پہلی نہیں دوسری جماعت میں شامل ہو جاوں گا، اس لئے ان کے گھروں کو جلانے کی ضرورت نہیں تھی،اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسری جماعت مکروہ ہے

{2}عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِي الْمَدِينَةِ يُرِيدُ الصَّلَاةَ، فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا، فَمَالَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَجَمَعَ أَهْلَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ(طبرانی أوسط، من اسمه عبدان نمبر **4601**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبدالرحمن بن ابو بکرا اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ،حضور ﷺ مدینے کے اطراف سے آئے،لوگوں کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ چکے ہیں،توآپ گھر تشریف لے گئے اور اپنی فیملی کو جمع کیا،اوران کو نماز پڑھائی

نوٹ اس حدیث میں دیکھیں کہ حضور ﷺ نے مسجد میں جماعت ثانیہ نہیں کی ہے

{3}وَكَانَ الأَسْوَدُ: «إِذَا فَاتَتْهُ الجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلَى مَسْجِدٍ آخَرَ»(بخاری ،(بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ الجَمَاعَةِ وَكَانَ الأَسْوَدُ: «إِذَا فَاتَتْهُ الجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلَى مَسْجِدٍ آخَرَ ، نمبر **645**)

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔حضرت اسودؒ کا طریقہ یہ تھا کہ جب جماعت فوت ہو جاتی تو دوسری مسجد چلے جاتے(اور پہلی مسجد میں جماعت ثانیہ نہیں کرتے تھے)

{4}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ «أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ مِثْلَهَا(مصنف ابن ابی شیبة،مَنْ كَرِهَ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الصَّلَاةِ مِثْلَهَا ، نمبر **6000**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرض نماز پڑھی جانے کے بعد اسی

کی مثل پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے (یعنی جماعت ثانیہ مکروہ سمجھتے تھے)

{5}عَنْ عُمَرَ «أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ مِثْلَهَا (مصنف ابن ابی شيبة ،،مَنْ كَرِهَ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الصَّلَاةِ مِثْلَهَا ، نمبر 6003)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عمرؓ فرض نماز کے بعد اسی کی مثل پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے (یعنی جماعت ثانیہ مکروہ سمجھتے تھے)

{6}عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «كَانُوا يَكْرَهُونَ أَنْ يُصَلُّوا بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ مِثْلَهَا(مصنف ابن ابی شيبة ،،مَنْ كَرِهَ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ الصَّلَاةِ مِثْلَهَا ، نمبر 6002)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ صحابہ فرض نماز کے بعد اسی کی مثل پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے

{7}عَنْ إِبْرَاهِيمَ: «أَنَّ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدَ، أَقْبَلَا مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ إِلَى مَسْجِدٍ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّاسُ قَدْ صَلُّوا، فَرَفَعَ بِهِمَا إِلَى الْبَيْتِ، فَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ صَلَّى بِهِمَا(مصنف عبد الرزاق،بَابُ الرَّجُلِ يَؤُمُّ الرَّجُلَيْنِ وَالْمَرْأَةَ، نمبر 3883)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ،اور اسودؒ عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مسجد تشریف لائے،لوگ مسجد سے نماز پڑھ کر باہر نکل

رہے تھے، تو ان دونوں حضرات کو گھر لے گئے، اور عبد اللہ بن مسعودؓ نے ایک کو دائیں جانب اور دوسرے کو بائیں جانب کیا، پھر دونوں کو نماز پڑھائی

نوٹ: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے مسجد میں جماعت ثانیہ کرنا، اچھا نہیں سمجھا

{8}عَنْ أَفْلَحَ، قَالَ: «جِئْتُ أَنَا، وَالْقَاسِمُ الْمَسْجِدَ، وَقَدْ صَلَّوْا، فَصَلَّي لِنَفْسِهِ» يَعْنِي بَدَأَ بِالْمَكْتُوبَةِ(مصنف ابن ابی شیبة ،الرَّجُلُ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ، وَقَدْ سُبِقَ بِالصَّلَاةِ، نمبر 7083)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت افلحؒ سے روایت ہے، کہ میں اور قاسمؒ مسجد آئے لوگ نماز پڑھ چکے تھے، تو قاسمؒ نے اپنی نماز الگ پڑھی، یعنی فرض نماز شروع کی، اور پڑھی

نوٹ: مسجد میں جماعت نہیں کی بلکہ الگ الگ نماز پڑھی

{9}عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «يُصَلُّونَ فُرَادَى(مصنف ابن ابی شیبة ،فِي الْقَوْمِ يَجِيئُونَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ صُلِّيَ فِيهِ، مَنْ قَالَ: لَا بَأْسَ أَنْ يَجْمَعُوا ، نمبر 7108)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت حسن فرماتے تھے کہ، تنہا تنہا نماز پڑھے (جماعت ثانیہ نہ کرے)

{10}الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (سورت الماعون ۱۰۷، آیت ۵)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔ پھر بڑی خرابی ہے ان نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں

نوٹ: جماعت ہو رہی ہو اور یہ جماعت ثانیہ کے انتظار میں سستی کر رہا ہے، یہ بھی خرابی کی بات ہے،اس لئے آیت کے اشارے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت ثانیہ نہ کرے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 1آیت،2حدیث،3قول صحابی،4قول تابعی۔(مجموعہ 10)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ محلے کی مسجد میں دوسری جماعت مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی ۔ان 2حدیث ، 3قول صحابی ، اور 1قول تابعی ۔(مجموعہ 6)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جماعت ثانیہ مکروہ نہیں ہے

[16]۔۔جمعہ کے خطبہ کے وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 1 آیت، 2 حدیث، 2 قول صحابی، اور 4 قول تابعی۔(مجموعہ 9) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت نہ بات کرے اور نہ نماز پڑھے۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 3 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ خطبہ کے وقت کوئی مسجد آئے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینے کی گنجائش ہے

حنفیہ کے یہاں جمعہ کے خطبہ کے وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں جائز ہے، بلکہ احسن ہے

ھدایہ کی عبارت یہ ہے،

خرج الإمام للخطبة يوم الجمعة إلى أن يفرغ من خطبته " لما فيه من الاشتغال عن استماع الخطبة.(هداية ، باب فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة، ص43)

ترجمہ:۔امام جمعہ کے دن خطبہ کے لئے نکلے وہاں سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک اپنی نماز

پڑھنا مکروہ ہے،اس لئے کہ اس میں مشغول ہونے سے خطبہ سننے سے دور رہے گا

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ خطبہ کے وقت تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَقَالَ: «أَصَلَّيْتَ يَا فُلاَنُ؟» قَالَ: لاَ، قَالَ: «قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ(بخاری،بَابٌ: إِذَا رَأَى الإِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ، أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ، نمبر 930)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا،اور حضور ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے نماز پڑھی اے فلاں ؟، تو اس نے کہا نہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لو

نوٹ:اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خطبہ کے وقت دو سنتیں پڑھ لے

{2}عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهُ: «يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا»ثُمَّ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ

يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا(مسلم ، بَابُ التَّحِيَّةُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، نمبر 875)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیک غطفانی جمعہ کے دن آئے،اور حضور ﷺ خطبہ دے رہے تھے،وہ بیٹھ گئے،توآپؐ نے سلیک سے فرمایا،اے سلیک دو رکعتیں پڑھ لیں اور مختصر پڑھیں،پھر آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو دو رکعت سن پڑھ لے،اور دونوں کو مختصر پڑھے

{3}سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ، فَقَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ، فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ((مسلم ، بَابُ التَّحِيَّةُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، نمبر875)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔میں نے حضرت بن عبد اللہؓ سے سنا کہ حضور ﷺ خطبہ دے رہے تھے،توفرمایا،کہ کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ کے لئے نکل چکا ہو تو بھی دو رکعت پڑھ لے

ان 3 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ خطبہ کے وقت کوئی مسجد آئے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینے کی گنجائش ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں جمعہ کے خطبہ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (سورت الاعراف۷، أیت204)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو،اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت ہو

نوٹ: خطبہ میں قرآن کریم کی آیت پڑھی جاتی ہے،اور اس آیت میں ہے کہ قرآن کریم پڑھا جائے تو چپ رہو،اور غور سے سنو تا کہ تم پر رحمت ہو،اس آیت کی وجہ سے حنفیہ کے یہاں خطبہ کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے

{2}حَدَّثَنَا سَلْمَانُ الفَارِسِيُّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ، ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ، فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الإِمَامُ أَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى(بخاری ،بَابٌ: لاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الجُمُعَةِ، نمبر 910)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے کہا،جس نے جمعہ کے دن غسل کیا،اور جتنا ہو سکا پاکی حاصل کی،پھر تیل لگایا یا عطر ملا،پھر جمعہ کے

لئے چلا،اور دوآدمیوں کو چیرتے ہوئے نہیں گزرا، پھر جتنی اس کی قسمت میں تھی اتنی نماز پڑھی، پھر جب امام خطبے کے لئے نکا تو وہ چپ رہا، تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کا گناہ صغیرہ معاف کر دیا جائے گا۔

{3}وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَاسْتَاكَ، وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ، فَلَمْ يَتَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ، ثُمَّ رَكَعَ مَا شَاءَ أَنْ يَرْكَعَ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، فَلَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا(مسند احمد، مسند ابی سعید الخدری ، نمبر 11768)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ، کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا،اور مسواک کیا،اور جو خوشبو اس کے پاس تھی اس کو لگائی، اور اپنے اچھے کپڑے میں سے پہنا، پھر نکل کر مسجد آیا،اور لوگوں کے گردنوں کو پار نہیں کیا پھر جتنی ہو سکی نماز پڑھی، پھر جب امام خطبے کے لئے نکلا تو چپ رہا،امام کے نماز سے فارغ ہونے تک کچھ نہیں بولا، تو یہ سب عمل اس جمعہ اور اس سے پہلے جمعہ تک کے لئے کفارہ ہو گئے۔

نوٹ:اس حدیث میں خطبہ کے وقت چپ رہا،اسی میں آئے گا کہ سنت بھی نہیں پڑھی

{4}عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: «أَدْرَكْتُ عُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَكَانَ الْإِمَامُ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، تَرَكْنَا الصَّلَاةَ(مصنف ابن ابی شیبة ، مَنْ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ فَلَا تُصَلِّ ، نمبر5173)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ثعلبہ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ، میں نے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کو پایا کہ، تو اس وقت معاملہ ایسا تھا کہ جب امام جمعہ کے دن نکلتے تو ہم نماز پڑھنا چھوڑ دیتے۔

{5}عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ عُمَرَ: «أَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهَانِ الصَّلَاةَ وَالْكَلَامَ بَعْدَ خُرُوجِ الْإِمَامِ(مصنف ابن ابی شیبة ، مَنْ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ فَلَا تُصَلِّ ، نمبر5175)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابن عباس، اور حضرت ابن عمرؓ یہ دونوں حضرات خطبہ کے لئے امام کے نکلنے کے بعد نماز پڑھنا، اور بات کرنا مکروہ سمجھتے تھے

{6}عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: «خُرُوجُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، كَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ جُلُوسِ النَّاسِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ ، نمبر 5351)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابن مسیب فرماتے ہیں کہ، امام کا نکلنا نماز کو منقطع کر دیتا ہے، اور اس کی بات (یعنی خطبہ دینا) بات کو منقطع کر دیتا ہے

نوٹ: خطبہ کے لئے امام نکلے تو نماز اور بات کرنا دونوں ممنوع ہیں

{7}عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ: مَتَى يُكْرَهُ الْكَلَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: إِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ، أَوْ قَالَ: «إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ شَكَّ» (مصنف عبد الرزاق، بَابُ جُلُوسِ النَّاسِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ ، نمبر 5355)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ، میں نے حضرت علقمہؒ سے پوچھا کہ جمعہ کے دن بات کرنا کب مکروہ ہے؟ تو فرمایا جب امام خطبہ دینے لگے، یایوں فرمایا کہ جب امام خطبہ کے لئے نکل گئے ہوں(راوی کو کو شک ہے کہ خطبہ دینے لگے، کہا یا ،خطبہ کے لئے نکلے، کہا)

{8}عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، فَلَا يُصَلِّ أَحَدٌ حَتَّى يَفْرُغَ الْإِمَامُ» (مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ فَلَا تُصَلِّ، نمبر 5168)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت محمد بن سیرینؒ کہا کرتے تھے کہ، جب امام خطبہ کے نکلے تو امام کے فارغ ہونے تک کوئی نماز نہ پڑھے

{9}عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «إِذَا قَعَدَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَا صَلَاةَ» (مصنف ابن ابی شیبة ، مَنْ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَطَبَ الْإِمَامُ فَلَا تُصَلِّ ، نمبر 5170)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت عروہؒ فرماتے ہیں کہ امام منبر پر بیٹھ جائے تو کوئی نماز نہیں ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 1 آیت ،2 حدیث ،2 قول صحابی ،اور 4 قول تابعی۔(مجموعہ 9) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت نہ بات کرے اور نہ نماز پڑھے۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ خطبہ کے وقت کوئی مسجد آئے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینے کی گنجائش ہے

[17]۔۔زوال کے وقت جمعہ کی نماز پڑھنا کیسا ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 4حدیث،، 1قول آئمہ۔(مجموعہ 5)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ زوال کے وقت جمعہ پڑھنا مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی ۔ان 2حدیث ، 1قول صحابی ،اور 1 قول تابعی ۔(مجموعہ 4)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز زوال کے وقت پڑھنا جائز ہے

حنفیہ کے یہاں جس طرح ظہر کی نماز زوال کے وقت مکروہ ہے،اسی طرح جمعہ کی نماز بھی مکروہ ہے،چاہے زوال کے وقت ہو یا زوال سے پہلے ہو

جبکہ دوسرے کے یہاں جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی جائز ہے

ھدایہ کی عبارت یہ ہے،

لا تجوز الصلاة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها في الظهيرة ولا عند غروبها(هداية ،فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة، ص43)

ترجمہ: سورج طلوع ہوتے وقت، ٹھیک دوپہر کے وقت،اور سورج غروب ہوتے وقت کوئی نماز جائز نہیں ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

جن حضرات کے یہاں زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَالَ: «إِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ(ابوداود، بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ،نمبر 1083)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابو قتادہؓ حضور ﷺ نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ٹھیک دوپہر کو نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے مگر جمعہ کے دن، اور یوں فرماتے تھے کہ جہنم دہکائی جاتی ہے مگر جمعہ کے دن

نوٹ:اس حدیث میں ہے کہ اور دنوں میں دوپہر کے وقت نماز نہ پڑھے، لیکن جمعہ کے دن مکروہ نہیں ہے، کیونکہ اس دن دوپہر کو جہنم دہکائی نہیں جاتی ہے

{2}عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: «كَانَ يَكْرَهُ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ(مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ رَخَّصَ فِي الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، نمبر 5428)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عمر بن عاصؓ دوپہر کو نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے، مگر جمعہ کے دن

{3}عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: «تُكْرَهُ الصَّلَاةُ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ((مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ رَخَّصَ فِي الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، نمبر 5432)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت حسنؒ دوپہر کو نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے، مگر جمعہ کے دن

{4}عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ، قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا(أبو داود،بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ ، نمبر 426)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ام فروہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ ، افضل عمل کون سا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اول وقت میں نماز افضل عمل ہے

نوٹ: دوسرے حضرات اول وقت میں اتنی جلدی کرتے ہیں کہ جمعہ دن زوال سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں

ان 2 حدیث، 1 قول صحابی،اور 1 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز زوال کے وقت پڑھنا جائز ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں جمعہ کی نماز زوال کے وقت، یازوال سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: «حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ(مسلم ،، بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا نمبر 831) (نسائی ،السَّاعاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا، نمبر 560)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ان تین اوقات میں ہمیں ان میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے، یاان میں میت دفن کرنے سے منع فرماتے تھے(یعنی نماز جنازہ پڑھنے سے)، سورج کے طلوع ہوتے وقت جب تک کہ سورج طلوع ہو کر چمکنے نہ لگے،اور ٹھیک دوپہر کے وقت،جب تک سورج ڈھل نہ جائے،اور جب سورج ڈوبنے کے لئے جائے،جب تک ڈوب نہ جائے

نوٹ: حدیث میں منع کرنا عام ہے،اس لئے جمعہ کے دن بھی دوپہر کو نماز پڑھنا ممنوع ہوگا

{2}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

«الشَّمْسُ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا، فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا، فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا» وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ((نسائی ،السَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا، نمبر559)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ صنابحی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، سورج طلوع ہوتا ہے،اوراس کے ساتھ شیطان کی سینگ ہوتی ہے۔جب سورج اوپر اٹھ جاتا ہے تو شیطان وہاں سے جدا ہو جاتا ہے، پھر جب سورج ٹھیک دوپہر میں آتا ہے، تو شیطان ساتھ ہو جاتا ہے،، پھر جب سورج ڈھل جاتا ہے تو شیطان جدا ہو جاتا ہے، پھر جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان ساتھ ہو جاتا ہے، پھر جب غروب ہو جاتا ہے تو شیطان جدا ہو جاتا ہے

نوٹ:ان تین اوقات میں نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کی بھی عبادت ہو گی،اس لئے ان تین اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے،اسی لئے حنفیہ کے یہاں جمعہ بھی زوال کے وقت جائز نہیں ہے

{3}أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لاَ صَلاَةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ العَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ(بخاری،بَابٌ: لاَ تُتَحَرَّى الصَّلاَةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ ، نمبر 586)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ،میں نے حضور ﷺ

سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ ، صبح کے بعد اس وقت نماز نہیں ہے جب تک سورج بلند نہ ہو جائے،اور عصر کے بعد نماز نہیں ہے جب تک کہ سورج ڈوب نہ جائے

نوٹ: حنفیہ اسی تاکید میں جمعہ کی نماز کو بھی رکھتے ہیں کہ ،زوال کے وقت جمعہ نہیں ہے

{4}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ (بخاری،بَابُ وَقْتُ الجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، نمبر 904) (ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الجُمُعَةِ ،نمبر 503)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جمعہ کی نماز سورج کے ڈھلنے کے بعد پڑھا کرتے تھے

نوٹ: حنفیہ کا عمل اسی حدیث پر ہے

{5}وَهُوَ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ أَهْلِ العِلْمِ: أَنَّ وَقْتَ الجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ كَوَقْتِ الظُّهْرِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ «،» وَرَأَى بَعْضُهُمْ: أَنَّ صَلَاةَ الجُمُعَةِ إِذَا صُلِّيَتْ قَبْلَ الزَّوَالِ أَنَّهَا تَجُوزُ أَيْضًا " وقَالَ أَحْمَدُ: «وَمَنْ صَلَّاهَا قَبْلَ الزَّوَالِ فَإِنَّهُ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ إِعَادَةً(ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي وَقْتِ الجُمُعَةِ ،نمبر 503)

ترجمہ :۔ائمہ کی رائیں یہ ہیں ۔۔اکثر اہل علم نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ جمعہ کا وقت ظہر کے وقت کی طرح ہے جبکہ سورج ڈھل جائے،تب جمعہ کا وقت ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ،

امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاقؒ کی رائے یہی ہے۔اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ زوال سے پہلے بھی جمعہ پڑھ لے تو جمعہ ہو جائے گی، اور حضرت امام احمدؒ نے فرمایا کہ کسی نے زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لی تو اس پر لوٹانا نہیں ہے، نماز ہو جائے گی

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 4 حدیث،، 1 قول آئمہ۔(مجموعہ 5) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ زوال کے وقت جمعہ پڑھنا مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی ۔ان 2 حدیث ، 1 قول صحابی ،اور 1 قول تابعی ۔(مجموعہ 4) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز زوال کے وقت پڑھنا جائز ہے

[18]۔۔اوقات مکروۃ میں تحیۃ المسجد پڑھنا کیسا ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 3 حدیث سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ ان تین اوقات مکروہ میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 3 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اوقات مکروہ میں بھی مسجد آئے تو تحیۃ المسجد پڑھ لے

حنفیہ کے یہاں یہ تین اوقات، سورج کے طلوع کے وقت، ٹھیک دوپہر، اور سورج کے غروب کے وقت، تحیۃ المسجد، نوافل، یا کوئی فرض پڑھنا مکروہ ہے

جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

لا تجوز الصلاۃ عند طلوع الشمس ولا عند قیامها في الظهيرة ولا عند غروبها(هداية، باب فصل في الأوقات التي تكره فيها الصلاة، ص42)

ترجمہ: سورج کے طلوع ہوتے وقت میں، ٹھیک دوپہر میں، اور سورج کے غروب کے وقت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں ان اوقات میں تحیۃ المسجد پڑھنا جائز ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ(بخاری، بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ ، نمبر **444**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو قتادہ سلمیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم
میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے

{2}عَنْ أَبِي قَتَادَةَ – صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ، قَالَ: فَجَلَسْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ؟» قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوسٌ، قَالَ: «فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ(مسلم، بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ، وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ صَلَاتِهِمَا، وَأَنَّهَا مَشْرُوعَةٌ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ ، نمبر **714**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضور ﷺ کے ساتھی ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ، میں مسجد میں داخل ہوا اور حضور ﷺ لوگوں کے درمیان مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی بیٹھ گیا، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے کس نے روکا؟، میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ، تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو جب تک دو رکعت تحیۃ المسجد نہ پڑھ لے نہ بیٹھے

{3}عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهُ: «يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا»ثُمَّ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا(مسلم ، بَابُ التَّحِيَّةُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، نمبر 875)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیک غطفانی جمعہ کے دن آئے، اور حضور ﷺ خطبہ دے رہے تھے، وہ بیٹھ گئے، تو آپؐ نے سلیک سے فرمایا، اے سلیک دو رکعتیں پڑھ لیں اور مختصر پڑھیں، پھر آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو دو رکعتیں پڑھ لے، اور دونوں کو مختصر پڑھے

نوٹ: یہ حضرات فرماتے ہیں کہ تحیۃ المسجد اتنا اہم ہے خطبہ کے وقت بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پڑھو، اس لئے اوقات مکروہ میں پڑھ لینے کی گنجائش ہو گی۔

ان 3 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اوقات مکروہ میں بھی مسجد آئے تو تحیۃ المسجد پڑھ لے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ فرماتے ہیں کہ عام حالت میں تحیۃ المسجد ضرور پڑھے، لیکن اوقات مکروہ میں مسجد میں داخل ہوا تو نہ پڑھے، اوقات مکروہ گزر جانے کے بعد پڑھے۔ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: «حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ(مسلم ،، بَابُ الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا نمبر 831) (نسائی ،السَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا، نمبر 560)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ان تین اوقات میں ہمیں ان میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے، یا ان میں میت دفن کرنے سے منع فرماتے تھے (یعنی نماز جنازہ پڑھنے سے)، سورج کے طلوع ہوتے وقت جب تک کہ سورج طلوع ہو کر چمکنے نہ لگے، اور ٹھیک دوپہر کے وقت، جب تک سورج ڈھل نہ جائے، اور جب سورج ڈوبنے کے لئے جائے، جب تک ڈوب نہ جائے

{2}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الشَّمْسُ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا، فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا، فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا» وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ((نسائی ،السَّاعَاتُ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا، نمبر559)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ صنابحی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، سورج طلوع ہوتا ہے،اوراس کے ساتھ شیطان کی سینگ ہوتی ہے۔جب سورج اوپر اٹھ جاتا ہے تو شیطان وہاں سے جدا ہو جاتا ہے، پھر جب سورج ٹھیک دوپہر میں آتا ہے، تو شیطان ساتھ ہو جاتا ہے،، پھر جب سورج ڈھل جاتا ہے تو شیطان جدا ہو جاتا ہے، پھر جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان ساتھ ہو جاتا ہے، پھر جب غروب ہو جاتا ہے تو شیطان جدا ہو جاتا ہے

نوٹ:ان تین اوقات میں نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کی بھی عبادت ہو گی،اس لئے ان تین اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے،اسی لئے حنفیہ کے یہاں جمعہ بھی زوال کے وقت جائز نہیں ہے

{3}أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لاَ صَلاَةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ العَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ(بخاری،بَابٌ: لاَ تُتَحَرَّى الصَّلاَةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

نمبر **586**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے ۔۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ، میں نے حضور ﷺ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ ، صبح کے بعد اس وقت نماز نہیں ہے جب تک سورج بلند نہ ہو جائے ،اور عصر کے بعد نماز نہیں ہے جب تک کہ سورج ڈوب نہ جائے

نوٹ :۔۔۔حنفیہ اسی تاکید کی وجہ سے تحیۃ المسجد کو بھی روکتے ہیں کہ ان تین اوقات میں مسجد آئے تو نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی ۔ان 3 حدیث سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ ان تین اوقات مکروہ میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی ۔ان 3 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اوقات مکروہ میں بھی مسجد آئے تو تحیۃ المسجد پڑھ لے

[19]۔۔وتر تین رکعت یا ایک رکعت

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 4 حدیث، 2 قول صحابی سے 1 قول تابعی۔(مجموعہ 7) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام کے ساتھ

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 6 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ وتر ایک بھی ہے، تین بھی ہے، اور پانچ بھی ہے، البتہ ایک افضل ہے

حنفیہ کے یہاں ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر ہے
جبکہ دوسروں کے یہاں ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہے، تین بھی پڑھ سکتا ہے، ایک سلام سے پانچ بھی پڑھ سکتا ہے، اور ایک سلام سے سات بھی پڑھ سکتا ہے۔۔تاہم ایک سلام سے ایک رکعت پڑھے تو ان کے یہاں زیادہ افضل ہے،

ھدایہ کی عبارت یہ ہے
قال: " الوتر ثلاث ركعات لا يفصل بينهن بسلام " لما روت عائشة رضي

الله عنها أن النبي عليه الصلاة والسلام كان يوتر بثلاث وحكى الحسن رحمه الله إجماع المسلمين على الثلاث(هداية، باب صلاة الوتر، ص66)

ترجمہ :۔ فرمایا وتر کی تین رکعتیں ہیں سلام کرکے ان میں فصل نہ کرے، کیونکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے، اور حضرت حسنؒ سے منقول ہے کہ تین رکعت پر مسلمانوں کا اجماع ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

جو حضرات ایک رکعت وتر کے قائل ہیں، یا پانچ اور سات بھی ایک سلام سے وتر پڑھ سکتے ہیں۔ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، فَقُلْتُ: أُطِيلُ فِي رَكْعَتَيِ الفَجْرِ؟ فَقَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ(ترمذى،بَابُ مَا جَاءَ فِي الوِتْرِ بِرَكْعَةٍ، نمبر 461)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے ۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے میں نے پوچھا، کیا میں فجر کی دو سنتیں لمبی پڑھ سکتا ہوں، تو فرمایا کہ، حضور ﷺ رات میں دو، دو رکعت نفل پڑھتے تھے، اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے

{2}عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلاَةِ

اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: «صَلاَةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى(بخاری، بَابُ مَا جَاءَ فِي الوِتْرِ،نمبر 990)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو دو رکعت پڑھے، اور جب صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ لے اور سب نوافل کو وتر بنادے (یعنی طاق بنادے)

{3}عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ(مسلم،بَابُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ، نمبر 752)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ، آخری رات میں وتر ایک رکعت ہے

نوٹ:ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر ایک رکعت ہے

{4}عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ، فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ» وَفِي البَابِ عَنْ عَائِشَةَ(ترمذی ،بَابُ مَا جَاءَ فِي الوِتْرِ بِسَبْعٍ، نمبر 457) (مسلم، بَابُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، نمبر 749)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ تیرہ رکعت وتر پڑھتے تھے، پھر جب بوڑھے ہوگئے تو سات رکعت وتر پڑھتے تھے،،اس باب میں حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہے

{5}عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا(مسلم ، بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ، وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ ، نمبر 737) (ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي الوِتْرِ بِخَمْسٍ،نمبر 459)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ رات میں تیرہ رکعت تہجد پڑھتے تھے،،ان میں سے پانچ رکعت کو وتر بناتے تھے،ان کے آخیر میں ہی بیٹھتے

نوٹ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر پانچ رکعت بھی ہے

{6}عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ(ابوداود ، بَابُ كَمِ الْوِتْرُ؟ نمبر 1422)(نسائی ، بَابُ ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْوِتْرِ ، نمبر 1712)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ نے

فرمایا، وتر ہر مسلمان پر حق ہے، جس کو پانچ رکعت پسند ہو وہ پانچ رکعت پڑھے،، جس کو تین رکعت پسند ہو وہ تین رکعت پڑھے، اور جس کو ایک رکعت پسند ہو وہ ایک رکعت پڑھے

نوٹ : اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ وتر کی رکعت میں طاق ہونی چاہئے ، باقی تعداد متعین نہیں ہے، ایک بھی، تین بھی، پانچ بھی پڑھ سکتا ہے

ان 6 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ایک بھی ہے، تین بھی ہے، اور پانچ بھی ہے، البتہ ایک افضل ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں تین رکعت ایک سلام کے ساتھ وتر ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ، يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُوَرٍ آخِرُهُنَّ: قُلْ هُوَ اللَّه أَحَدٌ(ترمذی ،بَابُ مَا جَاءَ فِي الوِتْرِ بِثَلَاثٍ، نمبر **460**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے ۔۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، ان میں مفصل کی نو سورتیں پڑھتے تھے، ہر رکعت میں تین تین سورتیں پڑھتے تھے، اور آخیر میں، قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، پڑھتے تھے

{2}أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ(نسائی، بَابُ كَيْفَ الْوِتْرُ بِثَلَاثٍ ،نمبر **1698**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

{3}عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " يُقْرَأُ فِي الْوِتْرِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ،(نسائی کبری ، كَيْفَ الْوِتْرُ بِثَلَاثٍ ،نمبر **446**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں، بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى،پڑھتے تھے،اور دوسری رکعت میں،، قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ،اور تیسری رکعت میں،قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ،پڑھا کرتے تھے،اور ان سب کے آخیر ہی میں سلام پھیرتے تھے

{4}عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ " كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ: بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ(نسائی ، ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَقَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ، نمبر **1703**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ تین سورتوں کے ساتھ وتر پڑھتے

تھے،(ایک میں، بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى،دوسرے میں، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، اور تیسرے میں،، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ،پڑھتے تھے

{5}عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ(نسائی،ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي الْوِتْرِ ، نمبر**1699**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ تین ہی رکعت وتر پڑھتے تھے،پہلی میں، بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى،دوسری میں، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ،اور تیسری میں،، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ،پڑھتے تھے،اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے

{6}عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، «أَنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ(مصنف ابن ابی شیبة، مَنْ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ، أَوْ أَكْثَرَ،،نمبر**6831**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے ،اور درمیان میں سلام کرکے فصل نہیں کرتے تھے

{7}عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: «أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ(مصنف ابن ابی شیبة ، مَنْ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ، أَوْ أَكْثَرَ،،نمبر**6834**)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وتر تین ہی رکعتیں ہیں، اور آخیر ہی میں سلام کرے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 4 حدیث، 2 قول صحابی سے 1 قول تابعی۔(مجموعہ 7) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام کے ساتھ

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 6 حدیث سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ وتر ایک بھی ہے، تین بھی ہے، اور پانچ بھی ہے، البتہ ایک افضل ہے

[20]۔۔مسافر کی نماز دو رکعت ہے یا چار رکعت

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔2حدیث،اور5 قول صحابی۔(مجموعہ 7)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا اصل ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان4حدیث، 1 قول صحابی، 1 قول تابعی۔(مجموعہ 6)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ سفر میں نماز پوری بھی پڑھ سکتا ہے،اور قصر بھی کر سکتا ہے،دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوگی،بلکہ ہو جائے گی

اڑتالیس میل سفر ہو تو مسافر قصر کرے گا،یعنی چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھے گا، لیکن اگر چار رکعت پڑھ لی، تو اگر دو رکعت کے بعد بیٹھ گیا تو یہ نماز ہو جائے گی،اور یوں سمجھا جائے گا کہ دو رکعت فرض تھی،اور باقی دو رکعت نفل ہو گئی۔اور اگر دو رکعت کے بعد نہیں بیٹھا تو یہ چاروں رکعت نفل ہو جائے گی،اب فرض دوبارہ پڑھے

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

قال: " وفرض المسافر في الرباعية ركعتان لا يزيد عليهما " وقال الشافعي رحمه الله فرضه الأربع والقصر رخصة اعتبارا بالصوم - أركانها (هداية ،باب صلاة المسافر، ص80)

" وإن صلى أربعا وقعد في الثانية قدر التشهد أجزأته الأوليان عن الفرض والأخريان له نافلة " اعتبارا بالفجر ويصير مسيئا لتأخير السلام " وإن لم يقعد في الثانية قدرها بطلت " لاختلاط النافلة بها قبل إكمال أركانها (هداية ،باب صلاة المسافر، ص80)

ترجمہ :۔ مسافر کی چار رکعت والی فرض (ظہر، عصر، عشائ) دو رکعت ہو جائے گی، ان سے زیادہ نہ کرے۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ فرض تو چار رکعت ہی ہے، لیکن قصر کرنے کی بھی رخصت ہے، روزے پر قیاس کرتے ہوئے (جس طرح مسافر پر روزہ رکھنا فرض ہے، لیکن نہ رکھے اس کی بھی گنجائش ہے، اسی طرح نماز چار رکعت فرض ہے، لیکن دو رکعت پڑھ لے اس کی بھی گنجائش ہے، دو رکعت پڑھ لی تو ہو جائے گی، نماز فاسد نہیں ہو گی)

ترجمہ : اور اگر مسافر نے چار رکعت پڑھ لی اور دوسری رکعت میں تشہد کی مقدار بیٹھا تو دو رکعت فرض ہو جائے گی۔ اور دوسری دو اس کے لئے نفل ہو گی، فجر پر قیاس کرتے ہوئے، لیکن سلام کے موخر کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہو گا۔ اور اگر دوسری رکعت میں تشہد کی مقدار نہیں بیٹھا تو فرض باطل ہو جائے گی، کیونکہ رکن کے پورا ہونے سے پہلے نفل نماز کا اختلاط ہو گیا۔

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں مسافر کے لئے دو رکعت پڑھنا افضل ہے، لیکن چار پڑھ لے گا تب بھی اس کی گنجائش ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا اعْتَمَرَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى إِذَا قَدِمَتْ مَكَّةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَصَرْتَ، وَأَتْمَمْتُ، وَأَفْطَرْتَ، وَصُمْتُ، قَالَ: «أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ»، وَمَا عَابَ عَلَيَّ(نسائی ،بَابُ الْمَقَامِ الَّذِي يُقْصَرُ بِمِثْلِهِ الصَّلَاةُ، نمبر 1456)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ،انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا، مدینے طیبہ سے مکہ مکرمہ تک، یہاں تک کہ جب مکہ آئے تو فرمایا یارسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے قصر کیا اور میں نے تو اتمام کیا (چار رکعت پڑھی)، آپ نے روزہ نہیں رکھا، اور میں نے روزہ رکھا، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا کیا، اور حضور ﷺ نے مجھ پر کوئی عیب نہیں لگائی (یعنی چار رکعت پڑھنے پر نکیر نہیں کی)

{2}عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا , أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ يَقْصُرُ فِي السَّفَرِ وَيُتِمُّ , وَيُفْطِرُ وَيَصُومُ». قَالَ: وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ(دار قطنی، باب القبلة للصائم ، نمبر 2298) (مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الْمُسَافِرِ إِنْ شَاءَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ شَاءَ أَرْبَعًا، نمبر 8187)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سفر میں قصر بھی کرتے تھے اور پوری بھی پڑھتے تھے، روزہ چھوڑ بھی دیتے تھے، اور روزہ رکھتے بھی تھے

{3} عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَكَانِ رَكْعَتَيْنِ» ، ثُمَّ إِنَّ الصَّلَاةَ أُقِيمَتْ، فَصَلَّى خَلْفَ عُثْمَانَ أَرْبَعًا؛ فَقُلْتُ: أَنَسِيتَ، قَالَ: لَا، وَلَكِنَّ الْخِلَافَ شَرٌّ(مسند البزار، عبد الرحمن بن اسود ،نمبر **1641**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ اس مکان (منی) میں دو رکعت (قصر پڑھی) پھر نماز کی اقامت ہوئی اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے چار رکعت پڑھی (یعنی اتمام کیا) میں نے حضرت عبداللہ سے پوچھا، کیا آپ بھول گئے تھے؟ تو فرمایا کہ بھولا نہیں تھا، لیکن حضرت عثمانؓ کے خلاف کرنا شر کی چیز ہے (اس لئے اختلاف نہیں کیا، چار پڑھ لی)

{4}عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: " صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ صَلَّاهَا أَرْبَعًا(مسند احمد، مسند عبد الله بن عمر ، نمبر **6352**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ، میں نے حضور ﷺ کے ساتھ منی میں دو رکعت پڑھی، حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ دو، حضرت عمرؓ کے ساتھ دو، اور

حضرت عثمان کے شروع خلافت میں بھی دو پڑھی، پھر بعد میں اس کو چار پڑھی (یعنی پہلے قصر کیا، بعد میں حضرت عثمان کی اتباع میں چار پڑھی

{5}عَنْ عَائِشَةَ، «أَنَّهَا كَانَتْ تُتِمُّ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ»(مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الْمُسَافِرِ إِنْ شَاءَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ شَاءَ أَرْبَعًا، نمبر **8189**)
ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ سفر میں نماز پوری پڑھا کرتی تھیں

{6}قَالَ: سَأَلْتُ عَطَاءً عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: «إِنْ قَصَرْتَ فَرُخْصَةٌ، وَإِنْ شِئْتَ أَتْمَمْتَ»(مصنف ابن ابی شیبة ، فِي الْمُسَافِرِ إِنْ شَاءَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ شَاءَ أَرْبَعًا، نمبر **8191**)
ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ میں نے سفر میں نماز پڑھنے کے بارے میں حضرت عطاؒ سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ نماز کی قصر کرو تو اس کی رخصت ہے، اور چاہو تو پوری پڑھو

ان 4 حدیث، 1 قول صحابی، 1 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ سفر میں نماز پوری بھی پڑھ سکتا ہے، اور قصر بھی کر سکتا ہے، دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہو گی، بلکہ ہو جائے گی

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں قصر اصل ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يُصَلِّي بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا»، قُلْتُ: هَلْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا(نسائی ،بَابُ الْمَقَامِ الَّذِي يُقْصَرُ بِمِثْلِهِ الصَّلَاةُ، نمبر 1452)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ مکرمہ کے لئے نکلے ، حضور ﷺ ہمیں واپس آنے تک دو دو رکعت نماز پڑھاتے رہے، میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیا مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ نے قیام فرمایا؟ کہا ہاں، ہم دس روز وہاں ٹھہرے۔

{2}عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ، يَقْصُرُ الصَّلَاةَ(ابو داود،بَابُ مَتَى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ؟ ، نمبر 1231)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ، فتح مکہ کے سال حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں پندرہ دن رہے، اور نماز کی قصر کرتے رہے۔

{3}عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: «فَرَضَ اللَّهُ الصَّلاَةَ حِينَ فَرَضَهَا، رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلاَةُ السَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلاَةِ الحَضَرِ(بخاری،بَابٌ: كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلاَةُ فِي الإِسْرَاءِ؟ ، نمبر 350)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے ۔۔ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ،اللہ نے جب نماز فرض فرمائی تو حضر میں بھی دو رکعت ،اور سفر میں بھی دو رکعت فرض کی ، پھر سفر میں دو ہی رکعت رکھی ،اور حضرت میں رکعت زیادہ کر دی گئی ،(یعنی حضر میں چار کر دی گئی)

{4}عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِقْصَارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ، وَإِنَّمَا قَالَ تَعَالَى: {إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا} [النساء:4،101:]، فَقَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ(ابو داود،بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ ، نمبر 1199)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے ۔۔ یعلی بن امیہ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا نماز قصر کرنے کے بارے میں کیا رائے ہے ،اللہ نے تو یوں فرمایا کہ کفار کے فتنے کا خوف ہو تو قصر کرنے میں حرج نہیں ہے (آیت یہ ہے، وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا (101)،اور اب تو وہ دن چلا گیا، خوف باقی نہیں رہا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس طرح تمہیں تعجب ہوا ،اس آیت سے مجھے بھی تعجب ہوا ،یعنی اشکال ہوا)، پھر میں نے

حضور ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعت پڑھنا یہ تمہارے اوپر اللہ کا صدقہ ہے، اللہ کے اس صدقہ کو قبول کرلو۔

نوٹ: یعنی ابھی بھی قصر کرو، وہی بہتر ہے

{5}عَنْ عُمَرَ، قَالَ: «صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ، وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ، وَالْعِيدُ رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ» عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(ابن ماجة ،بَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ، نمبر 1063)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ سفر میں نماز دو رکعت ہے، اور جمعہ دو رکعت ہے، اور عید بھی دو رکعت ہے، یہ سب نماز تمام ہیں، قصر نہیں ہے

{6}عَنْ عُمَرَ، قَالَ: «صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ»، عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، نمبر 8156)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ سفر میں نماز دو رکعت یہ مکمل ہے یہ حضور ﷺ کی زبان پر قصر نہیں ہے،

{7}عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَوَّلُ مَا فُرِضَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ ثُمَّ زِيدَ فِي الْحَضَرِ رَكْعَتَانِ وَتُرِكَتْ صَلَاةُ السَّفَرِ كَمَا هِيَ رَكْعَتَانِ(مسند اسحاق ابن

راھویه، مَا يُرْوَى عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ خَالَتِهِ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، نمبر 576)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے ۔۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پہلے سفر میں دو رکعت فرض ہوئی، پھر حضر میں دو رکعت کا اضافہ کیا گیا، اور سفر کی نماز کو ویسی ہی چھوڑ دی گئ جیسی تھی

نوٹ: ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں دو رکعت اصل ہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
اوپر کی۔ 2 حدیث، اور 5 قول صحابی۔ (مجموعہ 7) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا اصل ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
اوپر کی۔ ان 4 حدیث، 1 قول صحابی، 1 قول تابعی۔ (مجموعہ 6) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ سفر میں نماز پوری بھی پڑھ سکتا ہے، اور قصر بھی کر سکتا ہے، دونوں صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہو گی، بلکہ ہو جائے گی

[21]۔۔نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 1 قول صحابی، 5 قول تابعی۔(مجموعہ 6) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ لیکن کوئی پڑھ لے تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 2 حدیث، 1 قول صحابی، اور 2 قول تابعی۔(مجموعہ 5) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھے، جیسے رکوع سجدے والی نماز میں فاتحہ پڑھتے ہیں۔

حنفیہ کے یہاں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں ہے، لیکن اگر کسی نے پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی، ان کا نظریہ ہے کہ رکوع سجدے والی نماز میں سورہ فاتحہ ہے، اور نماز جنازہ میں رکوع، سجدہ نہیں ہے تو سورت فاتحہ بھی نہیں ہے

حنفیہ کے یہاں پہلی تکبیر کے بعد صرف ثنائ ہے، سورہ فاتحہ نہیں۔اور دوسرے حضرات کے یہاں پہلی تکبیر کے بعد ثنائ ہے، اور اس کے ساتھ ہی سورہ فاتحہ بھی ہے

جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں نماز جنازہ میں ثنا کے بعد سورہ فاتحہ ضروری ہے

ہدایہ کی عبارت یہ ہے

والصلاة أن يكبر تكبيرة يحمد الله عقيبها ثم يكبر تكبيرة يصلي فيها على النبي عليه الصلاة والسلام ثم يكبر تكبيرة يدعو فيها لنفسه وللميت وللمسلمين ثم يكبر الرابعة ويسلم(هدايه، فصل في الصلاة على الميت ، ص٩٠)

ترجمہ:۔اور نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ، پہلی تکبیر کے بعد، سبحان اللہ، الخ، پڑھے، دوسری تکبیر کے بعد، حضور ﷺ پر درود بھیجے، تیسری تکبیر کے بعد اپنے لئے، میت کے لئے، اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے، پھر چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھر دے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں نماز میں سورہ فاتحہ ہے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ الْأَنْصَارِيَّةُ، قَالَتْ: «أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ(ابن ماجة ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ ، نمبر 1496)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت ام شریک انصاریہ فرماتی ہیں کہ ہم کو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ہم جنازے میں سورت فاتحہ پڑھیں

{2}عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «قَرَأَ عَلَى

الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ(ابن ماجة ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ ، نمبر 1495)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے ۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ، حضور ﷺ نے جنازے میں سورت فاتحہ پڑھی ہے

{3}عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ قَالَ: «لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةٌ(بخاری ، بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ عَلَى الجَنَازَةِ ، نمبر 1335)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے ۔۔ حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف فرماتے ہیں کہ ، میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے پیچھے جنازے کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورت فاتحہ پڑھی ، پھر یہ بھی فرمایا کہ (اس لئے پڑھی) تا کہ تم جان لو کہ جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا سنت ہے

{4}سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: «مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ أَنْ يُقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ(مصنف ابن ابی شيبة مَنْ كَانَ يَقْرَأُ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، نمبر 11397)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے ۔۔ حضرت سعید بن مسیبب فرماتے ہیں کہ ، جنازے کی نماز کی سنت میں سے یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھی جائے

{5}سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سُهَيْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيِّب قَالَ: «السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبِّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا يَقْرَأَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يُسَلِّمَ فِي نَفْسِهِ عَنْ يَمِينِهِ» (مصنف عبد الرزاق، القراۃ و الدعاء فی الجنازۃ ، نمبر6428)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابن مسیب نے فرمایا کہ جنازے میں نماز کی سنت یہ ہے کہ ، تکبیر کہے ، پھر سورہ فاتحہ پڑھے ، پھر حضور ﷺ پر درود بھیجے ، پھر میت کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرے ،اور پہلی تکبیر کے بعد ہی سوہ فاتحہ پڑھے ، پھر آہستہ سے دائیں جانب سلام کرے

ان 2 حدیث ، 1 قول صحابی ،اور 2 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھے ، جیسے رکوع سجدے والی نماز میں فاتحہ پڑھتے ہیں۔

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں ہے،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ: «مَا كُنْتُ أَحْسَبُ أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ تُقْرَأُ إِلَّا فِي صَلَاةٍ فِيهَا رُكُوعٌ

وَسُجُودٌ(مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ كَانَ يَقْرَأُ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، نمبر **11406**)

ترجمہ :۔ قول تابعی ہے۔۔ حضرت اُبو العالہؒ سے نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا کہ ،میرا گمان ہے کہ سورہ فاتحہ رکوع، سجدے والی نماز میں ہی پڑھی جاتی ہے

{2}عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ «لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ((مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ ، نمبر **11404**)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابن عمرؓ نماز جنازہ میں قرآن نہیں پڑھتے تھے

{3}عَنْ إِبْرَاهِيمَ، وَعَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَا: «لَيْسَ فِي الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ(مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ ، نمبر**11410**)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت اُبو الحصین ،اور شعبیؒ فرماتے ہیں کہ جنازے کی نماز میں قرآن کا پڑھنا نہیں ہے

{4}عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَقْرَأُ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ قَالَ: «لَا تَقْرَأْ(مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَةٌ ، نمبر**11408**)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابی بردہ فرمات تے ہیں کہ ،ان کو کسی اادمی نے پوچھا کہ کیا نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھے ؟،انہوں نے فرمایا کہ نہیں پڑھے۔

{5}عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: «التَّكْبِيرَةُ الْأُولَى عَلَى الْمَيِّتِ ثَنَاءٌ عَلَى اللَّهِ، وَالثَّانِيَةُ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالثَّالِثَةُ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ، وَالرَّابِعَةُ تَسْلِيمٌ) مصنف عبد الرزاق،بَابُ الْقِرَاءَةِ وَالدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ نمبر6434)

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔حضرت شعبیؒ نے فرمایا کہ میت پر پہلی تکبیر کے بعد ثنائ پڑھے،دوسری تکبیر کے بعد حضور ﷺ پر درود پڑھے،،اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرے،اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے

نوٹ:اس میں پہلی تکبیر کے بعد صرف ثنا ہے،سورہ فاتحہ نہیں ہے

{6}عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَأَلْتُهُ أَيَقْرَأُ عَلَى الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ؟ قَالَ: «لَا(مصنف عبد الرزاق،بَابُ الْقِرَاءَةِ وَالدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ نمبر 6433)

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔حضرت ابراہیم نخعیؒ ن سے کسی نے پوچھا کہ ،جب میت پر نماز پڑھے تو سورہ فاتحہ پڑھے،توانہوں نے فرمایا کہ نہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 1 قول صحابی، 5 قول تابعی۔(مجموعہ 6) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ لیکن کوئی پڑھ لے تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 2 حدیث، 1 قول صحابی، اور 2 قول تابعی۔(مجموعہ 5) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ ضرور پڑھے، جیسے رکوع سجدے والی نماز میں فاتحہ پڑھتے ہیں۔

[22]۔۔نماز جنازہ میں ایک سلام ہے یا دو

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 3 قول تابعی سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں دونوں جانب سلام ہے،اور دو سلام ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 2 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں ایک سلام دائیں جانب ہے

حنفیہ کے یہاں نماز جنازہ میں دو سلام ہیں،اور دوسرے حضرات کے یہاں صرف ایک سلام دائیں جانب ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے کے یہاں نماز جنازہ میں صرف ایک سلام دائیں جانب ہے،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: «إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ عَلَى الْجِنَازَةِ سَلَّمَ فِي نَفْسِهِ، عَنْ يَمِينِهِ» وَبِهِ نَأْخُذُ(مصنف عبد الرزاق، القراۃ و الدعاء

فی الجنازۃ ، نمبر 6443)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ،امام جنازے کی نماز پڑھے تو آہستہ سے دائیں جانب سلام پھیرے،اور ہم اسی کو لیتے ہیں

{2}عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «الْإِمَامُ يُسَلِّمُ عَلَى الْجِنَازَةِ، عَنْ يَمِينِهِ تَسْلِيمَةً خَفِيفَةً» (مصنف عبد الرزاق، القراۃ و الدعائ فی الجنازۃ ، نمبر 6445)

ترجمہ :۔ قول تابعی ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ ،امام نماز جنازہ میں سلام دائیں جانب آہستہ سے پھیرے

ان 2 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں ایک سلام دائیں جانب ہے،

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں نماز جنازہ میں دو سلام ہیں،دائیں جانب اور بائیں جانب

{1}عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: «يُسَلِّمُ الْإِمَامُ عَلَى الْجِنَازَةِ كَمَا يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ، وَيُسَلِّمُ مَنْ خَلْفَهُ»(مصنف عبد الرزاق، بَابُ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ عَلَى الْجِنَازَةِ، نمبر 6448)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت عطاؒ نے فرمایا کہ ، نماز جنازہ میں امام ایسے ہی دو سلام

پھیرے جیسے اور نمازوں میں پھیرتے ہیں، بلکہ جو پیچھے کھڑے ہیں ان کو بھی سلام کہے

{2}قَالَ: رَأَيْتُ عَامِرًا «صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ، فَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ (مصنف ابن ابی شیبة ، فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الْجِنَازَةِ كَمْ هُوَ ، نمبر **11503**)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت عامرؒ کو دیکھا کہ، وہ جنازے پر نماز پڑھتے تو دائیں جانب اور بائیں دونوں جانب سلام کرتے

{3}عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ كَانَ «يُسَلِّمُ عَلَى الْجِنَازَةِ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ(مصنف ابن ابی شیبة ، فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الْجِنَازَةِ كَمْ هُوَ ، نمبر**11508**)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ، وہ جنازے پر دائیں بائیں دونوں جانب سلام کرتے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 3 قول تابعی سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں دونوں جانب سلام ہے، اور دو سلام ہیں
اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 2 قول تابعی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ نماز جنازہ میں ایک سلام دائیں جانب ہے

[23]۔۔نماز جنازہ میں حنفیہ کے یہاں چار تکبیریں ہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 2 حدیث،4 قول صحابی۔(مجموعہ 6)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ جنازے میں چار تکبیریں ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 2 حدیث،اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 4)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جنازہ میں تکبیر پانچ بھی ہے اور تین بھی ہے،،یعنی چار متعین نہیں ہے

کچھ حضرات پانچ تکبیر بھی قائل ہیں

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

ثم یکبر الرابعة ویسلم " لأنه علیه الصلاة والسلام کبر أربعا في آخر صلاة صلاها فنسخت ما قبلها " ولو کبر الإمام خمسا لم یتابعه المؤتم(الهداية ، فصل فی الصلوة علی المیت ، ص ۹۰)

ترجمہ: پھر امام چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے، اس لئے کہ حضور ﷺ نے آخری نماز جو پڑھی ہے اس میں چار تکبیر ہی کہی ہے، اس لئے اس سے پہلے جتنی تکبیر کہی ہے وہ منسوخ ہو گئی ہے، اور اگر امام نے پانچویں تکبیر کہی تو مقتدی اس کی اتباع نہ کرے،

پانچ تکبیر کہنے والوں کی حدیثیں

کچھ حضرات پانچ تکبیر کے قائل ہیں ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: كَانَ زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَرْقَمَ، يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا(ابوداود ،بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ، نمبر 3197)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابن ابی لیلہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زید ابن ارقمؓ ہمارے جنازے پر چار تکبیر کہا کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں، تو میں نے ان سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا کہ، حضور ﷺ پانچویں تکبیر کہا کرتے تھے

{2}عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا زَادَ فِيهِ غَيْرُ وَكِيعٍ، ثُمَّ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ، ((مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجِنَازَةِ خَمْسًا ، نمبر 11451

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں، حضرت وکیعؒ کے علاوہ اور راوی نے یہ بھی اضافہ کیا کہ، حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ میں کہ، میں نے حضور ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے

{3}عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّهُ «صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ، فَكَبَّرَ عَلَيْهِ خَمْسًا(مصنف ابن ابی شیبة ،مَنْ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الْجِنَازَةِ خَمْسًا، نمبر **11447**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ،انہوں نے جنازے کی نماز پڑھی،اور پانچ تکبیر کہی

{4}عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُدَيْرٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلَى جِنَازَةٍ، «فَكَبَّرَ عَلَيْهَا ثَلَاثًا لَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا، ثُمَّ انْصَرَفَ(مصنف ابن ابی شیبة ، مَنْ كَبَّرَ عَلَى الْجِنَازَةِ ثَلَاثًا ، نمبر **11456**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عمران بن حدیر فرماتے ہیں کہ، میں نے حضرت انسؓ کے ساتھ جنازے کی نماز پڑھی،انہوں نے جنازے پر تین تکبیر پڑھی،اس سے زیادہ بھی نہیں کیا،اور واپس لوٹ گئے

نوٹ:اس قول صحابی سے معلوم ہوا کہ صحابہ جنازے پر تین تکبیر بھی کہتے تھے

ان 2 حدیث، اور 2 قول صحابی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جنازہ میں تکبیر پانچ بھی ہے اور تین بھی ہے،،یعنی چار متعین نہیں ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں جنازہ میں چار ہی تکبریں ہیں، لیکن زیادہ کرلے تو نماز فاسد نہیں ہو گی ،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي اليَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى المُصَلَّى، فَصَفَّ بِهِمْ، وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ(بخاری ، بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الجَنَازَةِ أَرْبَعًا ، نمبر 1333)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت أبو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ، جس دن حضرت نجاشی کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ نے اس کی اطلاع دی،اور لوگوں کے ساتھ عید گاہ میں تشریف لائے،ان کی صف بنائی،اور جنازے میں چار تکبیر کہی

{2}وَقَالَ حُمَيْدٌ: «صَلَّى بِنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَكَبَّرَ ثَلاَثًا، ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ، فَاسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ، ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ(بخاری ، بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الجَنَازَةِ أَرْبَعًا ، نمبر 1333)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت حمیدؒ فرماتے ہیں کہ ، ہیں حضرت انسؓ نے جنازے کی نماز پڑھائی،اور تین تکبیر کہی، پھر سلام پھیر دیا، توان سے یہ بات کہی گئی، توانہوں قبلے کا استقبال کیا، پھر چوتھی تکبیر کہی، پھر سلام پھیرا۔

{3}أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعِ الْجِنَازَةِ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ(مصنف عبد الرزاق، التكبير على الجنازة ، نمبر 6407)

ترجمہ:۔حدیث منقطع میں ہے۔۔ابن مسیب تابعی کو کہتے ہوئے سنا، کہ حضور ﷺ نے جنازے کی جگہ پر نماز پڑھی،اور چار تکبیر کہی

{4}عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «فِي الْأُولَى ثَنَاءٌ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَفِي الثَّانِيَةِ صَلَاةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُعَاءٌ لِلْمَيِّتِ، وَفِي الرَّابِعَةِ تَسْلِيمٌ (مصنف ابن ابی شيبة ،مَا يُبْدَأُ بِهِ بِالتَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ ، نمبر 11378) (مصنف عبد الرزاق، باب القران و الدعائ فی الجنازة ،نمبر 6434)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت أبوہاشم فرماتے ہیں کہ حضرت شعبیؒ کو کہتے ہوئے سنا ،کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کا ثنا ہے،دوسری تکبیر کے بعد حضور ﷺ پر درود ہے، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا ہے،اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دینا ہے

{5}عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: «كُنَّا نُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ خَمْسًا وَسِتًّا، ثُمَّ اجْتَمَعْنَا عَلَى أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ((مصنف ابن ابی شيبة ،مَا قَالُوا فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ مَنْ كَبَّرَ أَرْبَعًا، نمبر11436)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ، ہم میت پر پانچ اور چھ تکبیر کہا کرتے تھے، پھر ہم نے (حدیث دیکھ کر) چار تکبیر پر اتفاق کر لیا

{6}عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: جَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ، فَاسْتَشَارَهُمْ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَبَّرَ سَبْعًا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَبَّرَ أَرْبَعًا، قَالَ: «فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَرْبَعِ تَكْبِيرَاتٍ كَأَطْوَلِ الصَّلَاةِ(مصنف ابن ابی شيبة،مَا قَالُوا فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ مَنْ كَبَّرَ أَرْبَعًا ، نمبر 11445)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت وائل فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا ،اور جنازے پر تکبیر کے بارے میں مشورہ کیا، تو بعض نے کہا کہ حضور ﷺ نے پانچ تکبیر کہی ہے، بعض نے کہا کہ سات کہی ہے،اور بعض حضرات نے کہا کہ چار کہی ہے،راوی فرماتے ہیں کہ، حضرت عمرؓ نے سبھی کو چار پر جمع کر دیا، گویا کہ یہ لمبی نماز ہو گئی

نوٹ: صحابہ جنازے میں تین تکبیر، چار تکبیر، پانچ تکبیر،اور سات تکبیر کہا کرتے تھے، تو حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ کر کے،اور حضور ﷺ کی حدیث دیکھ کر چار پر اتفاق کر لیا،اس لئے اب چار ہی تکبیر اصل ہو گئی، تین بھی نہیں،اور پانچ بھی نہیں
ہم حنفیہ صحابہ کے اجماع پر عمل کرتے ہیں، کیونکہ اجماع صحابہ بڑی چیز ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 2 حدیث، 4 قول صحابی۔(مجموعہ 6) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ جنازے میں چار تکبیریں ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 2 حدیث، اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 4) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ جنازہ میں تکبیر پانچ بھی ہے اور تین بھی ہے،، یعنی چار متعین نہیں ہے

[24]۔۔نماز جنازہ مسجد میں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 2 حدیث،اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 4)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے،لیکن کوئی پڑھے گا تو ہو جائے گی،کیونکہ حدیث میں اس کا بھی ثبوت ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 3 حدیث،اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 5)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے

حنفیہ کے یہاں میت بھی مسجد میں ہو اور لوگ بھی مسجد میں ہو،یہ مکروہ ہے،اور میت مسجد سے باہر ہو،اور لوگ مسجد میں ہو اس کو بھی مکروہ لکھا ہے،البتہ اس میں کراہیت کم ہے جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

ولا يصلي على ميت في مسجد جماعة " لقول النبي صلى الله عليه وسلم "

من صلى على جنازة في المسجد فلا أجر له(الهداية ، فصل في الصلاة على الميت، ص ٩١)

ترجمہ: جماعت والی مسجد میں میت پر نماز نہ پڑھے، کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے

نور الایضاح کی عبارت یہ ہے

وتكره الصلاة عليه في مسجد الجماعة وهو فيه؛ أو خارجه وبعض الناس في المسجد على المختار(نور الايضاح ، فصل في أحوال الصلاة على الميت، ص ١١٩)

ترجمہ: جماعت والی مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے، جبکہ میت بھی مسجد میں ہو۔اور اگر میت مسجد سے باہر ہو اور کچھ لوگ مسجد میں ہو، تو مختار مذہب یہی ہے کہ تب بھی مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «وَاللَّهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (أبو داود، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ، نمبر 3189)(ابن ماجة ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ ، نمبر ١٥١٨)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم حضور ﷺ نے سہیل بن بیضائؓ کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھائی تھی

{2}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ(أبو داود ،بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ، نمبر **3191**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت أبوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ،جس نے جنازہ مسجد میں پڑھی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے

{3}أَنَّ عَائِشَةَ، أَمَرَتْ أَنْ يَمُرَّ بِجَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ النَّاسُ، «مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ(مسلم ، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ، نمبر **973**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ نے حکم دیا کہ حضرت سعدؓ کا جنازہ مسجد سے گزرے،اوران پر نماز پڑھے، تو لوگوں نے حضرت عائشہؓ پر انکار کیا، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ لوگ کتنی جلدی بھول گئے، حضور ﷺ نے حضرت سہل بن بیضائؓ کی نماز مسجد ہی میں پڑھائی تھی

{4}عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: رَأَى أَبِي النَّاسَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَسْجِدِ لِيُصَلُّوا عَلَى جِنَازَةٍ، فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ «مَا صُلِّيَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (مصنف عبد الرزاق، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ، نمبر 6576)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ، حضرت ابی بن کعبؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ جنازے پر نماز پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر جا رہے ہیں، تو ابی بن کعب نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، حضرت اُبو بکر صدیق کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھائی گئی تھی

{5}عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: «صُلِّيَ عَلَى عُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ، نمبر 6577)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حجرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی ہے

ان 3 حدیث، اور 2 قول صحابی سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں مسجد میں جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، لیکن پڑھ لے گا تو نماز ہو جائے گی

ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جِنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ»(ابن ماجة ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ ، نمبر 1517)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت أبوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی،اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا

{2}مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا شَيْءَ لَهُ(مسند احمد، مسند ابي هريرة ، نمبر 9865)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت أبوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی،اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا

{3}عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «لَأَعْرِفَنَّ مَا صَلَّيْتُ عَلَى جِنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ(مصنف ابن ابی شيبة، مَنْ كَرِهَ الصَّلَاةَ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ ، نمبر 11973)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت کثیر بن عباسؓ نے فرمایا، میں جانتاہوں کہ مسجد میں جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی ہے

{4}عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَهُ قَالَ: «لَأَعْرِفَنَّ مَا صُلِّيَتْ عَلَى جِنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ، نمبر 6580)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت کثیر بن عباسؓ نے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ مسجد میں جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 2 حدیث،اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 4) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، لیکن کوئی پڑھے گا تو ہو جائے گی، کیونکہ حدیث میں اس کا بھی ثبوت ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 3 حدیث ، اور 2 قول صحابی۔(مجموعہ 5) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے

[25]۔۔ہمارا بھیجا ہوا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے یا نہیں

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 4آیت،15حدیث،1قول صحابی،2قول تابعی،۔(مجموعہ 22)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن پڑھنے کا،مالی صدقہ کرنے کا،اور بدنی عبادت کرکے ثواب بخشنے سے،میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 7آیتوں میں ہے کہ آدمی خود جو کام کرتا ہے اسی کا اس کو ثواب ملتا ہے،اور 1حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ بھی اپنی بیٹی کو کام نہیں آئیں گے۔۔(مجموعہ 8)جن سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ثواب پہونچانے سے ثواب نہیں پہنوچے گا، بلکہ ہر آدمی اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ کوئی آدمی میت کو ثواب پہنچانا چاہے تو پہنچا سکتا ہے،اور یہ ثواب پہنچتا ہے۔۔اس سے دو فائدے ہوتے ہیں ، ا۔ یا میت کا گناہ معاف ہوتا ہے۔۔۲۔ یا اس کی درجات کی بلندی ہوتی ہے،

جبکہ دوسرے حضرات کے یہاں یہ ہے کہ میت کے لئے دعا کریں۔آدمی اس کے اپنے اعمال

کا وہ خود ذمہ دار ہے

عقیدہ طحاویہ میں عبارت یہ ہے

"وفي دعاء الأحياء وصدقاتهم منفعة للأموات." (العقيدة الطحاوية، رقم العقيدة 89، ص 19)

ترجمہ۔زندہ آدمی مردوں کے لئے دعا کرے، یا وہ صدقہ کرے اس سے مردوں کو فائدہ ہوتا ہے

مردوں کو ثواب پہنچانے کی تین صورتیں ہیں

(۱)۔۔۔قرآن کریم پڑھ کر یا دعا کر کے ثواب پہنچانا۔

(۲)۔۔۔مالی صدقہ کر کے ثواب پہنچانا۔

(۳)۔۔۔جانی عبادت، مثلا حج کر کے، یا روزہ رکھ کر میت کو ثواب پہنچانا، یہ تینوں صورتیں حنفیہ کے یہاں جائز ہے

لیکن ثواب پہنچانے کے لئے اس میں آٹھ شرطیں

1۔۔دکھلاوا نہ ہو۔ریا و نمود نہ ہو۔۔اخلاص کے ساتھ کریں

2۔۔انفرادی طور پر کریں، جمع ہو کر کرنے کا ثبوت نہیں ملتا ہے

3۔۔غریب پر صدقہ کریں، مالدار کو کھلانے سے ثواب کم ہو جائے گا

4۔۔ ثواب پہنچانے کے لئے لوگوں کو جمع کر کے سال بھر کا خرچہ وصول نہ کریں، جیسے عرس میں لوگوں کو جمع کر کے مجاور سال بھر کا اپنا خرچہ جمع کرتا ہے۔۔یوں بھی کسی مستحب کام میں تداعی، یعنی بلا بلا کر لانا جائز نہیں ہے

5۔۔اس کے لئے میت کے گھر والوں پر دباو نہ ڈالیں

6۔۔رسم ورواج کے طور پر نہ کریں

7۔۔اس کے لئے کوئی تاریخ، یا دن متعین نہ کریں، کیونکہ صحابہ نے دن متعین کر کے ایصال ثواب نہیں کیا ہے

8۔۔۔قبر پر جمع ہو کر قرآن پڑھنے کی دلیل نہیں ملتی، کہیں بھی پڑھ سکتے ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں

کچھ حضرات کی رائے ہے کہ ثواب نہیں پہنچا سکتے۔ صرف دعا کر سکتے ہیں۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ آدمی اپنی زندگی میں جو کچھ کر کے جاتا ہے، اس کو اسی ثواب ملتا ہے، البتہ دعا کے بارے میں حدیث ہے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ دعا کا ثواب ملتا ہے

ان کی آیتیں یہ ہیں

{1} وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (سورت النجم ۵۳، آیت ۳۹)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔یعنی یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، اور یہ کہ انسان کو خود اپنی کوشش کے سوا کسی اور چیز کا بدلہ لینے کا حق پہنچتا۔

{2} وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى [سورت الانعام ۶، آیت ۱۶۴]

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔اور جو کوئی شخص کوئی کمائی کرتا ہے اس کا نفع اور نقصان کسی اور پر نہیں خود اسی پر پڑتا ہے، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی اور کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

{3} كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (سورت المدثر ۷۴، آیت ۳۸)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔ہر شخص اپنے کرتوت کی وجہ سے گروی رکھا ہوا ہے

{4} لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ [البقرۃ ۲، آیت ۲۸۶]

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔اس کو فائدہ بھی اسی کام سے ہوگا جو اس نے اپنے ارادے سے کرے، اور نقصان بھی اسی کام سے ہوگا جو اپنے ارادے سے کرے

{5} تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ (سورت البقرۃ ۲، آیت ۱۴۱)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔وہ ایک امت تھی جو گذر گئی، جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کا ہے، اور جو کچھ تم نے کمایا وہ تمہارا ہے

{6} تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ (سورت البقرة ۲ ، آیت ۱۳۴)

ترجمہ :۔آیت میں ہے۔۔وہ ایک امت تھی جو گذر گئی، جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کا ہے، اور جو کچھ تم نے کمایا وہ تمہارا ہے

{7} ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ(سورت البقرة ۲ ، آیت ۲۸۱)

ترجمہ :۔آیت میں ہے۔۔پھر ہر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا،اوران پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

{8}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ} [الشعراء26: 214] جمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَخَصَّ وَعَمَّ فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي قُصَيٍّ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا مَعْشَرَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، إِنَّ لَكِ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا(ترمذی،بَاب وَمِنْ سُورَةِ الشُّعَرَاءِ ، نمبر 3185)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے ۔۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آیت ،، نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے قریش کو جمع کیا، اور خاص لوگوں کو بھی مخاطب کیا اور عام لوگوں کو بھی مخاطب کیا، اور فرمایا، اے قریش کے لوگو، اپنے آپ کو آگ سے بچاو، اللہ کے سامنے میں تمہارے لئے کسی نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں، اے عبد مناف کے لوگو، اپنے آپ کو آگ سے بچاو، اللہ کے سامنے میں تمہارے لئے کسی نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں، اے بنی قصی کے لوگو، اپنے آپ کو آگ سے بچاو، اللہ کے سامنے میں تمہارے لئے کسی نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں، اے بنی عبد المطلب کے لوگو، اپنے آپ کو آگ سے بچاو، اللہ کے سامنے میں تمہارے لئے کسی نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں، اے فاطمہ بنت محمد، اپنے آپ کو آگ سے بچاو، (میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کسی مؤاخذے کی صورت میں (تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، تم لوگوں کے ساتھ رشتہ ہے، اسے میں اسی طرح جوڑتا رہوں گا جس طرح جوڑنا چاہیے

نوٹ اس حدیث سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ دوسرے کو نفع نقصان نہیں دے سکتے ہیں

ان 7 آیتوں میں ہے کہ آدمی خود جو کام کرتا ہے اسی کا اس کو ثواب ملتا ہے، اور 1 حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ بھی اپنی بیٹی کو کام نہیں آئیں گے ، جن سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ثواب پہونچانے سے ثواب نہیں پہنوچے گا، بلکہ ہر آدمی اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں مردوں کو ثواب پہونچتا ہے، اور ثواب پہنچانے کی تین صورتیں ہیں

[1]--قرآن کریم پڑھ کر یا دعا کر کے ثواب پہنچانا۔

[2]--مالی صدقہ کر کے ثواب پہنچانا۔

[3]--جانی عبادت، مثلا حج کر کے، یا روزہ رکھ کر میت کو ثواب پہنچانا، یہ تینوں صورتیں حنفیہ کے یہاں جائز ہے

[1] قرآن پڑھ کر اور دعا کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

لیکن اس کے لئے وقت متعین کرنا، سب کا جمع ہونا جس میں زمانے کا دھمال ہو، ویڈیو بنایا جائے، ناچ اور گانے بھی ہوں، طبلہ اور ڈھولکی تو ہوں ہی، اور اس پر نئے انداز کا ڈانس بھی ہو تاکہ زمانے تک اس کی یادیوٹیوب you tube پر اور انٹرنیٹ پر رہے، یہ سب کہاں تک جائز ہیں، آپ خود ہی فتوی دے لیں،

ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ، فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثاني أَوِ الثَّالِثِ(بخاری،بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً عَلَى الجِنَازَةِ خَلْفَ الإِمَامِ ، نمبر 1317)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ نے حضرت نجاشی پر نماز پڑھی، اور میں دوسری صف، یا تیسری صف میں تھا

نوٹ: جنازہ کی نماز پڑھنا خود میت کیلئے دعا ہے، اگر میت کو کسی چیز کے پڑھنے کا ثواب نہیں پہنچتا ہے تو پھر نماز جنازہ کیوں پڑھی جاتی ہے، اس لئے نماز جنازہ پڑھنے سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ میت کو دعا اور نماز کا ثواب پہنچتا ہے

{2}عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم " اقْرَءُوا { يس } عَلَى مَوْتَاكُمْ . (أبو داؤد، باب القرأة عند الميت، ص 457، رقم 3121)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔؛آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی میت پر یٰس شریف پڑھا کرو

{3} وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِإِخۡوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا (سورت الحشر ۵۹، آیت ۱۰)

ترجمہ:۔ آیت میں ہے۔۔؛وہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی مغفرت فرمایئے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں

نوٹ: لوگ میت کے لئے استغفار کرتے ہیں، اگر میت کو اس کا نفع نہیں پہنچتا ہے، یا اس کا ثواب نہیں پہنچتا ہے تو استغفار کرنے کا حکم کیوں دیا۔۔ اس لئے اس آیت کے اشارہ سے معلوم ہوا کہ دعا کرنے اور استغفار کرنے سے میت کو اس کا نفع پہنچتا ہے

{4}رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورت نوح ۷۱، آیت ۲۸)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔؛میرے رب میری بھی بخشش فرمادیجئے، میرے والدین کی بھی، اور ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ حالت میں داخل ہوا، اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی بھی [بخشش کر دیجئے]

{5}إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورت الأحزاب ۳۳، آیت ۵۶)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خود سلام بھیجا کرو۔

نوٹ: اس آیت میں حضورؐ پر درود بھیجنے کے کا حکم دیا گیا ہے، اگر اس کا ثواب نہیں ملتا تو درود بھیجنے کا حکم کیوں دیتے!۔

پڑھ کر بخشنے کے لئے احادیث یہ ہیں

{6}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ – رضى الله عنه – أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ – صلى الله عليه وسلم –قَالَ : إِذَا مَاتَ اَلْإِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ :صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. (صحيح مسلم، باب مايلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، ص 716، رقم 4223/1631)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین عمل کا ثواب ملتا رہتا ہے [۱] صدقہ جاریہ کا ثواب، [۲] ایسا علم چھوڑا جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہوں [۳] نیک اولا جو اس کے لئے دعا کرتی ہو اس کا ثواب، مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے

{7}عَنْ هَانِئٍ، مَوْلَى عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ "اسْتَغْفِرُوا لأَخِيكُمْ وَسَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ". (أبو داؤد، باب الاستغفار عند القبر للميت في وقت الانصراف، ص 470، رقم 3221)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے رہتے اور کہتے، اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو، اور ان کے لئے جواب دینے میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو! اس لئے کہ ابھی فرشتے ان سے سوال کریں گے۔

{8}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ ". (أبو داؤد، باب الدعاء للميت، ص 468، رقم 3199)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میت پر نماز جنازہ پڑھو تو ان کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو

{9} حَدَّثَنِي الْمَشْيَخَةُ، أَنَّهُمْ حَضَرُوا غُضَيْفَ بْنَ الْحَارِثِ الثُّمَالِيَّ، حِينَ اشْتَدَّ سَوْقُهُ، فَقَالَ: " هَلْ مِنْكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ يس؟ " قَالَ: فَقَرَأَهَا صَالِحُ بْنُ شُرَيْحٍ السَّكُونِيُّ، فَلَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِينَ مِنْهَا قُبِضَ، قَالَ: وَكَانَ الْمَشْيَخَةُ يَقُولُونَ: إِذَا قُرِئَتْ عِنْدَ الْمَيِّتِ خُفِّفَ عَنْهُ(مسند احمد ، حديث غضيب بن الحارث ،نمبر 16969)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ عضیف بن الحارث الثمالی کی موت کا وقت آیا تو کہنے لگے تم میں سے کوئی یاسین شریف پڑھ سکتا ہے۔۔۔اس لئے کہ بوڑھے لوگ کہتے ہیں کہ اگر میت کے پاس یاسین شریف پڑھی جائے تو اس کی برکت سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

اس قول تابعی میں ہے کہ یسین شریف پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

{10}عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ..... وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ». وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ ». فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ

قَيْسٍ ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا(بخاری شریف،بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ،نمبر 4323)مسلم شریف، باب فضائل ابی موسی، نمبر 2498)

ترجمہ:۔حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ ۔۔۔۔حضور ﷺ کو حضرت ابو عامرؓ کی بات بھی بتائی، اور یہ بھی کہا کہ حضرت ابو عامرؓ نے درخواست کی ہے کہ حضور ﷺ میرے لئے استغفار کریں، تو حضورؐ نے پانی منگوایا، اور وضو فرمایا، پھر ہاتھ اٹھایا پھر فرمایا، اے اللہ عبید ابی عامر کو معاف فرمادیں، اور حضور نے اتنا اونچا ہاتھ اٹھایا کہ حضور کے بغل کی سفیدی نظر آرہی تھی، پھر فرمایا«اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ الخ۔

نوٹ:اس حدیث میں ہے کہ حضور نے میت کے لئے استغفار کی دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھایا، جس سے دو باتیں معلوم ہوئی، ایک یہ کہ میت کو استغفار کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ میت کے گھر جائیں تو وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں، یہ حدیث سے ثابت ہے، بدعت نہیں ہے، البتہ اس کا رواج نہیں بنانا چاہئے

{11}عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِبَنِيهِ: " إِذَا أَدْخَلْتُمُونِي قَبْرِي فَضَعُونِي فِي اللَّحْدِ وَقُولُوا: بِاسْمِ اللهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , وَسُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ سَنًّا وَاقْرَءُوا عِنْدَ رَأْسِي أَوَّلَ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتَهَا فَإِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَحِبُّ ذَلِكَ(بیہقی کبری،بَابُ مَا وَرَدَ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ ، نمبر 7068)

ترجمہ :۔ قول تابعی میں ہے ۔۔ ابن لجلاجؒ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب مجھے قبر میں اتار دو اور مجھے لحد میں رکھ دو تو بسم اللہ علی سنۃ رسول اللہ ، کہو، اور میرے اوپر مٹی ڈال دو پھر میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کا شروع اور اس کا آخیر حصہ پڑھو، اس لئے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اس عمل کو مستحب کہتے تھے۔

جب قبرستان جائے تو، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ القُبُورِ ،الخ، کہے اسی کا ثبوت ملتا ہے، قبر پر جمع ہو کر قرآن پڑھے اس کا ثبوت حدیث، یا قول صحابی میں نہیں ملتا ہے۔ حدیث یہ ہے

{12}عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ المَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ القُبُورِ، يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ سَلَفُنَا، وَنَحْنُ بِالأَثَرِ(ترمذی، بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ المَقَابِرَ ، نمبر 1053)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے ۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ مدینے کے قبر سے گزرے، تو ان کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ القُبُورِ، الخ ،

نوٹ : قبر پر اتنا ہی کہنے کا ثبوت ہے، جمع ہو کر قرآن پڑھنے کا نہیں

[2]۔۔ مالی صدقہ کر کے ثواب پہنچانے۔ کی حدیثیں یہ ہیں

{13}عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ(بخاری ، بَابُ مَوْتِ الفَجْأَةِ البَغْتَةِ ، نمبر **1388**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے ۔۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے کہا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے، اور میرا خیال یہ ہے کہ اگر وہ کچھ بات کر پاتی تو وہ صدقہ کرتی، تو اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو اس کو کوئی اجر ملے گا ؟تو حضور ﷺ نے فرمایاں، ہاں (ملے گا)

{14}عِكْرِمَةَ يَقُولُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ــ رضى الله عنهما ــ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ ــ رضى الله عنه ــ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهْوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَىْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ " نَعَمْ ". قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا. (صحيح البخاري، باب إذا قال أرضي أو بستاني صدقة لله عن أمي، نمبر **2756** ؛ صحيح مسلم، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت، ص **716**، رقم **4219/1630**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سعد ابن عبادہ کی ماں کا انتقال ہوا، جبکہ سعد ابن عبادہ غائب تھے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں غائب تھا اس حال میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انکو نفع ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، سعدؓ نے کہا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ مخراف میں جو میرا باغ ہے، میں مان کے لئے اس کو صدقہ کرتا ہوں

نوٹ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالی صدقہ کا ثواب میت کو ملتا ہے

{15}عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَىُّ الصَّدَقَة أَفْضَلُ قَالَ "الْمَاءُ". قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هَذِهِ لأُمِّ سَعْدٍ. (أبو داؤد، كتاب الزكوة، باب في فضل سقي الماء، ص 249، رقم 1681)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں کا انتقال ہو گیا تو کون سا صدقہ افضل ہے، آپ نے فرمایا، پانی، راوی کہتے ہیں حضرت سعدؓ نے کنواں کھودا، پھر یہ کہا کہ، یہ سعد کی ماں کے لئے صدقہ ہے

نوٹ: ان احادیث میں ہے کہ دوسرے نے صدقہ کیا تو اس کا ثواب میت کو ملتا ہے

{16}عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَجُلاً، قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَإِنِّي أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ". (صحيح مسلم، كتاب الزكوة، باب وصول ثواب الصدقة عن الميت إليه، ص 406، رقم 2326/1004)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا، اور کہا یا رسول اللہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئی ہیں اور وصیت نہیں کر پائیں، اور میرا خیال یہ ہے کہ اگر وہ بات کر تیں تو صدقہ ضرور کر تیں، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو انکو اجر ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا! ہاں [ملے گا]

{17}عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الأَضْحَى بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ وَأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ وَقَالَ " بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي". (أبو داؤد، كتاب الضحايا، باب في الشاة يضحي بها عن جماعة، ص 409، رقم 2810)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے۔۔۔ حضورؐ منبر سے نیچے اترے، آپ کے سامنے ایک مینڈھالا یا گیا، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کیا، اور فرمایا، بسم اللہ واللہ اکبر۔ یہ میری جانب سے ہے، اور میری امت میں جن لوگوں نے قربانی نہیں کی ان کی جانب سے ہے

{18}عَنْ حَنَشٍ، قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ. (أبو داؤد، كتاب الضحايا، باب الأضحية عن الميت، ص 407، رقم 2790)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔؛راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ مینڈھا] بکرا[ذبح کر رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ، مجھے حضورؐ نے وصیت کی ہے کہ میں حضورؐ کی جانب سے قربانی کیا کروں، تو میں یہ انکی جانب سے قربانی کر رہا ہوں۔

ان 5 احادیث سے ثابت ہوا کہ مالی صدقات کرے تو اس کا ثواب، میت کو پہنچتا ہے

البتہ اس میں شہرت، ریا نمود، دوسروں کو چڑھانا نہ ہو اور نہ ہی رسم ورواج کی پابندی کی وجہ سے کرے، اور نہ فضول خرچی کرے۔ اور جمع ہو کر بھی نہ کرے، کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے

یہ کام کبھی کبھار کر لے، اور اس کا ثواب میت کو پہنچا دے، کیونکہ یہ صرف مستحب ہے۔

[3] بدنی عمل کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں. اس کی حدیثیں یہ ہیں

{19}عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَلاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحُجَّ إِلاَّ مُعْتَرِضًا . فَصَمَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ " حُجَّ عَنْ أَبِيكَ ". (ابن ماجة، کتاب المناسک، باب الحج عن المیت، ص 620، رقم 2904)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔؛ ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا، اور پوچھا کہ میں اپنے باپ کی جانب سے حج کروں؟، آپ نے فرمایا ہاں! اپنے باپ کی جانب سے حج کرو۔

{20}عَنْ أَبِي الْغَوْثِ بْنِ حُصَيْنٍ، - رَجُلٌ مِنَ الْفُرْعِ - أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ عَنْ حِجَّةٍ كَانَتْ عَلَى أَبِيهِ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ " حُجَّ عَنْ أَبِيكَ ". وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ " وَكَذَلِكَ الصِّيَامُ فِي النَّذْرِ يُقْضَى عَنْهُ ". (ابن ماجة، کتاب المناسک، باب الحج عن المیت، ص 620، رقم 2905)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔؛ابی غوث بن حصین سے روایت ہے کہ ، باپ پر ایک حج تھا، اور انہوں نے حج نہیں کیا تھا، اور ان کا انتقال ہو گیا تھا، تو اس کے بارے میں فتوی پوچھا، تو آپ ؐ نے فرمایا کہ اپنے باپ کی جانب سے حج کرو۔ حضور ؐ نے یہ بھی فرمایا کہ نذر کا روزہ باقی ہو تو انکی جانب سے قضا کر سکتے ہو۔

نوٹ : حج کرنا، اور روزہ رکھنا بدنی عبادتیں ہیں، اس لئے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بدنی عبادت کر کے میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں

گناہ، یا ثواب کا سبب بنے تو سبب بننے والے کو جزا یا سزا ملتی ہے

کوئی آدمی گناہ کا یا ثواب کا سبب بنے تو پھر گناہ کرنے والے کا گناہ سبب بننے والے کو ہوتا ہے، اسی طرح ثواب کا سبب بنے تو ثواب کا کام کرنے والے کا ثواب سبب بننے والے کو ملتا ہے، اس آیت میں اس کا ثبوت ہے

{21}لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ [النحل:٢٥]

ترجمہ :۔آیت میں ہے۔۔؛۔ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن خود اپنے گناہوں کے پورے پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور ان لوگوں کے بوجھ کا ایک حصہ بھی جنہیں یہ کسی کے علم کے بغیر گمراہ کر رہے تھے، یاد رکھو کہ بہت بڑا بوجھ ہے جو یہ لاد رہے ہیں

{22}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لاَ يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلاَلَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لاَ يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا ". (أبو داؤد، باب من دعا إلى السنة، ص **652**، رقم **4609**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کوئی ھدایت کی طرف بلائے تو جس نے اس کی اتباع کی اس کا اجر بھی اس کو ملے گا، اتباع کرنے والوں کے اجر میں سے کچھ کم نہیں ہو گا۔ اور کسی نے گمراہی کی طرف بلایا، تو اس کا بھی گناہ ہو گا جس نے اس کی اتباع کی، اتباع کرنے والوں کا گناہ کچھ کم نہیں ہو گا

اس حدیث میں ہے کہ آپ کی رہنمائی کرنے سے کوئی کام کرے گا تو کرنے والے کا ثواب رہنمائی کرنے والے کو ملے گا۔ اسی طرح آپ کے گمراہ کرنے سے کوئی گناہ کرے گا تو اس کے گناہ کا عذاب گمراہ کرنے والے کو بھی ملے گا، کیونکہ یہ گمراہ کرنے کا سبب بنا ہے۔

اس آیت اور حدیث میں ہے کہ کوئی سبب بنتا ہے تو سبب بننے کی وجہ سے سبب بننے والوں کو اس کا ثواب، یا عذاب ملتا ہے، اور چونکہ ایمان لانے والا ایمان کے سبب سے ثواب کا مستحق بنا ہے، اس لئے جو ثواب پہنچائے گا، اس کا ثواب میت کو ملے گا۔

قبر پر خرافات سے ثواب نہیں ملتا ہے

قبر پر جتنی نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، یا ذبح کرتے ہیں، یا ہدیہ دیتے ہیں ان میں سے کسی کا ثبوت حدیث میں نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف میں احادیث ہیں، اور نہ اس کا ثواب ملتا ہے، بس شریعت کے مطابق ایصال ثواب کر دے اتنے ہی کا ثواب میت کو ملتا ہے، اور وہی کرنا چاہئے

بعض مجاوروں کی دکانیں

آج کل مجاور لوگ صاحب مزار کے بارے میں بڑی بڑی کرامات کا ذکر کرتے ہیں، اور مختلف انداز سے ان سے نذر و نیاز، اور ثواب کے نام پر رقم وصول کرتے ہیں، اور اپنی روزی روٹی کماتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، آپ کو میت کے لئے صدقہ ہی کرنا ہے تو چپکے سے غریب کو کچھ دے دیں، اور اس کا ثواب میت کو پہنچا دیں۔ اتنا ہی کا ثواب میت کو پہنچے گا

باقی چیزیں سب مجاروں کے روزی کمانے کا دھندھا ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 4آیت،15حدیث،1قول صحابی،2قول تابعی،۔(مجموعہ 22)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن پڑھنے کا،مالی صدقہ کرنے کا،اور بدنی عبادت کر کے ثواب بخشنے سے،میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 7آیتوں میں ہے کہ آدمی خود جو کام کرتا ہے اسی کا اس کو ثواب ملتا ہے،اور 1حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ بھی اپنی بیٹی کو کام نہیں آئیں گے،۔(مجموعہ 8)جن سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ثواب پہونچانے سے ثواب نہیں پہنوچے گا، بلکہ ہر آدمی اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے

[26]۔۔ کسی آدمی کے وسیلے سے دعا مانگنا

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 4 آیت، 6 حدیث، 5 قول صحابی۔(مجموعہ 15) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ مانگے تو اللہ ہی سے لیکن کبھی کبھار وسیلہ کے ذریعہ دعا مانگ لے تو اس کی گنجائش ہے، البتہ چونکہ بہت کم حدیثوں میں وسیلہ کا ذکر ہے، اس لئے اس کا عام رواج نہ بنائے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 3 آیتوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اعمال صالحہ کے وسیلے سے دعا کرے، باقی کسی آدمی کے وسیلے سے دعا نہ کرے

دعا مانگنے کی چار صورتیں ہیں

[1]۔۔۔ دعا اللہ ہی سے مانگے، اور اس میں کسی کا وسیلہ تلاش نہ کرے، یہی صورت بہتر ہے، کیونکہ آیات اور احادیث میں جتنی دعائیں ہیں، ان میں وسلہ کا تذکرہ بہت کم ہے

[2]۔۔۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ ہی سے دعا مانگے، لیکن کسی کا واسطہ اور وسیلہ کا بھی ذکر ہو، یہ صورت بھی جائز ہے، کیونکہ کئی احادیث، اور قول صحابی میں اس کا ذکر ہے

[3]۔۔۔اور تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے اپنی حاجت، اور ضرورت مانگے، یہ صورت جائز نہیں ہے، شرک اور حرام ہے۔

[4]۔۔۔ کسی مردہ آدمی سے یوں کہنا کہ آپ یہ کام کر دیجئے، یا آپ شفا دے دیجئے، یا آپ اولاد دیجئے، یا بارش برسا دیجئے یہ ہر گز جائز نہیں ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

کچھ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ آیت میں جو وسیلے کا تذکرہ آتا ہے، اس کا مطلب ہے، اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا مانگے، کسی آدمی کے وسیلے سے دعا مانگنا درست نہیں ہے

ان کی آیتیں یہ ہیں

{1} يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ [سورت المائدہ ۵، آیت ۳۵)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو

تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی تفسیر میں یوں لکھا۔(وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ) الدرجة الرفيعة وَيُقَال اطْلُبُوا إِلَيْهِ الْقرب فِي الدَّرَجَات بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَة۔یعنی اعمال صالحہ کر کے اللہ کی قربت حاصل کیا کرو

{2}أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ (سورت الاسراء۱۷، آیت ۵۷)

تفسیر ابن عباس میں لکھا ہے ، يطْلبُونَ بذلك إِلَى رَبهم الْقرْبَة والفضيلة

ترجمہ :۔آیت میں ہے۔۔ جن فرشتوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون اللہ کا زیادہ قریب ہو جائے

{3}وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورت البقرة ۲ ، آیت ۲۰۱)

ترجمہ :۔آیت میں ہے۔اور انہیں میں سے وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ،اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی ،اور ہمیں دوزخ کے عذاب سےئ بچالے۔

نوٹ :اس جیسی تمام آیتوں ،اور حدیثوں میں ،ربنا ،ربی ،یااللہ ،اللہم ،یارحمن ،کے الفاظ سے دعا کرنے کے لئے کہا گیا ہے ،جن میں وسیلہ کا ذکر نہیں ہے ،اس لئے وسیلہ کے بغیر دعا کرنی چاہیئے ،،یا پھر اعمال پیش کر کے اس کو دعا قبول ہونے کا وسیلہ بنانا چاہیئے

ان 3 آیتوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اعمال صالحہ کے وسیلے سے دعا کرے ، باقی کسی آدمی کے وسیلے سے دعا نہ کرے

حنفیوں کی حدیثیں

[ا] دعا اللہ ہی سے کرے لیکن کسی کے طفیل کا واسطہ دے، ان کی حدیثیں یہ ہیں

دعا اللہ ہی سے کرے لیکن کسی کے طفیل کا واسطہ دے تو یہ جائز ہے،

لیکن چونکہ دو چار حدیثوں میں ہی وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنے کا ذکر ہے، باقی سیکڑوں حدیثوں میں بغیر وسیلے کے براہ راست اللہ ہی سے دعا مانگی گئی ہے اس لئے قرآن اور حدیث والی دعا مانگے تو وہ زیادہ قبول ہو گی

{1}عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَجُلاً، ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ...قَالَ فَادْعُهُ. قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ". (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، رقم 3578؛ ابن ماجة، باب ما جاء في صلوة الحاجة، رقم 1385)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ایک کم نظر آدمی حضور حضورؐ کے پاس آیا۔۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا پڑھو۔اے اللہ آپ کے نبی محمدؐ جو نبی رحمت بھی ہیں، ان کے واسطے سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اور اس ضرورت کے بارے میں اپنے رب کی طرف آپ کے واسطے سے متوجہ ہوتا ہوں تا کہ اے اللہ آپ میری ضرورت پوری کر دیں اور حضورؐ کو میرے بارے میں سفارشی بنا دیجئے

نوٹ: اس حدیث میں دو باتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ مانگا صرف اللہ ہی سے، البتہ حضورؐ کا واسطہ دیا، اتنا جائز ہے۔

{2}عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمٍ أُمُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، دَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَجَلَسَ عِنْدَ -----فَلَمَّا فَرَغَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاضْطَجَعَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «اللهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، اغْفِرْ لِأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ، وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا، وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا، بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ» وَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا، وَأَدْخَلُوهَا اللَّحْدَ هُوَ وَالْعَبَّاسُ، وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ(طبرانی کبیر، فاطمة بنت اسد بن هاشم ، جلد ۲۴ ، نمبر 871)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا، تو حضور ﷺ ان کے پاس آئے، اور ان کے پاس بیٹھے ۔۔۔۔ پھر جب فارغ ہوئے تو حضور ﷺ آئے اور ان کو لٹادیا پھر یہ دعا پڑھی، اللهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ الخ، پھر ان پر چار تکبیر کہی اور آپ ﷺ نے اور حضرت عباس، اور ابو بکر نے، اور حضور ﷺ نے فاطمہ بنت اسد کو قبر میں داخل کیا

{3} عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا

غَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللَّهُ: يَا آدَمُ، وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ: يَا رَبِّ، لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللَّهُ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ، إِنَّهُ لَأُحِبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ ادْعُنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ(المستدرک للحاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء و المرسلین، باب ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التی ھی دلائل النبوۃ، رقم 4228)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضورؐ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام نے غلطی کی تو کہا۔اے اللہ میں محمدؐ کے حق سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ میری لغزش کو معاف کر دیں، اللہ نے پوچھا اے آدم محمد کو میں نے ابھی پیدا بھی نہیں کیا ہے آپ نے اس کو کیسے پہچانا؟ حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ اے اللہ جب آپ نے مجھکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور میرے اندر روح ڈالی تو میں اپنا سر اٹھایا تو عرش پر میں نے لکھا ہوا دیکھا،لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ،۔ تو میں سمجھ گیا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ اسی کو رکھتے جو مخلوق میں سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو، تو اللہ نے فرمایا آدم! تم نے صحیح کہا،وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب ہیں، آپ نے انکے طفیل میں مجھ سے دعا کی،اس لئے میں نے آپ کو معاف کر دیا،اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تمکو پیدا بھی نہ کرتا۔

{4} عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " كَانَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ غَطَفَانَ، فَكُلَّمَا الْتَقَوْا هُزِمَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ فَعَاذَتِ الْيَهُودُ بِهَذَا الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ

بحَقِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي وَعَدْتَنَا أَنْ تُخْرِجَهُ لَنا فِي آخِرِ الزَّمَانِ، إِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ. قَالَ: فَكَانُوا إِذَا الْتَقَوْا دَعَوْا بِهَذَا الدُّعَاءِ، فَهَزَمُوا غَطَفَانَ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَرُوا بِهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ} [البقرة:89:2] بِكَ يَا مُحَمَّدُ عَلَى الْكَافِرِينَ (المستدرک للحاکم، باب بسم الله الرحمن الرحیم من سورة ، ج 2، ص 289، رقم 3042)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خیبر کے یہود قبیل غطفان سے جنگ کیا کرتے تھے، اور ہوتا یہ تھا کہ جب بھی مقابلہ ہوتا تو خیبر کے یہود شکست کھا جاتے، تو یہود یہ دعا پڑھ کر دعا مانگنے لگے،] اے اللہ نبی امی محمدؐ کے طفیل سے ہم آپ سے مانگتے ہیں جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ انکو آخری زمانہ میں مبعوث کریں گے۔ کہ آپ انے مقابلے میں ہماری مدد کریں گے،، اور ایسا ہوتا کہ، جب بھی مقابلہ ہوتا تو یہی دعا وہ کرتے، جس سے قبیلہ غطفان شکست کھا جاتے، پھر جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تو یہود نے آپ کا انکار کیا، جس کی وجہ سے یہ آیت، وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ، نازل ہوئی

نوٹ: اس حدیث میں ہے کہ حضور کے واسطے سے دعا مانگی گئی ہے

زندہ صحابی کے وسیلے سے دعا مانگی

{5}عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ــ رضی الله عنه ــ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا ﷺ

فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا. قَالَ فَيُسْقَوْنَ. (صحيح البخاري، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ص 162، رقم 1010)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب بھی قحط ہوتا تو حضرت عمرؓ عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کے لئے دعامانگتے، اور یوں دعاکرتے، ہم اپنے نبی کے وسیلے سے آپ سے دعامانگا کرتے تھے تو آپ بارش دے دیتے تھے، اب ہم ہمارے نبی کے چچا کے وسیلے سے دعامانگتے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس سے بارش ہو جاتی تھی اس قول صحابی میں ہے کہ ہم حضورؐ کے وسیلے سے دعامانگتے تھے، اور اب انکے چچا حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعامانگتے ہیں۔

نوٹ: یہاں حضرت عباس جو زندہ صحابی تھے ان کے وسیلے سے دعامانگی ہے

{6} حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوْزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: " انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ. قَالَ: فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ (سنن الدارمي، باب ما أكرم الله نبيه بعد موته، ج 1، ص 227، رقم 93)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ اوس بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ مدینے میں قحط ہوا تو لوگوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے شکایت کی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کی قبر اور آسمان کے درمیان کھڑکی کھول دو، تاکہ قبر اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے، لوگوں نے ایساہی کیا،

تو اتنی بارش ہوئی کہ گھاس اگ گئے ،اور اونٹ موٹے ہو گئے،اور چربی سے پھول گئے،اسی وجہ سے اس سال کا نام،عام الفتق،ہو گیا،یعنی سر سبزی کا سال۔

نوٹ :اس عمل صحابی میں ہے کہ حضورؐ کی قبر کے پاس کھڑکی کھولی تو بارش ہوئی جس سے وسیلے کے جواز کا پتہ چلتا ہے

{7} عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: " ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ (مصنف ابن أابي شيبة، باب ما ذكر فى فضل عمر بن الخطاب، ج **6**، ص **359**، رقم **32002**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔مالک ابن دار فرماتے ہیں کہ کھانے پر حضرت عمر کا ایک خزانچی تھا،عمر کے زمانے میں قحط ہوا،ایک آدمی حضرت عمر کے زمانے میں حضورؐ کی قبر کے پاس آیا،اور کہا،یارسول اللہ اپنی امت کے لئے آپ اللہ سے بارش مانگئے،وہ ہلاک ہو چکے ہیں،اس آدمی کو خواب میں آیااور اس کو یہ کہا کہ ،عمرؓ کے پاس جاؤاور اس کو سلام کہنا،اور ان کو یہ بتادینا کہ بارش ہو گی۔اور ان کو یہ بھی کہنا کہ سمجھ داری سے کام لینا، سمجھ داری سے کام لینا،وہ آدمی حضرت عمرؓ کے پاس آیا،اور ان کو خواب کی بات بتائی،تو حضرت عمر رو پڑے،اور

کہا اے رب جب تک عاجز نہ ہو جاوں، میں کوتاہی نہیں کروں گا

اس عمل صحابی میں ہے کہ صحابی نے حضورؐ کی قبر کے پاس آیا، ان سے یہ درخواست کی آپ اللہ سے امت کے لئے بارش مانگیں

[۳]۔۔۔ تیسری صورت یہ ہے کہ زندہ آدمی سے دعا کرنے کے لئے کہنا، یا اس سے مدد مانگنا، یا اس کا وسیلہ دیکر اللہ ہی سے مانگنا جائز ہے۔

اس کے لئے یہ آیت ہے:

{8} وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (سورت النساء ۴، آیت ۶۴)

ترجمہ:۔ آیت میں ہے۔۔ اور جب ان لوگوں (منافقوں) نے اپنی جانو پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے، اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، اور بڑا مہربان پاتے۔

نوٹ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہنا جائز ہے

{9} وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (سورت الانفال ۸، آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ آیت میں ہے۔۔۔ اے پیغمبر اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان کو اس حالت میں عذاب دے جب آپ ان کے درمیان موجود ہوں۔

نوٹ: اس آیت سے پتہ چلا کہ نیک آدمی زندہ ہو تو اس سے فائدہ ہوتا ہے

کسی زندہ آدمی سے دعا کے لئے کہنا جائز ہے

{10} عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لاَ تَنْبَغِي إِلاَّ لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ". (صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل ما يقول المؤذن، ثم يصلي على النبي ﷺ ثم يسأل الله له الوسيلة، ص 163، رقم 384، رقم 849)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص نے حضورؐ کو کہتے سنا۔۔۔ پھر میرے لئے وسیلہ مانگو، اس لئے کہ یہ جنت میں ایک جگہ جو اللہ کے بندے میں سے ایک ہی کے لئے ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ آدمی میں ہی ہوں گا [جس کو یہ جگہ ملے گی]

{11} عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْعُمْرَةِ فَقَالَ: "أَىْ أُخَيَّ أَشْرِكْنَا فِي دُعَائِكَ وَلاَ تَنْسَنَا". (الترمذى، كتاب الدعوات، ص 812، رقم 3562)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عمرؓ نے حضور سے عمرے کی اجازت مانگی، تو حضورؐ نے فرمایا میرے بھائی! اپنی دعا میں مجھے شریک کرنا، اور مجھے بھولنا نہیں،

نوٹ: ان دونوں حدیثوں میں حضورؐ نے اپنی امتی سے دعا کے لئے کہا ہے، جو زندہ تھے، یا جب وہ زندہ رہیں گے، اس لئے یہ جائز ہے

{12}سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلاً، دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ باب كَانَ وُجَاهَ الْمِنْبَرِ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللَّهَ يُغِيثُنَا. قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ. (صحيح البخاري، كتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع، ص 162، رقم 1013)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جمعے کے دن دروازے سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا، اور حضورؐ کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے، وہ حضورؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا، راستہ چلنا مشکل ہو گیا، اللہ سے بارش کی دعا کیجئے، راوی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھایا۔

نوٹ: اس حدیث میں حضورؐ جو زندہ تھے ان سے دعا کرنے کی درخواست کی ہیں۔

کسی زندہ آدمی سے وسیلہ پکڑنا، اس کے لئے عمل صحابی یہ ہے:

{13}عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ــ رضى الله عنه ــ كَانَ إِذَا قَحَطُوا

اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا. قَالَ فَيُسْقَوْنَ. (صحيح البخاري، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، ص 162، رقم 1010)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب بھی قحط ہوتے تو حضرت عمرؓ عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے بارش کے لئے دعامانگتے،اور یوں دعا کرتے، ہم اپنے نبی کے وسیلے سے آپ سے دعامانگا کرتے تھے تو آپ بارش دے دیتے تھے،اب ہم ہمارے نبی کے چچا کے وسیلے سے دعامانگتے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس سے بارش ہو جاتی تھی

نوٹ:اس قول صحابی میں ہے کہ ہم حضورؐ کے وسیلے سے دعامانگتے تھے،اور اب انکے چچا حضرت عباسؓ کے وسیلے سے دعامانگتے ہیں۔

نوٹ:اس عمل صحابی میں ہے کہ زندہ آدمی سے وسیلہ طلب کیا،اور انکے واسطے سے دعامانگی

[4]۔۔۔ کسی مردہ آدمی سے یوں کہنا کہ آپ یہ کام کر دیجئے، یا آپ شفادے دیجئے، یا آپ اولاد دیجئے، یا بارش برسا دیجئے یہ ہر گز جائز نہیں ہے۔ان آیتوں میں اس ذکر ہے

{14}وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (سورت غافر 40،آیت60)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ، مجھے پکارو، میں تمہاری دعا

قبول کروں گا، بیشک جو لوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے

نوٹ: اس آیت میں ہے کہ مجھے ہی کو پکارو، اس لئے کسی اور کو حاجت کے لئے پکارنا جائز نہیں ہے

{15} قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا(سورت الانعام ۶، آیت ۷۱)

ترجمہ:۔آیت میں ہے۔۔اے پیغمبر ان سے کہو، کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پکاریں جو ہمیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے، نہ نقصان۔

نوٹ: اس آیت میں بھی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے حاجب روائی کی دعا نہیں کرنی چاہئے

ان سب حدیثوں، اور عمل صحابی میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ ان میں اللہ ہی سے دعا مانگی گئی ہے، کسی آدمی سے ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں کہا، البتہ زندہ آدمی کا وسیلہ لیا ہے۔۔اس لئے کسی مردہ آدمی سے یوں کہنا کہ آپ یہ کام کر دیجئے، یا آپ شفا دے دیجئے، یا آپ اولاد دیجئے، یا بارش برسا دیجئے یہ ہر گز جائز نہیں ہے

مجاوروں کی زیادتی

ان احادیث سے صرف اتنی بات ثابت ہوئی کہ کبھی کبھار کسی کے وسیلے سے دعا مانگ لے تو اس کی گنجائش ہے، لیکن ہمارے مجاور حضرات کو سال بھر کا خرچ نکالنا ہے، اپنی بیوی اور

بچوں کو بھی پالنا ہے، اپنا رعب بھی جمانا، اپنا رتبہ بھی بڑھانا ہے، اور اپنی شہرت بھی حاصل کرنی ہے اس لئے وہ اس چھوٹی سی گنجائش کا فائدہ اٹھا کر صاحب قبر کے سلسلے میں بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں ان کی کرامات بتاتے ہیں، اور فیض حاصل کرنے کے نام پر، اور حاجات پوری کروانے دینے کے نام پر اچھی طرح رقم وصول کرتے ہیں، اور خوب اپنی جیب بھرتے ہیں، یہ سب نہ ثابت ہے، اور نہ جائز ہے، امت کو اس سے بچنا چاہئے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ ان 4 آیت، 6 حدیث، 5 قول صحابی۔ (مجموعہ 15) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ مانگے تو اللہ ہی سے لیکن کبھی کبھار وسیلہ کے ذریعہ دعا مانگ لے تو اس کی گنجائش ہے، البتہ چونکہ بہت کم حدیثوں میں وسیلہ کا ذکر ہے، اس لئے اس کا عام رواج نہ بنائے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ ان 3 آیتوں سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ اعمال صالحہ کے وسیلے سے دعا کرے، باقی کسی آدمی کے وسیلے سے دعا نہ کرے

[27]۔۔قربانی تین دن یا چار دن

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی ۔ان 3 قول صحابی، 1 قول تابعی ۔(مجموعہ 4)سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ صرف بارہویں ذی الحجہ تک ہی قربانی کر سکتا ہے، اس کے بعد نہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی ۔ان 2 حدیث، 1 قول تابعی، اور 1 حدیث منقطع ۔(مجموعہ 4)سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تیرہویں ذی الحجہ تک قربانی کر سکتا ہے

حنفیہ کے یہاں قربانی تین دن ہی ہیں ذی الحجہ کی دسویں تاریخ، اگیارویں، اور بارہویں تاریخ، اس کے بعد تیرہویں ذی الحجہ کو قربانی نہیں ہو گی
جبکہ بعض حضرات کے یہاں تیرہویں ذی الحجہ کی قربانی بھی جائز ہے،

ھدایہ کی عبارت یہ ہے
قال: "وهي جائزة في ثلاثة أيام: يوم النحر ويومان بعده" وقال الشافعي: ثلاثة أيام بعده لقوله عليه الصلاة والسلام: "أيام التشريق كلها أيام ذبح(**هدايه** ، على من تجب الأضحية، كتاب الاضحية ، ص ٣٥٧)

ترجمہ : فرمایا کہ قربانی تین دن ہی ہیں۔دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد دو دن ہیں۔اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ دسویں ذی الحجہ کے بعد تین دن اور (یعنی تیرہویں ذی الحجہ ،)تک ،کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ایام تشریق کے تمام دن ذبح کرنے کے دن ہیں (تیرہویں ذی الحجہ تک ایام تشریق ہیں)

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں تیرہویں ذی الحجہ تک قربانی کرنا جائز ہے،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ (مسند احمد ،حديث جبير بن مطعم، نمبر **16751**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ عرفات کی ساری جگہ ٹھہرنے کی جگہ ہے ، سوائے بطن عرنہ کے ،اور مزدلفہ کی ساری جگہ ٹھہرنے کی جگہ ہے ، لیکن بطن محسر سے دور رہو ،اور منی کی ساری گھاٹیاں قربانی کرنے کی جگہ ہے ،اور تمام ایام تشریق قربانی کرنے کے دن ہیں

{2}عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ: «كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ(دار قطنى ، الصيد و الذبائح ، نمبر **4758**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ، تمام ایام تشریق قربانی کرنے کے دن ہیں

نوٹ:ذی الحجہ کے تیرہویں تاریخ تک ایام تشریق ہے،اس لئے تیرہویں تاریخ تک قربانی کر سکتا ہے۔

{3}أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمُ النَّحْرِ وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ بَعْدَهُ(بيهقى كبرى ،بَابُ مَنْ قَالَ: الْأَضْحَى جَائِزٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ مِنًى كُلَّهَا لِأَنَّهَا أَيَّامُ النُّسُكِ، نمبر 19251)،

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا کہ،دوسویں ذی الحجہ کے علاوہ تین دن تک قربانی ہے۔۔یعنی تیرہویں ذی الحجہ تک

{4}حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ , وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ , أَنَّهُ بَلَغَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الضَّحَايَا إِلَى آخِرِ الشَّهْرِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يسْتَأَنَّى ذَلِكَ(دار قطنى، باب الصيد و الذبائح ، نمبر 4742) (بيهقى كبرى،بَابُ مَنْ قَالَ الضَّحَايَا إِلَى آخِرِ الشَّهْرِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْتَأْنِيَ ذَلِكَ، نمبر 19256)

ترجمہ:۔حدیث منقطع میں ہے۔۔حضرت أبو سلمہ،اور سلمان بن یسار کہتے ہیں کہ ان کو حضور ﷺ کی جانب سے خبر پہنچی ہے کہ، حضور ﷺ نے فرمایا کہ،قربانی ذی الحجہ کے آخیر تک ہے جو اس کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔

نوٹ:اس حدیث منقطع سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی الحجہ کے آخیر تک قربانی کرنے کی گنجائش ہے۔۔ لیکن اس حدیث پر کسی امام کا عمل نہیں ہے۔

نوٹ : حضرت أبو سلمہ ،اور سلمان بن یسار، صحابی نہیں ہیں، تابعی ہیں،اس لئے ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان ایک صحابی چھوٹے ہوئے ہیں،اس لئے یہ حدیث منقطع ہو گئی

ان 2 حدیث، 1 قول تابعی،اور 1 حدیث منقطع سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تیرہویں ذی الحجہ تک قربانی کر سکتا ہے

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں قربانے کرنے کے دن صرف بارہ ذی الحجہ تک ہے،ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: الذَّبْحُ بَعْدَ النَّحْرِ يَوْمَانِ(بیھقی کبری ، بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ ، نمبر 19255)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کے بعد قربانی اور دو دن ہیں

{2}سَأَلَ أَبُو سَلَمَةَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَعْدَ النَّحْرِ بِيَوْمٍ فَقَالَ: إِنِّي بَدَا لِي أَنْ أُضَحِّيَ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: مَنْ شَاءَ فَلْيُضَحِّ الْيَوْمَ

ثُمَّ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ(بیہقی کبری، بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ، نمبر **19253**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت أبو سلمہؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے دسویں ذی الحجہ کے ایک دن بعد پوچھا، میں سوچتا ہوں کہ میں قربانی کر لوں، تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا، جو چاہے آج قربانی کر لے، پھر ان شائ اللہ کل بھی قربانی کر سکتا ہے

{3}أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى. قَالَ: وَثَنَا مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ: الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى(بیہقی، کبری،بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَيْنِ بَعْدَهُ، نمبر **19254**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے کہ، عیدالاضحی کے بعد دو دن قربانی ہے، حضرت امام مالک حضرت علیؓ سے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ دسویں ذی الحجہ کے بعد دو دن تک قربانی کر سکتا ہے

{4}عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، أَنَّهُ قَالَ: النَّحْرُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ , فَقَالَ مَكْحُولٌ: صَدَقَ(بیهقي کبری ،بَابُ مَنْ قَالَ: الْأَضْحَى جَائِزٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ مِنًى كُلَّهَا لِأَنَّهَا أَيَّامُ النُّسُكِ، نمبر **19252**)

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔سلیمان بن موسی نے کہا کہ تین دن قربانی ہے، تو حضرت مکحول نے کہا کہ صحیح بات ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 3 قول صحابی، 1 قول تابعی۔(مجموعہ 4) سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ صرف بارہویں ذی الحجہ تک ہی قربانی کر سکتا ہے، اس کے بعد نہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 2 حدیث، 1 قول تابعی، اور 1 حدیث منقطع۔(مجموعہ 4) سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ تیرہویں ذی الحجہ تک قربانی کر سکتا ہے

[28]۔۔قربانی کے جانور میں سات شریک ہو سکتے ہیں، یا دس

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 3 حدیث سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ اونٹ میں سات ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں نیچے کی۔ان 4 حدیث، سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ایک گھر کے تمام افراد کی جانب سے ایک ہی بکری کی قربانی کافی ہے۔۔اور یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں

حنفیہ کے یہاں ایک بکری ایک آدمی کی جانب سے قربانی کی جائے گی۔اور ایک گائے سات آدمی کی جانب سے،اور ایک اونٹ بھی سات آدمیوں کی جانب سے قربانی کی جاسکتی ہے اور یہ بھی ہے کہ گھر میں اگر تین آدمی صاحب نصاب ہیں تو ہر آدمی پر الگ الگ قربانی واجب ہو گی،اور تین قربانی لازم ہو گی،سب کی جانب سے ایک ہی قربانی کافی نہیں ہو گی

ھدایہ کی عبارت یہ ہے

قال: "ویذبح عن كل واحد منهم شاة أو يذبح بقرة أو بدنة عن سبعة" والقياس أن لا تجوز إلا عن واحد(**ھدایہ** ، على من تجب الأضحية، ص**356**)

ترجمہ: ہر آدمی کی جانب سے ایک بکری ذبح کرے گا، یا سات آدمی کی جانب سے ایک گائے یا ایک اونٹ ذبح کرے گا، اور قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایک جانور ایک ہی آدمی کی جانب سے کافی ہو۔

اہل حدیث کی حدیثیں

دوسرے حضرات کے یہاں گھر میں جتنے بھی آدمی ہوں سب کی جانب سے ایک ہی قربانی ہو سکتی ہے۔ اور یہ رائے بھی ہے کہ ایک اونٹ دس آدمیوں کی جانب سے قربانی کی جاسکتی ہے

ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}أَخْبَرَنَا مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: وَنَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً(ابوداود، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الْأَضَاحِيِّ ، نمبر **2788**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت مخنف بن سلیم فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو اپ نے فرمایا کہ ،اے لوگو ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی بھی ہے اور عتیرہ بھی ہے

نوٹ: یہ عتیرہ بعد میں منسوخ ہو گیا،اسی پر ہر گھر پر ایک قربانی منسوخ ہو گیا۔۔اب تو یہ ہے کہ جو جو بھی صاحب نصاب ہو گا اس پر ایک قربانی ہے

{2}سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: «كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ، فَصَارَتْ كَمَا تَرَى(ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّاةَ الوَاحِدَةَ تُجْزِي عَنْ أَهْلِ البَيْتِ، نمبر **1505**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔میں نے حضرت اَبو ایوب انصاریؓ سے پوچھا، کہ حضور ﷺ کے زمانے میں قربانی کا طریقہ کیا تھا؟ تو فرمایا، کہ آدمی اپنی جانب سے اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک بکری قربانی کرتا تھا، پھر وہ کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے، پھر لوگ خوش حال ہو گئے، اب حال ایسا ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو

نوٹ: حدیث کے اندازے سے پتہ چلا کہ پورے گھر کی جانب سے ایک بکری پہلے غربت کی وجہ سے تھی، واجب ہونے کی وجہ سے نہیں تھی، بعد میں لوگ خوش حال ہو گئے تو ہر نصاب والے پر ایک بکری لازم ہو گئی

{3}عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «نَحَرَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَقَرَةً وَاحِدَةً(ابوداود، بَابٌ فِي هَدْيِ الْبَقَرِ، نمبر **1750**)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضور ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ، حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک گائے ذبح کی تھی

{4}عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: «كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي البَقَرَةِ سَبْعَةً، وَفِي البَعِيرِ عَشَرَةً(ترمذی ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاشْتِرَاكِ فِي الأُضْحِيَّةِ، نمبر 1501)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ، ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، قربانی کا وقت آیا تو ہم گائے میں سات آدمی شریک ہوئے، اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے

نوٹ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتا ہے

ان 4 حدیث، سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ایک گھر کے تمام افراد کی جانب سے ایک ہی بکری کی قربانی کافی ہے۔۔ اور یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں

حنفیہ کی حدیثیں

حنفیہ کے یہاں ہر نصاب والے پر قربانی واجب ہے، پورے گھر والوں کی جانب سے ایک قربانی کافی نہیں ہے۔۔۔ اور اونٹ میں بھی سات اادمی ہی شریک ہو سکتے ہیں

۔ان کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا(ابن ماجة، بَابُ الْأَضَاحِيِّ، وَاجِبَةٌ هِيَ أَمْ لَا ، نمبر 3123)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت اَبو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ، جس کو گنجائش ہو، اور پھر بھی قربانی نہ کرے، وہ ہماری عید گاہ پر نہ آئے

نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر نصاب والے پر الگ الگ قربانی واجب ہے

{2}عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ(ابوداود، بَابٌ فِي الْبَقَرِ وَالْجَزُورِ عَنْ كَمْ تُجْزِئُ؟، نمبر 2808)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا گائے سات آدمیوں کی جانب سے، اور اونٹ سات آدمیوں کی جانب سے قربانی کی جاسکتی ہے

{3}عَنْ جَابِرٍ قَالَ: «نَحَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الحُدَيْبِيَةِ البَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ(ترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاشْتِرَاكِ فِي البَدَنَةِ وَالبَقَرَةِ ، نمبر 904)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ، صلح حدیبیہ کے سال ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ گائے کو سات آدمیوں کی جانب سے قربانی کی،اور اونٹ کو سات آدمیوں کی جانب سے قربانی ہے,

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 3 حدیث سے حنفیہ ثابت کرتے ہیں کہ اونٹ میں سات ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 4 حدیث،سے دوسرے حضرات ثابت کرتے ہیں کہ ایک گھر کے تمام افراد کی جانب سے ایک ہی بکری کی قربانی کافی ہے۔۔اور یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں

[29]۔۔ایک مجلس میں تین طلاقیں تین ہیں یا ایک

ایک عالم کے بہت اصرار پر یہ معرکۃ الآراء بحث دونوں فریق کی معلومات کے لئے شامل کر رہا ہوں۔۔۔ورنہ ارادہ نہیں تھا۔۔۔ادارہ

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 5 حدیثوں اور 2 آیتوں، 5 قول صحابی، 2 قول تابعی۔(مجموعہ 14)سے حنفیہ اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو تین ہی واقع ہوتی ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں
نیچے کی۔ان 8 حدیثوں اور 1 آیت، 3 قول صحابی، 1 قول تابعی۔(مجموعہ 13)سے اہل حدیث اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو ایک ہی واقع ہوتی ہے

ایک مجلس میں تین طلاق کا مسئلہ بہت اختلافی ہے، البتہ ایک عالم کے بہت اصرار پر دونوں فریقوں کی احادیث پیش کی جا رہی ہیں، اور صرف ۱۲ کتابوں سے ہی احادیث پیش کر رہا ہوں، تاکہ دونوں فریقوں کے سامنے احادیث، اور قول صحابی آجائیں۔۔

چونکہ میں مفتی نہیں ہوں اس لئے کوئی فتوی نہیں دے رہا ہوں۔۔آپ خود فیصلہ فرمالیں

تین طلاق دینے کے چار طریقے ہیں

1۔۔۔مختلف مجلس میں تین طلاق دے۔۔۔اس میں سب کے نزدیک تین طلاق واقع ہو جائے گی

2۔۔۔لفظ، البتہ، کے ذریعہ طلاق دے۔اس کا ترجمہ ہے نکاح کو کاٹ دینے والی طلاق، یہ مبہم لفظ ہے، اس میں ایک طلاق کی نیت کرے گا، تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی۔اور تین کی نیت کرے گا تو تین طلاق مغلظہ واقع ہو گی۔اس میں بھی سب کا اتفاق ہے

3۔۔۔ایک ہی مجلس میں ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچ سمجھ کر تین طلاق دے۔۔اس میں بھی سب کے نزدیک تین طلاق واقع ہو گی، کیونکہ سوچ سمجھ کر تین طلاق دی ہے

4۔۔آدمی غصے میں ہے، اور ایک ہی سانس میں بغیر سوچے سمجھے تین طلاق دے دی اس طلاق کے بارے میں اختلاف ہے۔۔

حنفیہ کے نزدیک تینوں طلاق واقع ہو نگی، اور حلالہ کے بغیر پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو گی

اہل حدیث، اور کچھ دیگر حضرات آگے والی حدیث کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ تین طلاق واقع نہیں ہوں گی، ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی

امام محمدؒ کی الاصل کی عبارت یہ ہے

الأصل میں ہے ----وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً جميعاً فقد خالف السنة وأَثِمَ بِرَبِّه (7) وهي طالق ثلاثاً، لا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره ويدخل بها (الاصل لمحمد، باب الطلاق لغير السنة، جلد4– 466)

ترجمہ:۔ شوہر نے بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دے دی، تو اس نے سنت کی خلاف ورزی کی ،اور رب کی نافرمانی کی، عورت کو تین طلاق واقع ہو گی، اور جب تک کے دوسرا نکاح نہ کرے، اور شوہر اس سے صحبت نہ کرے، اس وقت تک پہلے شوہر سے نکاح کرنا حلال نہیں ہو گا

اہل حدیث کی حدیثیں یہ ہیں

{1} عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " طَلَّقَ رُكَانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ أَخُو بَنِي الْمُطَّلِبِ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، فَحَزِنَ عَلَيْهَا حُزْنًا شَدِيدًا، قَالَ: فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَيْفَ طَلَّقْتَهَا؟» قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا، قَالَ: فَقَالَ: «فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ؟» قَالَ: نَعَمْ قَالَ: «فَإِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَأَرْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ» قَالَ: فَرَجَعَهَا فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «يَرَى أَنَّمَا الطَّلَاقُ عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ(مسند احمد، مسند عبدالله بن عباس، ، نمبر 2387)(مصنف عبد الرزاق، باب المطلق ثلاثا، نمبر، 11335)–11378)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رکانہ بن

یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں، پھر ان کو اس پر بہت غم ہوا، حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کس طرح آپ نے طلاق دی؟ تو کہا کہ تین طلاق دی ہیں، پھر پوچھا کہ ایک ہی مجلس میں، زید بن یزید نے کہا کہ ہاں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ، یہ ایک ہی طلاق ہوئی، چاہو تو رجعت کرلو، تو رکانہ بن عبد یزید نے رجعت کرلی۔اس لئے حضرت عبد اللہ بن عباس کا نظریہ یہ تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق دے (اور چونکہ ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دی تھی، اس لئے ان کے یہاں تین طلاق واقع نہیں ہوئی، ایک ہی طلاق واقع ہوئی)

نوٹ:۔۔۔اس حدیث میں صراحت ہے کہ تین طلاقیں دی ہیں پھر بھی حضور ﷺ نے رجعت کرنے کا حکم دیا

نوٹ:۔۔۔اس حدیث کی بنیاد پر کچھ حضرات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ غصے میں بیک وقت تین طلاق دی ہو اور بعد میں پچھتاوا ہوا ہو تو اس حدیث کی بنیاد پر ایک طلاق واقع کی جائے، تاکہ آدمی کا گھر نہ ٹوٹے

{2}أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: طَلَّقَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْ يُرَاجِعَهَا» قَالَ: إِنِّي قَدْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا قَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ»، وَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ} [الطلاق: 1] الْآيَةَ قَالَ: فَارْتَجَعَهَا(مصنف عبد الرزاق، ، باب المطلق ثلاثا،نمبر 11335)-11379)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ رجعت کرلو، تو اس آدمی نے کہا کہ میں بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے، پھر حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ} [الطلاق: 1] الْآيَةَ، راوی فرماتے ہیں کہ پھر اس آدمی نے رجعت کرلی

نوٹ :۔۔۔اس حدیث میں ہے کہ تین طلاقیں دینے کے باوجود حضور ﷺ نے رجعت کرنے کے لئے کہا، کیونکہ ایک مجلس میں دی ہوئی طلاق ایک ہی واقع ہوتی ہے

{3}عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: طَلَّقَ عَبْدُ يَزِيدَ أَبُو رُكَانَةَ، وَإِخْوَتِهِ أُمَّ رُكَانَةَ----- قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ يَزِيدَ: «طَلِّقْهَا» فَفَعَلَ، ثُمَّ قَالَ: «رَاجِعِ امْرَأَتَكَ أُمَّ رُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ؟» قَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْهَا» وَتَلَا: {يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ}(ابو داود، بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ نمبر 2196)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ عبد یزیدؓ نے اپنی بیوی ام رکانہ کو طلاق دی۔۔۔۔ حضور ﷺ نے عبد یزید سے فرمایا کہ طلاق دے دو، انہوں نے طلاق دی، پھر فرمایا کہ اپنی بیوی ام رکانہ سے رجعت کرلو، تو عبد یزید نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھکو اس کا پتہ ہے

، پھر بھی رجعت کر لو، اور یہ آیت تلاوت فرمائی({يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ}

نوٹ :۔۔۔اس حدیث میں حضرت عبد یزید نے تین طلاقیں دی ہیں، پھر بھی حضور ﷺ نے رجعت کرنے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ ،ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہے۔۔ یہ اہل حدیث کی دلیل ہے

لیکن حنفیہ کی جانب سے یہ ہے کہ حدیث میں دو اضطراب ہیں۔ایک یہ کہ عبد یزید نے تین طلاقیں نہیں دی تھی، بلکہ ،البتہ ،کے لفظ سے طلاق دی تھی، جس سے وہ سمجھتے تھے کہ تین طلاق واقع ہو گئی ہے، لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ ،البتہ ،کے لفظ سے ایک طلاق واقع ہوئی ہے، اس لئے رجعت کر لو، چنانچہ اسی روایت کے آگے یہ عبارت ہے،

{4}وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رُكَانَةَ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَصَحُّ، لِأَنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ، وَأَهْلَهُ أَعْلَمُ بِهِ، إِنَّ رُكَانَةَ إِنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔عبد یزید نے اپنی بیوی کو، الْبَتَّةَ، کی طلاق دی تھی، اور عبد یزید سمجھ رہے تھے کہ یہ تین طلاق ہے، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک طلاق ہے اس لئے رجعت کر لو

مسند احمد، اور مصنف عبد الرزاق کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ ، الْبَتَّةَ، سے طلاق دی تھی،

بلکہ یہ ہے کہ عبد یزیدؓ نے تین طلاق ہی دی تھی، پھر بھی حضور ﷺ نے رجعت کرنے کا حکم دیا ہے۔۔ حدیث اوپر گزری ہے

{5}عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ(مسلم، بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ ،نمبر 1472)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ، اور حضرت ابو بکرؓ،اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے پہلے دو سال میں تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں ، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ،اس معاملے میں صبر سے کام لینا چاہئے تھا، لیکن لوگوں نے اس میں جلدی کی ہے،اس لئے اگر ہم تین طلاق نافذ کر دیتے ہیں،اس لئے تین نافذ کر دی گئی

نوٹ :۔۔۔اہل حدیث کا استدلال یہ ہے کہ ۔۔۔۔اس حدیث میں ہے کہ حضور کے زمانے میں تین طلاق ایک شمار کی جاتی تھی ، لیکن حضرت عمر نے تین نافذ کی ہے ،اس لئے ہم حدیث کی بنیاد پر ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک کر سکتے ہیں

{6}أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ، قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ أَنَّمَا «كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَثَلَاثًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ»؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «نَعَمْ(مسلم، بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ ،نمبر 1472) (ابو داود، بَابُ

نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ ،نمبر 2200)

ترجمہ :۔قول صحابی میں ہے۔۔ أبو صہبائ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے پوچھاکہ حضور ﷺ ،اور حضرت أبو بکرؓاور حضرت عمرؓکی شروع خلافت میں تین طلاق ایک شمار کی جاتی تھی آپ کواس کا پتہ ہے ؟توحضرت ابن عباسؓ نے فرمایا،ہاں،اس کا پتہ ہے

نوٹ :۔اس قول صحابی میں بھی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں تین طلاق ایک شمار کی جاتی تھی،اس لئے ہم ایک شمار کریں گے۔یہ اہل حدیث کااستدلال ہے

نوٹ :۔۔۔اس حدیث کے تین مطلب ہیں۔۔اور ہر مسلک والے اپنے اپنے مسلک کے اعتبار سے استدلال کرتے ہیں

پہلا مطلب۔۔۔یہ ہے کہ مدخول بہا یا غیر مدخول بہا بیوی ہو،اسی کی تاکید کے لئے دوسری مرتبہ ،انت طالق، کہا ہو ہر حال میں، حضور کے زمانے میں تین طلاق ایک طلاق تھی،اور حضرت عمرؓ نے ان کوایک قرار دیا ہے۔۔اہل حدیث حضرات یہی مطلب لیتے ہیں

دوسرا مطلب۔۔۔یہ ہے کہ غیر مدخول بہا عورت کو حضور کے زمانے میں تین طلاق دے، توچونکہ وہ پہلی ہی طلاق میں بائنہ ہو جاتی ہے،اور بیوی ہونے سے نکل جاتی ہے،اوراس پر عدت بھی نہیں ہوتی ہے،اس لئے حضور ﷺ کے زمانے میں اس کوایک ہی طلاق واقع کرتے تھے۔۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یہ ہواکہ بیک وقت تین طلاق دی ہو تواس کو تین واقع کرنے لگے۔۔۔حنفیہ اس حدیث کا مطلب یہی لیتے ہیں

اس کے لئے اُبوداود کی یہ قول صحابی دیکھیں

{7}عَنْ طَاوُسٍ، أَنَّ رَجُلًا، يُقَالُ لَهُ: أَبُو الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيرَ السُّؤَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ؟، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلَى، " كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ، فَلَمَّا رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فِيهَا، قَالَ: أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ(ابوداود،بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ ، نمبر **2199**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت طاوس فرماتے ہیں کہ ،ایک آدمی کانام اُبو صہبائ تھا، وہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بہت سوال کیا کرتے تھے، توانہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا، کیاآپ کو معلوم ہے، کوئی آدمی دخول سے پہلے بیوی کو تین طلاق دے، تو حضور ﷺ ، حضرت اُبو بکرؓ،اور حضرت عمرؓ کی شروع خلافت میں ایک شمار کرتے تھے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا،ہاں۔ کوئی آدمی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دے تو حضور ﷺ ،ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے شروع خلافت میں ایک ہی شمار کرتے تھے ، پھر جب دیکھا کہ لوگ، بار بار یہ کام کررہے ہیں (یعنی بار بات تین تین طلاق دے کر ایک شمار کررہے ہیں) تو ان لوگوں پر تین ہی نافذ کردی)

تیسرا مطلب یہ ہے۔۔۔۔ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک مرتبہ بیوی کو انت طالق کہے،، پھر الگ سے دوسری طلاق دینا نہ ہو، بلکہ پہلی ہی طلاق کو سمجھانے کے لئے، یا اسی کی تاکید کے لئے دوبارہ، انت طالق، کہے تو یہ مان لیا جاتا تھا کہ بیوی کو ایک ہی طلاق دی ہے، اور دوسری اور تیسری مرتبہ، انت طالق، تاکید کے لئے ہے۔۔۔ لیکن اس میں لوگوں نے چالاکی شروع کی، کہ تین طلاق دیکر ایک کی بات کرنے لگے تو حضرت عمر نے، تین کو تین ہی مان لیا۔۔۔۔ حنفیہ حضرت عمر کے فرمان کو اسی پر محمول کرتے ہیں

اس قول تابعی میں اس کی وضاحت ہے

{8}عَنِ الْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ قَالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أُفَهِّمَهَا، قَالَا: «يُدَيَّنُ»((مصنف عبد الرزاق،بَابُ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ ثَلَاثًا مُفْتَرِقَةً ، نمبر 11354)

ترجمہ:۔ قول تابعی میں ہے۔۔ حضرت حسن، اور حضرت قتادہؒ سے روایت ہے، ایک آدمی اپنی بیوی سے کہے، انت طالق، پھر کہے انت طالق، اور یہ کہے کہ میں صرف سمجھانے کے لئے دوسری مرتبہ، انت طالق، کہا ہوں، (الگ طلاق نہیں دیتا ہوں) تو دیانت اس کی بات مان لی جائے گی (اور ایک ہی طلاق واقع ہو گی)

نوٹ:۔۔۔ اس عبارت میں ہے کہ پہلے، ایسا ہوتا تھا کہ سمجھانے کے لئے دوسری مرتبہ، انت طالق، کہے تو بات مان لی جاتی تھی، لیکن لوگ اس میں چالاکی کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے دوسری مرتبہ، انت طالق، کو پہلے کی تاکید شمار نہیں کی بلکہ مستقل طلاق شمار

کر کے تین طلاق نافذ کر دی۔۔اور پر حضرت عمر والی حدیث کا یہی مطلب ہے

{9}، قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا طَلَاقَ، وَلَا عَتَاقَ فِي غِلَاقٍ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: " الْغِلَاقُ: أَظُنُّهُ فِي الْغَضَبِ(ابوداود، بَابٌ فِي الطَّلَاقِ عَلَى غَلَطٍ ،نمبر **2193**) ابن **ماجه**، بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي ،نمبر **2046**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ ذہنی دباو میں طلاق اور آزادگی نہیں ہوتی، اُبو داودؒ فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ کہ، غلاق کا ترجمہ ہے، غصہ میں ہونا۔

نوٹ :۔۔۔اس حدیث میں ہے کہ غصہ میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے، اور ایک ہی مجلس میں تین طلاق دیتا ہے تو عموما وہ غصے میں ہوتا ہے، اس لئے اس حدیث کی بنیاد پر ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاق ایک شمار کرنی چاہئے، کیونکہ وہ عقل کھو بیٹھا ہے

{10}عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ(**ابن ماجه**،بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِي، نمبر **2043**)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت سے اللہ نے غلطی کرنے کو، بھول سے کرنے کو، اور جس بات پر زبردستی کی گئی ہو اس کو معاف کر دیا گیا ہے

نوٹ :۔۔۔۔ایک مجلس میں غصے میں جب تین طلاقیں دیتا ہے تو عموما غلطی سے دیتا ہے، وہ دینا نہیں چاہتا ہے، لیکن غصے سے مغلوب ہو کر دیتا ہے، اس لئے اس کو ایک طلاق شمار کرنی چاہئے۔

{11} يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ } الطلاق 65-1)

ترجمہ :۔ آیت میں ہے۔۔اے نبی ! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو، اور عدت کو اچھی طرح شمار کرو

نوٹ۔۔۔۔اس آیت میں ہے کہ ایسے وقت میں طلاق دو جس سے عورت آسانی سے عدت گزار سکے، لیکن اس نے بیک وقت تین طلاق دی ہیں، اس لئے اس سے عدت میں خلل واقع ہو گا، تو چونکہ اس نے قرآنی ترتیب کے خلاف طلاق دی ہے، اس لئے تیسری طلاق نہیں ہو گی

{12}عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: جَاءَتْ امْرَأَةُ رِفاعَةَ القُرَظِيِّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ، فَطَلَّقَنِي، فَأَبَتَّ طَلاَقِي، فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَقَالَ: «أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لاَ، حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ(بخارى، بَابُ شَهَادَةِ الُمخْتَبِي، نمبر 2639)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی حضور ﷺ کے پاس آئی، اور کہنے لگی میں حضرت رفاعہ کے پاس تھی انہوں نے مجھے طلاق مغلظہ دی، پھر میں نے عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کیا، لیکن وہ شہوت کے کمزور ہیں تو حضور ﷺ نے

پوچھا کہ کیا رفاعۃ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو؟، لیکن جب تک کہ تم اس کا مزانہ چکھ لو، اور وہ تمہارا مزانہ چکھ لے (یعنی وہ تم سے صحبت نہ کرلے، رفاعۃ کے پاس واپس نہیں جاسکتی ہے

نوٹ۔۔۔۔اہل حدیث کہتے ہیں تین طلاق دینے کے بعد عورت کو دوسرے شوہر سے حلالہ کرنا پڑے گا، اور صحبت بھی کرنی پڑے گی۔۔اور اس زمانے میں یہ مرحلہ عورت کے لئے عذاب سے کم نہیں ہے، معاشرے میں عورت کی انتہائی رسوائی ہوتی ہے، اور لوگ جینا حرام کردیتے ہیں۔۔جب کہ عورت کا کوئی قصور نہیں ہے

دوسری بات یہ ہے کہ بعض مرتبہ چار بچوں کی ماں ہوتی ہے، اور غصے میں طلاق دے دی جاتی ہے، اور حلالہ نہ ہونے کی وجہ سے پورا گھر برباد ہوجاتا ہے، اور میاں بیوی ٹوٹ کر رہ جاتے ہیں

اس لئے عورت کو اس عذاب سے بچانے کے لئے ایک طلاق والی حدیث پر عمل کرلیا جائے، آخیر وہ بھی تو حضور کی حدیث ہی ہے، ہم کہاں حدیث کو چھوڑنے کے لئے کہتے ہیں

اس وقت کا المیہ

اس وقت کا المیہ یہ ہے تین طلاق کے بعد ہزاروں میاں بیوی اس کا ذکر ہی نہیں کرتے، اور ساتھ زندگی گزارتے رہتے ہیں، اور حنفیہ کے مطابق وہ زنا میں مبتلائ والی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں

دوسرا المیہ۔۔یہ ہے کہ سینکڑوں حنفی فقہ کو ماننے والے جوڑے، اہل حدیث سے مسئلہ پوچھتے ہیں، اور ان کے مسلک پر عمل کرکے ساتھ رہنے لگتے ہیں

اس لئے حنفیہ حضرات سے گزارش ہے کہ غصے میں ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی ہوں تو وہ ان احادیث پر عمل کرنے کی گنجائش نکالیں جن سے حلالہ والے عذاب سے عورت نجات پا جائے۔۔۔ایک اہل حدیث کی عاجزانہ گزارش

{13}قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ» ، قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ(ابن ماجه، بَابُ الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ، نمبر 1936)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تم کو بتاوں مانگا ہوا مینڈھا کون ہے، لوگوں نے کہا، ہاں بتائے یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا، یہ وہ ہے جو حلالہ کرنے کے نکاح کرتا ہے، جو حلالہ کرتا ہے، یا جس کے لئے حلالہ کیا جاتا ہے اللہ تعالی اس پر لعنت کرے۔

نوٹ۔۔۔۔ تین طلاق دلوا تو دینگے، لیکن اس حدیث کی بنا پر کوئی مرد حلالہ کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے، کیونکہ حدیث میں اس کو مانگا ہوا سانڈھ، کہا گیا ہے، اور ایسے مردوں کی ناک کٹتی ہے، اس لئے مرد کے لئے حلالہ کرنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اس لئے بھی ایک طلاق والی حدیث پر عمل کر لینا چاہئے۔

اس وقت تین طلاق دینا مرد کے لئے سزا نہیں ہے عورت کے لئے عذاب عظیم ہے، اس لئے ان کی رعایت کیجئے

اوپر کی۔ان 8 حدیثوں اور 1 آیت ،3 قول صحابی، 1 قول تابعی، مجموعہ 13) سے اہل حدیث اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو ایک ہی واقع ہوتی ہے

حنفیہ کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ(ابو داود،بَابٌ فِي الطَّلَاقِ عَلَى الْهَزْلِ، نمبر 2194)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، تین چیزیں ایسی ہیں سنجیدگی سے بولو تب بھی حقیقت ہے،اور مذاق میں بولو تب بھی حقیقت ہے، نکاح، طلاق،اور رجعت کرنا

نوٹ۔۔۔اس حدیث میں ہے کہ مذاق میں بھی طلاق دو طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس لئے ایک مجلس میں بھی تین طلاق دے،اور غصے میں دے تب بھی تین طلاق واقع ہو جائے گی

{2}الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ (229)

ترجمہ :۔ آیت میں ہے۔۔ طلاق زیادہ سے زیادہ دو بار ہونی چاہئے، اس کے بعد (شوہر کے لئے دو ہی راستے ہیں) یا تو قاعدے کے مطابق (بیوی کو) روک رکھے (یعنی طلاق سے رجوع کر لے) یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دے (یعنی رجوع کے بغیر عدت گزارنے دے)

{3}فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ(البقرة 2–229و 230)

ترجمہ :۔ آیت میں ہے۔۔ پھر اگر شوہر تیسری طلاق دیدے تو وہ (مطلقہ عورت) اس کے لئے اس وقت حلال نہیں ہے ہو گی جب تک وہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کر لے۔

نوٹ :۔۔۔ان آیتوں میں ہے کہ اگر تیسری طلاق دی تو دوسرے شوہر سے نکاح کئے بغیر حلال نہیں ہو گی،اس لئے ایک مجلس میں تین طلاق دے یا متفرق مجلس میں دے دونوں صورتوں میں تین طلاق واقع ہو گی،اور حلالہ کے بغیر پہلے شوہر سے نکاح کرنا جائز نہیں ہو گا

{4}عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: حَدِّثِينِي عَنْ طَلَاقِكِ، قَالَتْ: «طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(ابن **ماجة**، بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ،نمبر 2024)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔ حضرت عامر شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے کیا کہ ،اپنی طلاق کے بارے میں بتائے، تو انہوں نے فرمایا کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دیں،اور وہ یمن میں تھے، تو حضور ﷺ نے تینوں کو نافذ کر دی

{5}عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، قَالَتْ: «طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، فَلَمْ يَجْعَلْ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنَى، وَلَا نَفَقَةً(مسلم ، بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا لَا نَفَقَةَ لَهَا، نمبر 1480)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دیں، تو حضور ﷺ نے میرے لئے رہنے کی جگہ اور نفقہ نہیں کیا

نوٹ:۔۔۔ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ تین طلاق دی جائے تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں

نوٹ:۔۔۔اہل حدیث فرماتے ہیں ان احادیث میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دی گئی تھیں یا تین مجلس میں، یہ ممکن ہے کہ تین مجلس میں تین طلاق دی گئی ہو جنکو حضور ﷺ نے نافذ کیا ہے، اور اس کو تو ہم بھی مانتے ہیں، اس لئے ان دونوں حدیثوں سے ایک مجلس میں تین طلاق کو تین پر استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے۔

{6}عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: -----، " وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَنُسِخَ ذَلِكَ، وَقَالَ: {الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ} [البقرة: 229](ابوداود، بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ، نمبر 2195)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔(وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا(البقرہ،2-228) کی آیت کی وجہ سے چاہے تین طلاقیں دیں تب بھی رجعت کرنے کا حقدار ہوتا تھا، لیکن الطلاق مرتان سے،فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ(البقرة 2-229و 230) نے اس کو منسوخ کر دیا یعنی پہلے تین طلاق دے تب بھی شوہر کو رجعت کا حق ہوتا تھا، لیکن،فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ(البقرة 2-229و 230) نے والی آیت نے

اس کو منسوخ کر دیا، جس سے معلوم ہوا کہ تین طلاق ایک نہیں ہے

{7}عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ(مسلم، بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ ،نمبر **1472**)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ، اور حضرت ابو بکرؓ ،اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے پہلے دو سال میں تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جاتی تھیں ، پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ،اس معاملے میں صبر سے کام لینا چاہئے تھا، لیکن لوگوں نے اس میں جلدی کی ہے ،اس لئے اگر ہم تین طلاق نافذ کر دیتے ہیں ،اس لئے تین نافذ کر دی گئی

نوٹ :۔۔۔ حضرت عمر کے زمانے میں صحابہ کا اس بات پر اجماع ہو گیا تھا کہ تین طلاق تین ہیں ،اسی لئے ہم اسی پر عمل کریں گے

اہل حدیث کہتے ہیں کہ اجماع غیر مدخول بہا عورت کے لئے تھا، مدخول بہا کے لئے نہیں

{8}وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رُكَانَةَ، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَصَحُّ، لِأَنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ، وَأَهْلَهُ أَعْلَمُ بِهِ، إِنَّ رُكَانَةَ إِنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً(ابو داود،، بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ،

نمبر 2196)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو لفظ، البتہ، سے طلاق دی، اس لئے حضور ﷺ نے بیوی کو شوہر کی طرف لوٹا دی (صحیح بات یہی ہے) اس لئے کہ آدمی کی اُولاد اور اس کا اہل اس بات کو زیادہ جانتے ہیں کہ (کون سی طلاق دی گئی تھی) کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو، البتہ، کے لفظ سے طلاق دی تھی، اس لئے حضور ﷺ نے اس کو ایک طلاق قرار دی۔

نوٹ:۔۔۔حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت رکانہؓ نے، البتۃ، سے طلاق دی تھی، اور شوہر نے ایک کی نیت کی تھی اس لئے حضور ﷺ نے ایک طلاق قرار دی، اگر واقعی تین طلاق دی ہوتی تو حضور ایک شمار نہیں کرتے، تین شمار کرتے۔

یہ حدیث حنفیہ کی جانب سے اہل حدیث کو جواب ہے۔

{9}عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: " يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ، فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ ثُمَّ يَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، وَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: {وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا} [الطلاق: 2]، وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَلَمْ أَجِدْ لَكَ مَخْرَجًا، عَصَيْتَ رَبَّكَ، وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ، وَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: { يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ } [الطلاق: 1] (ابو داود، بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ، نمبر 2197)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے

پاس تھا، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں، تو حضرت ابن عباسؓ چپ رہے، مجھے لگا کہ حضرت اس کو واپس کر دیں گے، پھر کہنے لگے تم لوگ حماقت کرتے ہو، پھر کہتے ہو اے ابن عباس، اے ابن عباس، حال آنکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالی اس کے لئے راستہ نکالیں گے اور تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو اس لئے آپ کے لئے کوئی راستہ نظر نہیں آتا ہے، تم نے رب کی نافرمانی کی (کہ بیک وقت تین طلاق دے دی)، اس لئے تمہاری بیوی کو بائنہ طلاق واقع ہو گئی، کیونکہ اللہ تعالی نے نے فرمایا کہ عدت گزارنے کے لئے طلاق دو

نوٹ۔۔۔اس قول صحابی میں حضرت ابن عباسؓ نے تین طلاق واقع کی ہے

نوٹ۔۔۔اہل حدیث کی جانب سے یہ اعتراض ہے کہ اس آدمی نے تین مجلس میں طلاق دی ہو گی، اس لئے ابن عباس نے تین قرار دیا، کیونکہ یہاں اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دی تھی، یا تین مجلس میں

{10}عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ، قَالَ: «حَرَّمَتْهَا ثَلَاثٌ وَسَبْعَةٌ وَتِسْعُونَ عُدْوَانٌ(مصنف ابن **ابی شیبة** ،فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ مِائَةً، أَوْ أَلْفًا فِي قَوْلٍ وَاحِدٍ، نمبر **17799**)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ کسی نے بیوی کو سو طلاق دی، تو کیا ہو گا، تو فرمایا تین طلاق سے حرام ہو جائے گی، اور ستانویں زیادتی ہے

{11}عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: «مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَقَدْ عَصَى رَبَّهُ، وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهُ(مصنف ابن **ابی شیبة** ،مَنْ كَرِهَ أَنْ يُطَلِّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَقْعَدٍ وَاحِدٍ، وَأَجَازَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ، نمبر17792)

ترجمہ:۔قول صحابی میں ہے۔۔حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ کہ کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، تو اپنے رب کی نافرمانی کی، اور اس کی بیوی بائنہ ہو جائے گی

{12}عَنْ إِبْرَاهِيمَ ------، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا بِفَمٍ وَاحِدٍ لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ(سنن سعيد بن منصور، بَابُ التَّعَدِّي فِي الطَّلَاقِ، نمبر 1078)

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے۔۔۔۔، اگر غیر مدخول بہا کو ایک ہی منہ سے تین طلاقیں دیں، تو جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہیں کرے گی، وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو گی۔

{13}سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَجْلِسٍ، قَالَ: «أَثِمَ بِرَبِّهِ، وَحُرِّمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ(مصنف ابن ابی**شيبة** ،مَنْ كَرِهَ أَنْ يُطَلِّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فِي مَقْعَدٍ وَاحِدٍ، وَأَجَازَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، نمبر17788)

ترجمہ:۔قول تابعی میں ہے۔۔حضرت عمران بن حصینؓ سے کسی نے پوچھا، کوئی آدمی ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو کیا ہو گا، انہوں نے فرمایا اپنے رب کی نافرمانی کی، اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی

{14}عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، فِي هَذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم سُنَّةٌ((ابوداود، بَابٌ فِي اللِّعَانِ،نمبر 2250)

ترجمہ :۔حدیث میں ہے۔۔لعان کی حدیث میں حضرت سہل بن سعد کی روایت یہ ہے کہ ،انہوں نے حضور ﷺ کے پاس تین طلاقیں دیں، تو حضور ﷺ نے ان کو نافذ فرمادیا، اور حضور کے سامنے جو بات ہوتی ہے وہ سنت ہو جاتی ہے

نوٹ:۔۔۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو تینوں نافذ ہو جائیں گی

نوٹ :۔۔۔اتنے سارے قول صحابی، اور قول تابعی سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں تین طلاق، تین واقع ہوں گی، ایک نہیں۔حنفیہ کا عمل اسی پر ہے

نوٹ :۔۔۔اہل حدیث کا یہاں ایک نکتہ ہے کہ ان اقوال میں تین کی وضاحت نہیں ہے، اس لئے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک طلاق بائنہ ہو گی، تین نہیں،

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 5 حدیثوں اور 2 آیتوں، 5 قول صحابی، 2 قول تابعی۔(مجموعہ 14)سے حنفیہ اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو تین ہی واقع ہوتی ہیں

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

اوپر کی۔ان 8 حدیثوں اور 1 آیت، 3 قول صحابی، 1 قول تابعی۔(مجموعہ 13)سے اہل حدیث اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو ایک ہی واقع ہوتی ہے

[30]۔۔ مسجد کی جماعت میں عورتیں شامل ہوں یا نہیں؟

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 4 حدیثیں،4 قول صحابی ۔(مجموعہ 8)سے حنفیہ اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک ہی مسجد میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں

نیچے کی۔ان 4 حدیثوں،1 قول صحابی ۔(مجموعہ 5)سے اہل حدیث اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک ہی مسجد میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اچھا ہے

مسجد میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی جماعت کے بارے میں دو نظریے ہیں

حنفیہ اس بات کے قائل ہیں کہ مردوں کے ساتھ عورتوں کی جماعت اور وہ بھی مسلسل اچھی چیز نہیں ہے،، کیونکہ اس دور میں اس میں فتنے کا خطرہ ہے

اہل حدیث کی رائے ہے کہ مردوں کے ساتھ ایک ہی مسجد میں عورتوں کی جماعت اچھی چیز ہے،اس سے وہ دین کی باتیں سیکھیں گی،اور جماعت کی بھی فضیلت حاصل کرے گی

مسجد میں عورتوں کی جماعت کے تین طریقے ہیں

1۔۔۔۔ عورت کی مسجد مرد کی مسجد سے بالکل الگ تھلگ ہو، جس میں عورتیں جمع ہو کر نماز پڑھ لیا کریں۔۔۔۔ایسی جماعت کی کافی گنجائش ہے۔۔تاہم عورتیں گھر میں نماز پڑھیں تو حدیث کی بنیاد پر زیادہ بہتر ہے۔اور ان کو زیادہ ثواب ملے گا۔ حدیث آگے آ رہی ہے

2۔۔۔۔ مرد کی مسجد کے ساتھ الگ کمرہ ہو، جس میں عورتوں کے آنے جانے کا دروازہ بھی الگ ہو۔اس میں عورتیں آکر مرد کی اقتدائ میں نماز باجماعت ادا کر لیں۔۔اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن پہلی صورت جس میں مسجد ہی بالکل الگ ہے اس سے کم ہے، کیونکہ اس میں کبھی کبھار مرد سے اختلاط کا خطرہ ہے

3۔۔۔۔ایک ہی مسجد ہو جس کی اگلی صف میں مرد نماز پڑھے، اور پچھلی صف میں عورتیں نماز پڑھے۔۔

۔اس صورت میں حنفیہ کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایسا ہوتا تھا، اس لئے یہ صورت حرام تو نہیں ہے، جائز ہے۔

۔ لیکن آج کے حالات کے پیش نظر ہم اس کی اجازت نہیں دیتے، کہ عورتیں ایک ہی مسجد میں پچھلی صف میں نماز پڑھیں۔۔ہاں کبھی کبھار کوئی کو عورت اچانک آگئی اور نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ہو جائے گی

دوسرے کچھ حضرات ایک ہی مسجد کی پچھلی صف میں عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، اس کی گنجائش زیادہ دیتے ہیں، بلکہ بعض مرتبہ اس پر زور بھی دیتے ہیں

اہل حرم کی احتیاط

نوٹ :۔۔۔۔بیت اللہ اور مسجد نبوی میں اس کی پوری گنجائش ہے،اس کے لئے مجبوری بھی ہے اور قول تابعی بھی ہے۔۔

۔اس کے باوجود مسجد نبوی میں عورتوں کی نماز کے لئے مرد کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ الگ تھلگ انتظام ہے،اور ان کے لئے دروازہ بھی الگ ہے ۔۔اور بیت اللہ میں بھی عورتوں کے لئے مرد سے الگ تھلگ انتظام ہے، صرف مطاف میں عورتیں مرد سے پچھلی صف میں نماز پڑھ لیتی ہیں، کیونکہ طواف کی وجہ سے وہاں مجبوری ہے

الھدایہ کی عبارت یہ ہے

ويكره لهن حضور الجماعات " يعني الشواب منهن لما فيه من خوف الفتنة(**الهدايه** ، باب **الامامة** ، ص 58)

ترجمہ :۔۔ مسجد کی جماعت میں حاضر ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے،یعنی فتنہ کے خوف کی وجہ سے جوان لڑکیوں کے لئے جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے

اہل حدیث کی حدیثیں

{1}عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ((مسلم ،بَابُ خُروجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ

فِتْنةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجْ مُطَيَّبَةً، نمبر 442)(ابوداود ((ابو داود ،بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ، ، نمبر 566)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو اللہ کی مسجدوں سے روکا مت کرو (ان کو نماز پڑھنے جانے دو)

{2}سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ)(مسلم ،بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجْ مُطَيَّبَةً، نمبر 442)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے تمہاری عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت دے، یعنی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت دو

{3}أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهَا: «أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ المَكْتُوبَةِ، قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَامَ الرِّجَالُ (بخاری، بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالغَلَسِ،نمبر866)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔۔ حضور ﷺ کی بیوی ام سلمہؓ نے بتایا کہ حضور ﷺ کے

زمانے میں جب عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرتیں تو جلدی اٹھ کر چلی جاتیں، اور حضور ﷺ اور آپ نے ساتھ جن مرد حضرات نے نماز پڑھی وہ کچھ دیر ٹھہرے رہتے، پھر جب حضور ﷺ کھڑے ہوتے، تو مرد بھی کھڑے ہوتے

نوٹ:۔۔۔۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک ہی مسجد میں اگلی صف میں مرد حضرات ہوتے اور پچھلی صف میں عورتیں ہوتی تھیں

{4}عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ مِنَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ» فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا. قَالَ فَزَبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ: " أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَتَقُولُ: لَا نَدَعُهُنَّ((مسلم ،بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجْ مُطَيَّبَةً، نمبر 442)

ترجمہ:۔حدیث میں ہے۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رات میں عورتوں کو مسجد میں جانے سے مت روکو، تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بیٹے (حضرت بلال) نے میں عورتوں کو مسجد جانے کے لئے نہیں چھوڑیں گے، کہ و چغل خوری کرے، راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بلالؓ کو بہت ڈانٹا، اور کہنے لگے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اور تم کہتے ہو کہ عورتوں کو مسجد جانے کے لئے نہیں چھوڑیں گے

نوٹ:۔۔۔۔اس حدیث میں دو باتیں، ایک تو یہ ہے کہ حضور نے عورتوں کو مسجد میں جانے

کی اجازت دی۔۔اور دوسری بات یہ ہے اس زمانے میں بھی حضرت عبداللہ بن عمر کے بیٹے نے کہا کہ یہ عورتیں مسجد میں جاکر چغل خوری کریں گی، اس لئے میں ان کو مسجد میں جانے کی اجازت نہیں دوں گا

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو مسجد میں جاکر جماعت میں شریک ہونے کی اجازت بھی ہے اور ترغیب بھی ہے

اور اس طرح ان کو دین کا علم ہوگا، اور فرض نماز جماعت کے ساتھ بھی ادا کرلیا کریں گی

{5}سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: هَلْ كُنَّ النِّسَاءُ يَشْهَدْنَ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِيهَا اللَّهِ، إِذًا فَلِمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ، وَشَرُّ صُفُوفِ النِّسَاءِ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، وَخَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، وَشَرُّ صُفُوفِ الرِّجَالِ الصَّفُّ (مصنف عبد الرزاق، بَابُ شُهُودِ النِّسَاءِ الْجَمَاعَةَ نمبر **5110**)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔۔ایک آدمی نے حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا کہ کیا عورتیں حضور ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتی تھیں؟ تو حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ، کیوں نہیں! اسی لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بہترین صف آخری صف ہے، اور بری صف پہلی صف ہے، اور مرد کی بہترین صف پہلی صف ہے، اور بری صف آخری صف ہے

نوٹ :۔۔۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں عورتیں ایک ہی مسجد

میں حاضر ہو کر پچھلی صف میں نماز پڑھا کرتی تھیں۔۔۔اس لئے آج بھی اس کی گنجائش ہو گی

ان 4 حدیثوں، 1 قول صحابی، مجموعہ 5) سے اہل حدیث اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک ہی مسجد میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اچھا ہے

حنفیہ کی حدیثیں یہ ہیں

{1}عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ، قَالَ: " قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلَاةَ مَعِي، وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِي دَارِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ لَكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِي "، قَالَ: فَأَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهِ، فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيَتِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ(مسند احمد ، حديث ام حميد ،نمبر 27090) (صحيح ابن خزيمة،بَابُ اخْتِيَارِ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فِي حُجْرَتِهَا عَلَى صَلَاتِهَا فِي دَارِهَا، نمبر 1689)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔۔ أبو حمید الساعدی سے روایت ہے کہ ان کی ماں حضور ﷺ کے پاس اائی اور کہنے لگی، کہ یارسول اللہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی چاہت رکھتی ہوں،

تو حضور ﷺ نے فرمایا مجھے پتہ ہے کہ آپ میرے ساتھ نماز پڑھنے کی چاہت رکھتی ہیں، لیکن تمہاری چھوٹی کوٹھری میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے، تمہارے حجرے میں نماز پڑھنے سے، اور تیرے بڑے گھر میں نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے، تمہارے حجرے میں نماز پڑھنا ،اور تیرے بڑے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے تمہاری قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے، اور میری مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے تمہاری قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا، راوی کہتے ہیں کہ چنانچہ ان کے گھر کے آخری کونے میں ایک چھوٹی سی مسجد بنادی گئی، اور اس مسجد کو اندھیرا بھی کر دیا گیا، حضرت حمید ساعدی کی ماں وفات تک اسی چھوٹی سی گھر کی مسجد میں نماز پڑھا کرتی تھیں

نوٹ :۔۔۔۔۔ حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا کتنی بڑی بات ہے، پھر مسجد نبوی میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے، پھر بھی عورت کے لئے اس کے گھر کے ایک کونے میں مسجد بنائی گئی، اور اندھیرا کر کے نماز پڑھنے کے لئے کہا گیا تاکہ ریا اور نمود بھی نہ ہو اور کوئی فتنہ بھی ہو

فتنہ سے بچنے کے لئے حنفیہ اسی پر عمل کرتے ہیں۔۔ اور آج کل مسائل کے دور میں تو اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔۔

{2}عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا(ابو داود،بَابُ التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ ، نمبر570)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے ۔۔۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ عورت کے لئے گھر کی کوٹھری میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے اس کے حجرے میں نماز پڑھنے سے ،اور گھر میں نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے اپنے پرائویٹ کمرے میں نماز پڑھے

لغت: مخدع: پرائویٹ کمرہ۔۔ قعر: نیچے کا حصہ۔ حجرۃ: کمرہ۔۔ دغل: چغل خوری کرنا

{3}عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: «لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ» قَالَ: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَنِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ؟ قَالَتْ: «نَعَمْ(مسلم ،بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجُ مُطَيَّبَةً، نمبر445) (ابو داود ،بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ، نمبر 569)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے ۔۔۔ عمرہ بنت عبدالرحمن فرماتی ہیں کہ ،انہوں حضور ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ سے سنا، وہ فرماتی تھیں کہ آج کل عورتوں نے جو نئی نئی چیزیں پیدا کر لی ہیں، اگر حضور ﷺ ان کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا، میں نے حضرت عمرہؓ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟، تو انہوں نے فرمایا، ہاں

نوٹ :۔۔۔۔ حضرت عائشہؓ جو خیر القرون ہے ان کے زمانے میں عورتوں میں اتنی چیزیں

پیدا ہو گئی تھیں کہ مسجد میں آنے سے روک دیا جائے تو بتایئے کہ آج کل مسائل کے دور میں کیا کیا پیدا نہیں ہوئی ہوں گی، کہ عورتوں کو بالکل مسجد میں آنے سے روک دیا جائے حنفیہ اسی فتنے کے سد باب پر عمل کرتے ہیں

{4}عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ مِنَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ» فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا. قَالَ فَزَبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ: " أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَتَقُولُ: لَا نَدَعُهُنَّ((مسلم ،بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجْ مُطَيَّبَةً، نمبر **442**)

ترجمہ:۔ حدیث میں ہے۔۔۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رات میں عورتوں کو مسجد میں جانے سے مت روکو، تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بیٹے (حضرت بلال) نے میں عورتوں کو مسجد جانے کے لئے نہیں چھوڑیں گے، کہ وہ چغل خوری کرے، راوی کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بلالؓ کو بہت ڈانٹا، اور کہنے لگے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اور تم کہتے ہو کہ عورتوں کو مسجد جانے کے لئے نہیں چھوڑیں گے

{5}عَنْ زَيْنَبَ، امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا((مسلم ،بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجْ مُطَيَّبَةً، نمبر **443**)

ترجمہ :۔ حدیث میں ہے۔۔۔ حضرت عبد اللہؓ کی بیوی زینب نے فرمایا، کہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسجد آئے تو کوئی بھی خوشبو لگا کر نہ آئے

نوٹ :۔۔۔آج کل تو لیپسٹک کی بھرمار ہے، اور بناو سنگار کی بھرمار ہے تو مسجد کیسے آنے دیں

{6}قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا، إِذَا كَانَتْ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)(مصنف ابن ابی شیبۃ ،مَنْ كَرِهَ ذَلِكَ ،نمبر 7616)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں عورت ستر کی چیز ہے، اور اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ گھر کے نچلے حصے میں ہو، اور جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے (یعنی مرد کو شہوت کی طرف اکساتا ہے)

{7}أَنَّ عَاتِكَةَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، وَكَانَتْ تَحْتَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَكَانَتْ تَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لَهَا: «وَاللَّهِ إِنَّكِ لَتَعْلَمِينَ مَا أُحِبُّ هَذَا»، فَقَالَتْ: وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى تَنْهَانِي قَالَ: «إِنِّي لَا أَنْهَاكِ» قَالَتْ: فَلَقَدْ طُعِنَ عُمَرُ يَوْمَ طُعِنَ، وَإِنَّهَا لَفِي الْمَسْجِدِ(مصنف عبد الرزاق، بَابُ شُهُودِ النِّسَاءِ الْجَمَاعَةَ،نمبر 5111)

ترجمہ :۔ قول صحابی میں ہے۔۔۔ حضرت عاتکہ بنت زید بن عمر بن نفیل حضرت عمرؓ کی بیوی تھیں، اور وہ مسجد میں نماز کے لئے آتی تھیں، اور حضرت عمرؓ ان کو کہتے، میں کیا چاہتا ہوں آپ کو معلوم ہے، تو حضرت عاتکہؓ نے فرمایا، جب تک آپ مجھے روکیں گے نہیں میں نہیں رکونگی

، حضرت عمرؓ نے فرمایا میں (حضور ﷺ کی حدیث کی وجہ سے) تمکو نہیں روکوں گا،
حضرت عاتکہؓ فرماتی ہیں، جس دن حضرت عمر نے مجھے گھونسامارا، تو میں مسجد ہی میں تھی
نوٹ:۔۔۔حضرت عمرؓ نے فجر کے وقت اپنی بیوی کو چپکے سے چھیڑا تا کہ آئندہ وہ مسجد میں نہ جائے۔ کیونکہ حضرت عمر فتنہ کی وجہ سے عورتوں کو مسجد میں جانا پسند نہیں کرتے تھے

{8}قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: «مَا صَلَّتِ امْرَأَةٌ صَلَاةً قَطُّ أَفْضَلَ مِنْ صَلَاةٍ تُصَلِّيهَا فِي بَيْتِهَا، إِلَّا أَنْ تُصَلِّيَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (مصنف ابن ابی **شيبة** ،مَنْ كَرِهَ ذَلِكَ، نمبر **7614**)

ترجمہ:۔ قول صحابی میں ہے۔۔۔حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا عورت نے گھر سے افضل نماز کبھی نہیں پڑھی، مگر یہ کہ مسجد حرام (بیت اللہ) کے پاس نماز پڑھی ہو
نوٹ:۔۔۔اس قول صحابی میں ہے کہ عورت بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ سکتی ہے
نوٹ:۔۔۔اس وقت مسجد نبوی میں عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی اجازت ہے، لیکن اس کے لئے دروازہ بھی الگ ہے، اور انتظام بھی مردوں سے الگ تھلگ ہے۔ اسی طرح بیت اللہ میں بھی عورتوں کے لئے مردوں سے الگ تھلگ انتظام ہے۔۔ البتہ صرف مطاف میں عورتیں مرد سے پچھلی صف میں نماز پڑھتی ہیں

اہل حدیث حضرات ایک واقعہ سے عبرت پکڑیں
ہندوستان میں لڑکیوں کا ایک بہت اچھا مدرسہ تھا، اس میں ایک ہزار لڑکیاں دورہ حدیث

تک کی تعلیم حاصل کرتی تھیں، اس مدرسے میں کسی مرد کو جانے کی اجازت نہیں تھی ۔۔ایک سترہ سال کی لڑکی کو کسی سے عشق ہوا، وہ مبائل پر بات کرتے ہوئے پکڑی گئی، اس کی ماں نے مبائل چھین لی، اس پر لڑکی نے مدرسے میں آکر کوری ڈور میں رات کے بارہ بجے خودکشی کرلی، اب علاقے کے مسلمان لیڈروں نے علمائ پر تین الزام ڈالے۔

۔ا۔۔اس لڑکی کے ساتھ مولویوں نے زنا کیا ہے۔

۔۲۔۔اس کو گلا ٹیپ کر مار دیا۔

۔۳۔۔ یہ لڑکی سترہ سال کی تھی، لیکن لیڈروں نے کہنا شروع کیا کہ لڑکی کی عمر صرف نو سال تھی، اور ایک نابالغ لڑکی کے ساتھ علمائ نے زنا کیا اور پھر گلا دبا کر مار دیا، اور ظلم کی انتہاء کر دی ہے ۔ پھر پورے علاقے میں اس کے انصاف کے لئے مسلمان لیڈروں نے کینڈل مارچ نکالا کہ استاذوں کو ذلیل کیا جائے، اور جیل میں ڈالا جائے۔۔ ہمارے معاشرے کا یہ حال ہے

یہ اچھا ہوا کہ کئی لاکھ خرچ کرنے کے بعد حکومت نے ظاہر کیا کہ لڑکی نے خودکشی کی ہے۔ اس کی وجہ سے علماء کی عزت بچی، اور جیل جانے سے بچ گئے۔تاہم مدرسہ مکتب میں بدل گیا، اور خستہ حال ہو گیا

اس لئے عورتوں کو تعلیم دینے، اسلامی تہذیب سکھانے، اور باجماعت نماز پڑھانے سے پہلے یہ سوچیں کہ مبائل سے امام صاحب کا ایک فوٹو لے لیا اور وائرل کر دیا تو پوری مسجد بدنام ہو جائے گی، اور پوری دنیا میں یہ عام ہو جائے گا کہ ، مسجدوں میں بے حیائی ہوتی ہے، اور زنا کا

ماحول رہتا ہے۔۔اس لئے عورتوں کو تہذیب سکھانے سے پہلے مسجدوں کو بدنام ہونے سے بچائے،،۔خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں کی حکومت اسلام مخالف ہے۔۔

۔حنفیہ کا عمل اسی پر ہے

حنفیہ کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 4 حدیثیں،4 قول صحابی۔ مجموعہ 8) سے حنفیہ اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک ہی مسجد میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے

اہل حدیث کی حدیثیں اتنی ہیں اوپر کی۔ان 4 حدیثوں، 1 قول صحابی ۔(مجموعہ 5) سے اہل حدیث اس بات کے قائل ہوئے کہ ایک ہی مسجد میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اچھا ہے

تمت بالخیر

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، و الصلوة و السلام علی رسوله الکریم و علی اله و اصحابه اجمعين الی يوم الدين -رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ-

بڑی محنتوں کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالی اس محنت کو قبول فرمائے،اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے

آمین یارب العالمین

احقر ثمیر الدین قاسمی، غفرلہ،مانچیسٹر،انگلینڈ ۔۔۔۔بتاریخ،12-12-2025

Samiruddin qasmi ,
70 Stamford street, Old Trafford, Manchester,
England , M16,9LL, ph 0044,7459131157